مُعاشرتی عُلُوم

ساتویں جماعت کے لیے



جان بکڈپو (رجسٹرڈ) اُردو بازار لاہور

برائے: پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور



مُعاشرتی عُلوم

ساتویں جماعت کے لیے



جان بُک ڈپو (رجسٹرڈ) اُردو بازار۔لاہور

برائے

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور

ایڈیشن	تاریخ اشاعت	تعداد
اوّل	مارچ ۱۹۷۹ء	75 000

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور

منظور کردہ : حکومت پنجاب (محکمہ تعلیم) لاہور بمطابق مراسلہ نمبر ایس - او - (سی) تعلیم 73 / 8 / 10 مؤرخہ 1974/11/20 نظر ثانی شدہ و منظور کردہ قومی ریویو کمیٹی؛ وزارتِ تعلیم (شعبۂ نصاب) حکومتِ پاکستان ، اسلام آباد۔

(قومی کمیٹی برائے جائزہ کتبِ نصاب کی تصحیح شُدہ)

مُصنّفین :

1 - پروفیسر بشیر الدین ملک

2 - پروفیسر محمد اسلم

3 - ڈاکٹر اظہر حمید

4 - جناب عبد القدیر

5 - چودھری محمد سلیم اختر

مدیران :

پروفیسر بشیر الدین ملک

چودھری محمد سلیم اختر

تدوینِ طباعتِ نو : مسعود صدیقی

پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ ، لاہور

ناشران : جان بک ڈپو - لاہور

مطبوعہ پرنٹکیس دربار مارکیٹ - لاہور

پیش لفظ

تعلیمی پالیسی (80-1972) میں مُعاشرتی عُلُوم کے مضمون کو خصوصی اہمیت دی گئی ہے تاکہ پاکستان کے بنیادی نظریے کو ایک ضابطۂ حیات کی شکل ملے اور اس کا عملی نفاذ یقینی ہو جائے، معاشرتی یک جہتی کا تصوّر عملی صورت اختیار کرے اور فرد کی پوری شخصیت کی نشوو نما ہو سکے۔

ان مقاصد کے حصول کے لیے ربط اور تسلسل کے ساتھ تدریج کو پیشِ نظر رکھا گیا ہے۔ تیسری جماعت کے بچوں کو اپنے ضِلع سے رُوشناس کرایا جاتا ہے۔ چوتھی جماعت میں یہ دائرہ صوبے تک پھیل جاتا ہے، پانچویں جماعت کے طالب علم اپنے ملک کے بارے میں تفصیلی معلومات حاصل کرتے ہیں اور چھٹی جماعت میں پاکستان کو برِّصغیر پاک و ہند کے تناظر میں دکھایا گیا ہے۔

ساتویں جماعت کا نصاب مُسلم ممالک کے حوالے سے پاکستان کا تشخّص متعین کرتا ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر کتاب میں برادر مُسلم ممالک کے ساتھ پاکستان کے تعلقات کے پیشِ نظر یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ ہم اسلام کے رشتے سے ایک ہی تسبیح کے دانے ہیں۔ اس طرح عالمی اسلامی برادری کا تصور چلا پاتا ہے۔

تعلیمی پالیسی کی روح کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ زبان بچوں کی ذہنی استعداد کے مطابق ہو، اندازِ بیان گنجلک نہ ہو، بات طُلبا و طالِبات کے دِل میں اُترتی چلی جائے اور وہ عالمی اسلامی برادری کے تصور کو اپنے دلوں میں راسخ کرلیں۔

اساتذہ کرام اور دوسرے صاحبِ نظر حضرات ہمیں کتاب کی خامی سے آگاہ کریں گے تو ہم اُن کے ممنون ہوں گے۔ اس طرح آیندہ ایڈیشن میں مناسب ترمیم و اصلاح سے کتاب ہر لحاظ سے بہتر ہو سکے گی۔

مصنّفین

فہرستِ مضامین

باب 1

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

زمین پر تبدیلیاں لانے والے کارکن

زمین کی حالت ہمیشہ ایک سی نہیں رہتی۔ اس پر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ابتدائی زمانے میں جب زمین بنی تو یہ تبدیلیاں بڑی تیزی سے رونما ہوئیں۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا، زمین کی اندرونی تبدیلیوں کی تیزی میں کمی ہوتی گئی اور اب سطح زمین کے کئی حصے ایسے ہیں جن میں فی الحال مزید اندرونی تبدیلیوں کی کوئی توقع نہیں۔

تبدیلی لانے والے اندرونی کارکن: زمین کے نیچے تبدیلیاں پیدا کرنے والے اہم کارکن آتش فشاں پہاڑ اور زلزلے ہیں

آتش فشاں پہاڑ: مسلمان ملکوں کے شمال میں شکن دار پہاڑوں کے سلسلے واقع ہیں۔ وہاں زمین کا پوست کمزور ہے۔ زمین کے اندرونی حصے میں اکثر تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں۔ ان اندرونی تبدیلیوں کا اثر سطح زمین پر پڑتا ہے۔ زمین کے اندرونی حصے میں گرم وسیال مادہ موجود ہے جس کو میگما کہتے ہیں۔ جہاں کہیں زمین کا پوست کمزور ہوتا ہے۔ وہاں سے گرم مادہ (میگما یا لاوا) زوردار دھماکے سے باہر نکلتا ہے تو دور دور تک زمین پر زلزلہ محسوس ہوتا ہے۔ جب لاوا زمین سے باہر نکلتا ہے تو سرد ہو کر جم جاتا ہے اور سطح زمین پر ایک اور تہہ جم جاتی ہے۔ لاکھوں سال گزرنے کے بعد زمین کی یہ تہہ ٹوٹ پھوٹ جاتی ہے۔ یہاں نباتات اُگنا شروع ہو جاتی ہیں اور کھیتی باڑی بھی ہونے لگتی ہے۔ ایسی زمین کپاس کی کاشت کے لیے بہت مفید ہوتی ہے۔ اب بھی ترکی کے علاقوں میں آرمینیا اور آرارات میں کبھی کبھی آتش فشانی ہوتی رہتی ہے۔ انڈونیشیا کے جزیروں میں بھی یہ عمل جاری ہے۔

آتش فشاں پہاڑ کے دہانے کو کریٹر کہتے ہیں۔ جب آتش فشانی ختم ہو جاتی ہے تو ان پیالہ نما دہانوں میں پانی جمع ہو جاتا ہے۔ انہیں کریٹر کی جھیلیں کہتے ہیں۔

زلزلے :- زمین کے اندرونی حصے میں کئی چٹانیں ٹھنڈی ہوتی رہتی ہیں۔ ٹھنڈی ہو کر جب یہ چٹانیں سکڑتی ہیں تو ساتھ والی چٹانیں اس طرف ہل جاتی ہیں۔ زمین کی اس تبدیلی

کے باعث سطح زمین پر کپکپاہٹ شروع ہوجاتی ہے۔ اسے بھی ہم زلزلہ کہتے ہیں۔ زلزلہ آنے سے بھی سطح زمین پر کئی تبدیلیاں آتی ہیں۔ کہیں دراڑیں پڑجاتی ہیں تو کہیں باقاعدہ گڑھے نمودار ہوجاتے ہیں۔ کہیں زمین اُونچی ہوجاتی ہے اور بعض دفعہ دریا بھی اپنا رُخ تبدیل کر لیتے ہیں۔ یہ زلزلے جب آباد جگہوں پر آتے ہیں تو بڑی تباہی مچاتے ہیں۔ زلزلوں کا یہ سلسلہ شمالی شکن دار پہاڑوں میں اب تک جاری ہے۔ انڈونیشیا، ملائشیا، پاکستان کے شمال مغربی پہاڑوں کوہ البرز کوہ ہندوکش، اراوات کے پہاڑوں میں زلزلے آتے رہتے ہیں۔ پاکستان کے شمالی علاقوں میں 1974ء میں زلزلہ آیا تھا جس نے بہت تباہی مچائی تھی۔ ترکی میں یہ زلزلے بہت تباہی مچاتے ہیں۔

تبدیلی لانے والے بیرونی کارکن

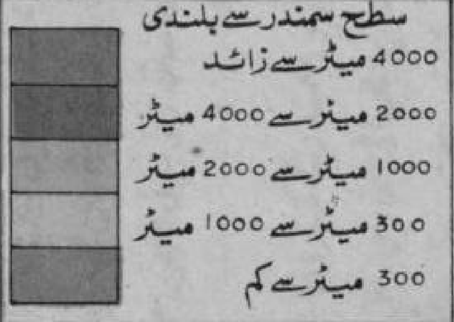
زلزلے اور آتش فشاں پہاڑ زمین کی اندرونی تبدیلیوں کے سبب سطح زمین پر تبدیلیاں لاتے ہیں۔ لیکن سطح زمین پر بارش، دریا، سمندر، ہوا، سورج کی گرمی وغیرہ ایسے کارکن ہیں جو ہر وقت زمین کی سطح کو بدلنے میں مصروف رہتے ہیں۔

بارش:- جب بارش کے قطرے سطح زمین پر گرتے ہیں تو اوپر کی مٹی کھرچتے ہیں اور بارش کا پانی اس مٹی کو اپنے ساتھ بہا کر لے جاتا ہے۔ جہاں بارش زیادہ ہو اور زمین کی ڈھلوان بھی زیادہ ہو وہاں یہ عمل کافی تیز ہوتا ہے۔ سطح زمین پر نباتات نہ ہو یا بے احتیاطی سے درخت کاٹ دیے جائیں اور گھاس کو ختم کر دیا جائے تو یہ عمل بہت خرابیاں پیدا کرتا ہے۔ زمین کے اوپر سطح کی چند سینٹی میٹر موٹی تہہ ہی کاشت کے لیے کارآمد ہوتی ہے۔ اس سطح کو ہم زرعی مٹی کہتے ہیں۔ اسی تہہ میں ہماری فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔ اگر مٹی کی یہ قیمتی تہہ بہہ جائے تو نیچے سے چٹیل زمین نکل آتی ہے جس میں کچھ پیدا نہیں ہو سکتا۔ اس عریاں کاری کو روکنے کے لیے پہاڑی ڈھلانوں پر درخت لگائے جاتے ہیں اور ڈھلانوں کے ساتھ پشتے بنا دیے جاتے ہیں تاکہ قیمتی مٹی بہہ نہ جائے۔

جن مقامات پر زمین کی کاٹ کو روکنے کے لیے نباتات نہ ہو، وہاں بڑے بڑے گڑھے پڑ جاتے ہیں۔ پاکستان میں سطح مرتفع پوٹھوار میں ایسے گڑھے خاصی تعداد میں موجود ہیں۔ وہاں سخت مٹی کی صرف چھوٹی چھوٹی ڈھلانیں رہ گئی ہیں، باقی ساری مٹی بہہ گئی ہے۔ یہ بات دنیا کے باقی حصوں میں بہت کم نظر آتی ہے۔

مُسلم مُمالک

فزیکل (سطح)



جب بارش ہوتی ہے تو ہوا سے کاربن ڈائی آکسائیڈ ، آکسیجن اور نائٹروجن گیس بارش کے قطروں میں مل جاتی ہیں ۔جب یہ قطرے زمین پر گرتے ہیں تو بعض جگہ زمین کی ساخت ایسی ہوتی ہے کہ یہ گیس ملا پانی چٹانوں کو حل کرلیتا ہے اور وہاں گڑھے اور غاریں بن جاتی ہیں ۔یوں بھی تیز بارش جب پتھروں کی درمیانی مٹی بہا کرلے جاتی ہے تو یہ ایک دوسرے سے الگ ہو کر گِر جاتے ہیں ۔اس طرح بارش کئی طریقوں سے سطح زمین پر تبدیلیاں لاتی رہتی ہے

دریا : دریا پہاڑی علاقوں سے میدانی علاقوں کا رُخ کرتے ہیں ۔پہاڑی علاقوں میں ان کی رفتار بہت تیز ہوتی ہے ۔ دریا راستے میں چٹانوں کو کُھرچتے توڑتے ہوئے آگے بڑھتے ہیں ۔ چٹانوں کے ٹکڑے آپس میں ٹکراتے ہیں اور ٹوٹ جاتے ہیں ۔ دریا کا پانی انہیں میدانوں میں لے آتا ہے اور تہہ در تہہ بٹھا دیتا ہے ۔میدانی علاقوں میں جب سیلاب آتا ہے تو پانی دُور دُور تک پھیل جاتا ہے اور اپنے ساتھ لائی ہوئی مٹی کو ان علاقوں میں بچھا دیتا ہے ۔ یہ مٹی بہت زرخیز ہوتی ہے اور اس میں اچھی فصلیں پیدا کی جا سکتی ہیں ۔ایسی ہی وادیاں مسلم ممالک میں بھی پائی جاتی ہیں ۔ سیلابوں سے مکان گِر جاتے ہیں اور فصلیں تباہ ہُوجاتی ہیں ۔کئی دفعہ دریا زرخیز مٹی کی بجائے کھیتوں میں کنکر اور ریت بچھا جاتے ہیں اور زمین کو خراب کر دیتے ہیں ۔ دریا اپنا رخ بھی تبدیل کرتے رہتے ہیں ۔یہ چیز تباہی کا باعث بنتی ہے ۔ دریا آخر کار سمندروں میں جا گرتے ہیں اور اپنے ساتھ لائی ہوئی لاکھوں من مٹی سمندر میں بچھاتے رہتے ہیں ۔

سمندر :۔ سمندر میں بڑی بڑی لہریں اٹھتی رہتی ہیں ۔جب یہ لہریں سمندر کے کناروں سے ٹکراتی ہیں تو انھیں کاٹ ڈالتی ہیں اور کاٹے ہوئے ملبے کو ساحل کے ساتھ بچھا ڈالتی ہیں ۔اس سے ساحل کے نزدیک پانی کی گہرائی کم ہو جاتی ہے ۔ ساحل سمندر کی جو چٹانیں سخت ہوتی ہیں انُھیں ہم راس کا نام دیتے ہیں جیسے ملائیشیا کا جنوبی حصہ ۔ اس کے برعکس کچھ چٹانیں نرم ہوتی ہیں ۔ وہ لہروں کی تاب نہ لا کر ٹوٹ جاتی ہیں اور یوں پانی دُور تک خُشکی کے اندر گُھس آتا ہے ۔اس طرح ایک خلیج بن جاتی ہے ۔

ہوا اور آندھی :۔ ہوا اگر تیز نہ چل رہی ہو تو بھی یہ سطح زمین پر تبدیلیاں لاتی رہتی ہے ۔ ہوا میں آکسیجن موجود ہے ۔ بعض چٹانیں ایسی ہوتی ہیں جو آکسیجن میں حل ہو جاتی ہیں ۔مثال کے طور پر لوہا ۔ لوہے کو زنگ لگ جاتا ہے ۔ دراصل یہ آکسیجن کی وجہ سے لگتا ہے ۔ لوہے کی چٹانیں اس طرح بُھر بُھری ہو جاتی ہیں اور ٹوٹتی رہتی ہیں ۔

ریگستانوں میں بڑی تیز آندھیاں آتی ہیں۔ وہ ریت کو ایک جگہ سے اٹھا کر دوسری جگہ پھینک دیتی ہیں۔ کبھی کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ریت کا ایک ٹیلہ اٹھ کر دوسری جگہ چلا گیا۔ یہ سارا عمل مسلم ممالک میں واقع ریگستانی علاقے میں بھی ہوتا رہتا ہے۔ گرم صحراؤں میں سورج کی گرمی چٹانوں کو توڑتی پھوڑتی رہتی ہے۔ یہ چٹانیں دن کے وقت گرمی سے پھیلتی ہیں اور رات کے وقت سردی سے سُکڑتی ہیں۔ اچانک پھیلنے اور سُکڑنے سے چٹانیں ٹوٹ جاتی ہیں۔ اس طرح ریت، مٹی بنتی رہتی ہے۔ ہوا اس کے ذروں کو آسانی سے اڑا کرلے جاتی ہے۔ گرم صحراؤں میں جب آندھی تیز چلتی ہے تو اپنے ساتھ کنکر بھی اٹھا لیتی ہے۔ اگر راستے میں کوئی پہاڑی آجائے تو یہ کنکر اس کے ساتھ زور سے ٹکراتے ہیں۔ جب یہ عمل مسلسل جاری رہتا ہے تو پہاڑی کا نچلا حصہ ٹوٹنے پھوٹنے لگتا ہے۔ آخرکار اس کا کچھ حصہ نیچے گر جاتا ہے۔ اس طرح ان علاقوں میں ٹوٹ پھوٹ بہت تیزی سے جاری رہتی ہے۔ یہ عمل صحرائے اعظم میں خاص طور پر نمایاں ہے۔

مشق

ا۔ مختصر جواب دیجیے۔

1۔ زلزلے کس طرح آتے ہیں ؟

2۔ آتش فشانی کا عمل سطح زمین پر کیا تبدیلیاں پیدا کرتا ہے ؟

3۔ سمندروں کے کنارے گہرے کیوں نہیں ہوتے ؟

4۔ سیلابوں سے کیا نقصان ہوتا ہے اور کیا فائدہ ؟

5۔ گرم صحرائی خطے میں ریت اتنی کثرت سے کیوں ملتی ہے ؟

ب ۔ جس طرح زلزلوں کا تعلق سطح زمین کے کمزور پوست سے ہے، اسی طرح لکیر کے دونوں جانب لکھے ہوئے حقائق کا تعلق واضح کریں :

صحرائی ریت	حرارت سے دن کے وقت چٹانوں کا پھیلنا اور رات کو سردی کی وجہ سے سُکڑنا
آکسیجن	دریاؤں کا بہاؤ
عریاں کاری	لوہے کا زنگ آلود ہونا
متوازی کھیت	پہاڑی ڈھلان

عملی کام : آتش فشاں پہاڑ کی شکل بنائیے۔

باب 2

مُسلم ممالک کے طبیعی خدّوخال

مسلم ممالک کو سطح کے لحاظ سے چار حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے :-

1- شمالی ، شمال مغربی اور شمال مشرقی سلسلہ ہائے کوہ

2- دریائی میدان

3- سطوح مرتفع

4- ریگستان

شمالی ، شمال مغربی اور شمال مشرقی سلسلہ ہائے کوہ | مسلم ممالک کے شمالی ، شمال مغربی اور شمال مشرقی حصوں میں شکن دار پہاڑوں کے سلسلے پھیلے ہوئے ہیں - یہ سلسلے براعظم افریقہ کے شمال مغربی حصے سے شروع ہوتے ہیں - مراکش میں اِنہیں کوہ اٹلس کہتے ہیں - کوہ اطلس کے کچھ سلسلے الجزائر میں جا نکلتے ہیں - ان پہاڑوں کی وادیوں میں اعلیٰ قسم کی چراگاہیں پائی جاتی ہیں جن پر لاکھوں بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں -

مراکش کے شمال مغربی پہاڑی سلسلے یورپ میں جا پہنچتے ہیں - وہ کوہ اطلس کی طرح شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں - اِنہیں کوہ ایلپس کہتے ہیں - کوہ ایلپس کے جنوبی حصّوں پر مسلمانوں نے تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی اور یورپ والوں کو علم کی روشنی سے نوازا شکن دار پہاڑوں کے یہ سلسلے شمال مغربی افریقہ اور جنوبی یورپ میں سے ہوتے ہوئے براعظم ایشیا کے اہم مسلم ملک تُرکی کے جزیرہ نُما اناطولیہ میں داخل ہوتے ہیں - تُرکی کے شمال میں کوہ بنطس کے سلسلے ہیں اور جنوب میں کوہ طوروس کے -

مشرق کو بڑھتے ہوئے یہ دونوں سلسلے آرارات کے مقام پر آپس میں جا ملے ہیں - آرارات زلزلوں کا بہت بڑا مرکز ہے - شکن دار پہاڑوں کے سلسلے آپس میں مل جائیں تو وہاں زمین کا پوست کمزور پڑ جاتا ہے - ایسی جگہوں پر اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں - آرارات کے آگے پھر پہاڑوں کے دو سلسلے پھوٹتے ہیں - ایک سلسلہ سیدھا ایران کے شمال مشرق کی جانب پھیلا ہوا ہے - یہ سلسلہ آگے بڑھتا ہوا کوہ ہندوکش سے جا ملتا ہے - ان شمالی پہاڑی سلسلوں کو البرز کے پہاڑ

کہتے ہیں۔ یہ پہاڑ کافی بلند ہیں۔ ان کی چوٹیاں سارا سال برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ سردیوں کے موسم میں ان پہاڑوں سے آنے والی سرد ہوائیں ایران کے جنوبی حصوں کو یخ بستہ کر دیتی ہیں آرارات سے نکلنے والے جنوب مشرقی سلسلے زاغروس کے نام سے موسوم ہیں۔ یہ پہاڑ عراق کی سرحد کے ساتھ ساتھ خلیج فارس تک پھیلے ہوئے ہیں۔ کوہ البرز اور کوہ زاغروس کے درمیان ایران کی سطح مرتفع واقع ہے۔ خلیج فارس کے مغرب میں یہی پہاڑی سلسلے آبنائے ہُرمز میں سے ہوتے ہوئے مسقط تک جا پہنچتے ہیں۔ مشرق میں یہ مکران میں سے ہوتے ہوئے دریائے سندھ کے ڈیلٹا تک آنکلے ہیں۔

دریائے سندھ کے دہانے کے پاس پہنچ کر یہ پہاڑی سلسلے اچانک شمال کی طرف مڑ جاتے ہیں اور کوہ کِیرتھر کے نام سے پُکارے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ سلسلے کمان کی شکل میں کوئٹہ تک آنکلے ہیں۔ یہاں کی زمین کا پوست بہت کمزور ہے اس لیے اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں۔

کوہ کھیرتھر کے شمال میں کوہ سلیمان کے سلسلے شروع ہوجاتے ہیں جو آخر میں کوہ ہندوکش تک جا پہنچتے ہیں۔ کوہ ہندوکش کے سلسلے افغانستان اور پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔ کوہ ہندوکش کے شمال میں سطح مرتفع پامیر واقع ہے۔ پامیر دنیا کی سب سے بلند سطح مرتفع ہے اسی لیے اسے "دُنیا کی چھت" کہا جاتا ہے۔ یہاں سے دنیا کے بلند ترین پہاڑی سلسلے شروع ہوتے ہیں۔

جنوب مشرق میں کوہ قراقرم کے سلسلے ہیں جن میں پاکستان کی سب سے بلند اور دنیا کی دوسری بلند ترین چوٹی K2 واقع ہے۔ کوہ قراقرم کے آگے مشرق کی جانب کوہ ہمالیہ کے سلسلے شروع ہوتے ہیں۔ ان کی مشرقی شاخیں بنگلہ دیش کو ایک کمان کی صورت میں گھیرے ہوئے ہیں۔ کوہ قراقرم اور کوہ ہمالیہ کی چوٹیاں سدا برف سے ڈھکی رہتی ہیں۔ انہیں پہاڑوں سے پاکستان کا مشہور دریا، دریائے سندھ اور بنگلہ دیش کا مشہور دریا، دریائے برہم پتر نکلتے ہیں۔

ہمالیہ کی مشرقی شاخیں برما اور چٹا گانگ کی پہاڑیوں کی شکل اختیار کرکے آخر جزائر انڈیمان میں جا داخل ہوتی ہیں۔ وہاں سے یہ ملائیشیا اور انڈونیشیا کے جزیروں میں جا نکلتی ہیں۔

یہ لمبے چوڑے پہاڑی سلسلے مسلم ممالک کو ہلال کی طرح گھیرے ہوئے ہیں۔ یہی وہ پہاڑ ہیں جو پاکستان اور بنگلہ دیش کو شمال کی سرد ہواؤں سے محفوظ رکھتے ہیں۔ موسم گرما میں یہ پہاڑ آبی بخارات سے لدی ہوئی مون سون ہواؤں کو شمال میں جانے سے روکتے ہیں اور بارش کا سبب بنتے ہیں۔ انہی پہاڑی سلسلوں میں سے افغانستان، پاکستان، بنگلہ دیش



ملایا اور انڈونیشیا کے دریا نکلتے ہیں جن کا پانی آبپاشی اور بجلی پیدا کرنے کے کام آتا ہے۔

دریائی میدان

مسلم ممالک کے شمال میں پہاڑوں کے وسیع سلسلے واقع ہیں، اس لیے اکثر دریا شمال سے جنوب کو بہتے ہیں۔ شمال مغربی افریقہ میں کوہ اطلس کے سلسلے شرقاً غرباً پھیلے ہوئے ہیں۔ ان پہاڑوں کے شمال میں میدانی علاقہ کم چوڑا ہے، اس لیے اس طرف بہنے والے دریا چھوٹے اور تیز رفتار ہیں۔ اس کے برعکس جنوبی ڈھلانوں سے نکلنے والے دریا مقابلتاً لمبے اور سست رفتار ہیں۔ ان دریاؤں سے نہریں نکال کر آبپاشی کی جاتی ہے۔ مراکش کا جنوبی حصہ ریگستانی ہے اس لیے یہ دریا کسی سمندر میں پہنچنے سے پہلے ہی ختم ہو جاتے ہیں۔

دریائے نیل کی وادی: دریائے نیل شمالی افریقہ کا سب سے مشہور دریا ہے۔ یہ سوڈان اور مصر میں بہتا ہوا بحیرہ روم میں جا گرتا ہے۔

دریائے نیل لمبائی میں دنیا کا سب سے بڑا دریا ہے۔ یہ دریا افریقہ کے وسطی اور مشرقی پہاڑوں سے نکلتا ہے اور تقریباً 6600 کلومیٹر کا لمبا راستہ طے کر کے شمال میں بحیرۂ روم میں جاگِرتا ہے۔ دریائے نیل کی سب سے لمبی شاخ نیل ابیض ہے۔ نیل ابیض جھیل وکٹوریہ سے نکل کر جب میدانی علاقے میں داخل ہوتا ہے تو اس کی رفتار بہت سُست ہوجاتی ہے۔

حبشہ سے نکلنے والے دریائے نیل ارزق اور دریائے اتبارا، دریائے نیل ابیض میں داخل ہوتے ہیں، کیونکہ ان پہاڑوں پر موسم گرما اور موسم خزاں میں موسلا دھار بارش ہوتی ہے۔ اس لیے ان موسموں میں دریائے نیل ارزق اور دریائے اتبارا پانی کی کثیر مقدار دریائے نیل ابیض میں ڈالتے ہیں جس کے باعث دریا کے نچلے حصے میں طغیانی آجاتی ہے۔ 1903ء سے پہلے دریائے نیل پر کوئی بند تعمیر نہیں ہوا تھا۔ دریا میں جب طغیانی آتی تو اس کے پانی کو دریا کی وادی کے دونوں طرف مٹی کی دیواریں کھڑی کر کے روک لیا جاتا تھا تاکہ طغیانی کا پانی مزید نہ پھیلے اور وہیں کھڑا رہے۔ جب طغیانی تھم جاتی اور پانی کافی حد تک خشک ہوجاتا تو دریا کی لائی ہوئی زرخیز مٹی پر گندم، کپاس اور دیگر فصلیں کاشت کی جاتی تھیں۔ اب بھی اہلِ مصر کی خوشحالی کا انحصار دریائے نیل ہی کے پانی پر ہے۔ یہی وجہ ہے کہ مصر کو "تحفۂ نیل" کہتے ہیں۔ اگر دریائے نیل نہ ہوتا تو مصر صحرائے اعظم کا ایک حصہ ہوتا۔

دریائے نیل کے پانی سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کے لیے کئی بند تعمیر کیے گئے ہیں۔ سب سے بڑا بند اسوان کے مقام پر مصر میں تعمیر کیا گیا ہے۔ ان بندوں کے طفیل دریا کا پانی سارا سال آبپاشی کے لیے استعمال کیا جاتا ہے۔

دریائے اُردن کی وادی: فلسطین کا وہ علاقہ جو اُردن کی سلطنت میں شامل ہے، اسے دریائے اردن سیراب کرتا ہے۔ اس کو وادیٔ فارُوق بھی کہتے ہیں۔ یہ وادی گندم، جَو اور زیتون کی کاشت کے لیے مشہور ہے۔

دریائے دجلہ اور فرات کی وادی: سطح مُرتفع اناطولیہ اور طوروس کے پہاڑوں سے دجلہ اور فرات دو اہم دریا نکلتے ہیں جو عراق اور شام کے علاقوں کو سرسبز و شاداب بناتے ہیں۔ یہ دونوں دریا دو اُنگلیوں کی مانند بہتے ہیں اور خلیج فارس میں گرنے سے پہلے بصرہ کے مقام پر آملتے ہیں۔ ان دریاؤں کا درمیانی علاقہ پرانے وقتوں سے بڑی بڑی سلطنتوں کا مرکز رہا ہے۔ بابل اور نینوا کے قدیم شہر اسی وادی میں واقع تھے۔ بغداد، موصل، دمشق، بیروت



اور یروشلم سینکڑوں برسوں سے آباد ہیں۔ یہ شہر اہم تجارتی منڈیاں ہیں۔ دمشق دنیا کا
قدیم ترین شہر شمار کیا جاتا ہے جو کبھی تباہ یا برباد نہیں ہوا۔

دریائے سندھ کی وادی: پاکستان کا مشہور دریا، دریائے سندھ کوہ ہمالیہ کے برف پوش پہاڑوں سے نکلتا ہے اور اپنے پانچوں معاون دریاؤں کا پانی سمیٹ کر بحیرۂ عرب میں جا گرتا ہے۔ دریائے سندھ کی وادی اِنہیں دریاؤں کی لائی ہوئی مٹی سے بنی ہے جو بہت زرخیز ہے۔ دنیا کا بہترین نظامِ آبپاشی اِسی وادی میں قائم ہے۔

دریائے برہم پتر کی وادی: دریائے برہم پتر کوہ ہمالیہ کی مشرقی شاخوں کے ساتھ جنوب کی طرف مُڑ کر بنگلہ دیش میں جا داخل ہوتا ہے۔ برہم پتر جب خلیج بنگال میں گرنے لگتا ہے تو بھارت کی جانب سے دریائے گنگا بھی اس میں آشامل ہوتا ہے۔ یہ دونوں دریا ایک بہت بڑا ڈیلٹا بناتے ہیں۔ یہ وادی بھی دریائے سندھ کی وادی کی طرح بہت زرخیز ہے۔

مسلم ملکوں کے یہ پانچوں دریائی میدان بڑی اہمیت کے حامل ہیں۔ زرعی پیداوار کے معاملے میں وہ اپنا ثانی نہیں رکھتے۔

افغانستان کے دریا بھی سمندر تک نہیں پہنچ پاتے۔ کچھ دریا شمال کی طرف بہتے ہیں جو کسی نہ کسی جھیل میں گر کر ختم ہو جاتے ہیں۔ جنُوب مشرق کی طرف بہنے والے دریاؤں میں سے دریائے کابل دریائے سندھ میں وارسک کے قریب آ گرتا ہے۔

انڈونیشیا اور ملائیشیا میں ندی نالے اور چھوٹے چھوٹے دریا کثرت سے بہتے ہیں لیکن یہ زیادہ لمبے نہیں۔ ان کے بہنے کے لیے کوئی وسیع میدانی علاقہ موجود نہیں، اس لیے وہ جلد ہی سمندر میں گر کر ختم ہو جاتے ہیں۔

سطوح مرتفع

مسلم ممالک کا شمالی حصہ پہاڑوں پر مشتمل ہے۔ ان پہاڑی سلسلوں کے درمیان کئی سطوح مرتفع واقع ہیں۔ شمال مغربی افریقہ میں اطلس کے پہاڑی سلسلوں کے درمیان تل کی سطح مرتفع ہے جو اپنی چراگاہوں کی وجہ سے مشہور ہے۔ ترکی میں اناطولیہ کی سطح مرتفع کوہ بنطس اور طوروس پہاڑی سلسلوں کے درمیان گھری ہوئی ہے۔

سعودی عرب کا بیشتر حصہ بھی سطح مرتفع ہے۔ پاکستان میں پوٹھوہار اور بلوچستان کی سطوح مرتفع واقع ہیں۔ کوہ البرز اور کوہ زاغروس سطح مرتفع ایران کو گھیرے ہوئے ہیں۔ یہ تمام کی تمام سطوح مرتفع بالکل بنجر یا غیر آباد نہیں۔ جہاں کہیں پانی مل جاتا ہے وہاں کھیتی باڑی ہو جاتی ہے۔ ان سطوح مرتفع کی سب سے بڑی دولت ان کی معدنی پیداوار ہے۔

ریگستان

مغربی مسلم ممالک میں بارش کم ہوتی ہے اور اکثر علاقوں میں ریگستانی کیفیت

پائی جاتی ہے۔ شمالی افریقہ میں صحرائے اعظم واقع ہے۔ اس صحرا میں مصر، سوڈان لیبیا، تیونس الجزائر اور مراکش کے جنوبی حصے شامل ہیں۔ صحرائے اعظم کا مغربی حصہ ایک خشک سطح مرتفع پر مشتمل ہے۔ اونچے اونچے پہاڑ بھی پائے جاتے ہیں اور پتھر کے ٹکڑے اِدھر اُدھر بکھرے پڑے نظر آتے ہیں۔ صحرا کے شمالی اور مشرقی حصوں میں ہر جگہ ریت ہی ریت نظر آتی ہے۔ دریائے نیل کی وادی کے سوا کہیں ہریالی اور شادابی نظر نہیں آتی۔ یہ ریگستانی علاقہ بحیرۂ قلزم کے پار بھی ہے۔ صحرا سینا ایک وسیع ریگستانی علاقہ ہے۔ جزیرہ نما عرب کا مغربی حصہ پتھریلا ہے اور مشرقی حصہ صحرائے اعظم کی طرح ریتیلا ہے۔ یہاں بھی کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ عراق کی وادی سے آگے ایران کا ریگستانی علاقہ شروع ہوجاتا ہے جو پاکستان کے مغربی حصے بلوچستان تک چلا آیا ہے۔ مکران کے ساحل کے ساتھ ساتھ یہ ریتلا علاقہ صوبہ سندھ میں تھر کے ریگستان سے جا ملتا ہے جس کا کچھ حصہ بہاولپور میں چولستان کا صحرا کہلاتا ہے۔ مسلمان ملکوں کے یہ ریگستانی علاقے معدنی پیداوار بالخصوص معدنی تیل سے مالا مال ہیں۔ تیل کی تلاش ہر جگہ جاری ہے اور توقع ہے کہ عنقریب تیل کے مزید ذخیروں کی نشاندہی ہوجائے گی۔ یہ معدنی دولت ترقیاتی منصوبوں کے کام آئے گی۔

سمندر اور بحیرے: مسلم ممالک اتنے لمبے چوڑے علاقوں کو گھیرے ہوئے ہیں کہ ان کی حدیں دنیا کے تین بڑے سمندروں کو چھوتی ہیں۔ دنیا کا سب سے بڑا سمندر بحرالکاہل ہے۔ انڈونیشیا کے بیشتر جزائر اسی سمندر میں واقع ہیں۔ ملائیشیا کا مشرقی ساحلی علاقہ بھی اسی کے کنارے واقع ہے۔ مسلمان ملکوں نے بحرِ ہند کو شمال، شمال مشرق اور شمال مغرب کی طرف سے کمان کی طرح گھیرا ہوا ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا کے مغربی ساحل بحرِ ہند کے ساتھ واقع ہیں۔ بنگلہ دیش کے جنوب میں خلیج بنگال اور پاکستان کے جنوب میں بحیرۂ عرب واقع ہے۔ پاکستان کے ساحل کے مغرب میں ایران، متحدہ عرب امارات، عمان، مسقط اور سعودی عرب کے ممالک بحیرۂ عرب کے کنارے واقع ہیں۔ ایران اور متحدہ عرب امارات کے ساحل کی طرف بحیرۂ عرب کا ایک حصہ شمال کو ہوجاتا ہے، اسے خلیج عمان اور خلیج فارس کے ناموں سے پکارا جاتا ہے۔ آبنائے عدن کے شمال میں بحیرۂ قلزم واقع ہے۔ اس کے مشرق میں جزیرہ نمائے عرب، صحرا سینا اور مغرب میں مصر اور صومالیہ کے مسلم ممالک واقع ہیں۔ مصر، لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش کے شمال میں بحیرۂ روم واقع ہے۔

بحرِ اوقیانوس افریقہ کے مغربی ساحل کو چھوتا ہے۔ اس سمندر کے کنارے مراکش، موریطانیہ، گنی اور نائجیریا کے مسلمان ممالک واقع ہیں۔

ایران اور ترکی کے شمال میں بحیرۂ اخضر اور بحیرۂ اسود ہیں اور مغرب میں بحیرۂ روم واقع ہے۔

مشق

ا۔ مختصر جوابات دیجیے:۔

1۔ مسلم ممالک میں واقع اہم پہاڑوں کے نام لکھیے اور بتائیے کہ ان میں کون کون سی باتیں مشترک ہیں؟

2۔ مصر کو "تحفۂ نیل" کیوں کہتے ہیں؟

3۔ بنگلہ دیش اور پاکستان وسط ایشیا کی سرد ہواؤں سے کس طرح محفوظ رہتے ہیں؟

4۔ مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ممالک کو پانچ سمندروں کے ملک کہا جاتا ہے۔ ان پانچ سمندروں کے نام بتائیے، جنھوں نے ان ملکوں کو گھیر رکھا ہے۔

ب۔ ذیل میں دو بیانات دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر ایک کے لیے چار چار وجوہ تجویز کی گئی ہیں۔ ان میں سے صرف ایک وجہ درست ہے۔ صحیح وجہ کے آگے نشان ✓ لگائیں۔

شکن دار پہاڑی سلسلوں میں اکثر زلزلے آتے رہتے ہیں جس کی وجہ

i۔ ان کی بلندی ہے۔

ii۔ ان پر بارش کی بہتات ہے۔

iii۔ ان پر نباتات کی بہتات ہے۔

iv۔ زمین کے پوست کا کمزور ہونا ہے۔

II دنیا کا قدیم ترین آباد شہر

بغداد، لاہور، دمشق، قاہرہ

ہے۔

عملی کام:

مسلم ممالک کے خاکے میں سطح مرتفع پامیر سے شروع ہونے والے پہاڑی سلسلے موٹی لکیروں سے دکھائیے۔

باب 3

پاکستان اور مُسلم ممالک

مسلم ممالک کے نقشے پر غور کیجیے تو اندازہ ہوگا کہ دنیا میں مسلمان ملکوں نے کرۂ ارض کا ایک وسیع رقبہ گھیر رکھا ہے۔ ان میں سے اکثر ممالک ایک دوسرے سے متصل واقع ہیں۔ اسلام نہ صرف ان مسلم ممالک کے درمیان اخوّت اور بھائی چارے کی بنیاد ہے بلکہ ان تمام ممالک میں طرزِ زندگی اور دوسرے بیشتر بنیادی معاشرتی ادارے بھی ایک سے ہیں۔ ان ملکوں کی سیاسی، معاشی اور معاشرتی زندگی پر اسلام کے گہرے نقوش موجود ہیں۔ پچھلی ایک صدی میں بڑی تبدیلی رُونما ہوئی۔ مختلف مسلمان ممالک نے استعماری طاقتوں سے رہائی پائی ہے اور ان کے درمیان اتفاق و اتحاد کی تحریک بڑھ رہی ہے۔ اس تحریک میں پاکستان صفِ اول کے مسلم ممالک میں شامل ہے۔ محلِ وقوع اور جغرافیائی لحاظ سے مسلم ممالک کے اس وسیع علاقے کو چار نمایاں حصّوں میں تقسیم کیا جاتا ہے :

1 - شمالی اور مغربی افریقہ کے مسلم ممالک
2 - جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک
3 - جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک
4 - جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک

1- شمالی اور مغربی افریقہ کے مُسلم ممالک

مسلم ممالک کا سب سے وسیع خطہ شمالی اور مغربی افریقہ پر مشتمل ہے۔ اس میں سوڈان، مصر، لیبیا، الجزائر، تیونس، مراکش، موریطانیہ، نائیجر اور نائیجیریا سمیت متعدد چھوٹے بڑے مسلمان ملک واقع ہیں۔ ان میں رقبے کے لحاظ سے سوڈان سب سے بڑا ملک ہے۔ سوڈان کا دارالحکومت خرطوم ہے۔ اہم بندرگاہ پورٹ سوڈان ہے۔ رقبے کے لحاظ سے دوسرا بڑا مسلم ملک الجزائر ہے۔ الجزائر کا دارالحکومت الجزائر ہے جو افریقہ کے شمالی ساحل پر بحیرۂ روم کے کنارے ایک اہم بندرگاہ ہے۔

سوڈان کے شمال میں مصر ہے۔ مصر اور الجزائر کے درمیان لیبیا واقع ہے۔ الجزائر کے



جنوب مغرب میں موریطانیہ واقع ہے۔

2۔ جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک

جنوب مغربی ایشیا کے خطے کو (مصر سمیت) مشرقِ وسطیٰ بھی کہتے ہیں۔ نہر سویز، بحیرہ روم اور بحیرۂ قلزم کو آپس میں ملاتی ہے۔ مصر کا ایک صوبہ سینائی، نہر سویز کے مشرق میں واقع ہے۔ اس خطے میں نام نہاد اسرائیل کے سوا تمام علاقہ مسلمان ممالک پر مشتمل ہے۔ ترکی، شام، عراق ایران، افغانستان اور سعودی عرب رقبے کے لحاظ سے بڑے ملک ہیں۔

سعودی عرب رقبے کے لحاظ سے مسلمان ملکوں میں تیسرا بڑا ملک ہے۔ سعودی عرب کا صدر مقام ریاض ہے۔ مشرق کی جانب خلیج فارس کے ساحل پر داہران کی بندرگاہ ہے اور مغربی ساحل پر بحیرۂ قلزم کے کنارے جدہ کی بندرگاہ ہے۔

شمال مغرب میں ترکی واقع ہے جس کا ایک صوبہ برِاعظم یورپ میں ہے۔ ترکی کا دارالحکومت انقرہ ہے۔ استنبول، ازمیر اور عدانہ اہم بندرگاہیں ہیں۔ ترکی کے مشرق میں ایران ہے۔ ایران کا دارالحکومت تہران ہے۔ ایران کی اہم بندرگاہ آبادان خلیج فارس کے کنارے واقع ہے۔ ایران کی مشرقی سرحد پاکستان سے ملتی ہے۔ ترکی، ایران اور پاکستان "علاقائی تعاون برائے ترقی" کے ایک معاہدے سے منسلک

مُسلم مُمالک

مسلم حکومتیں اور اکثریتی علاقے

2400 1200 0 600 1200 کلومیٹر

علاقے جن کی مسلم آبادی پچاس فیصد سے زائد ہے اور مسلمانوں کی اپنی حکومت ہے۔

علاقے جن کی مسلم آبادی پچاس فیصد سے زائد ہے مگر مسلمانوں کی اپنی حکومت نہیں ہے۔

علاقے جن کی مسلم آبادی پچیس سے پچاس فیصد ہے۔

سرحد بین الاقوامی

دارالحکومت

ایشیا

یورپ

روس

ماسکو

قزاقستان

منگولیا

سنکیانگ

کانسو

ازبکستان

ترکمانستان

تاجکستان

کوقند

پیکنگ

عوامی جمہوریہ چین

رومانیہ

یوگوسلاویہ

بحیرہ اسود

ترکیہ

انقرہ

روم

بحیرہ

شام

عراق

بغداد

ایران

طہران

افغانستان

کابل

کشمیر

پاکستان

بھارت

دہلی

نیپال

بنگلہ دیش

برما

تھائی لینڈ

فلپائن

ملائیشیا

سنگاپور

بورنیو

انڈونیشیا

جکارتہ

نیوگنی

آسٹریلیا

مراکش

الجیریا

الجزائر

طرابلس

لیبیا

مصر

قاہرہ

کویت

ریاض

سعودی عرب

بحیرہ عرب

خلیج بنگال

سری لنکا

مالدیپ جزائر

موریطانیہ

مالی

نائیجر

چاڈ

سوڈان

خرطوم

ایتھوپیا

عدیس ابابا

صومالیہ

موگادیشو

نائیجیریا

گنی

کیمرون

عوامی جمہوریہ کانگو

کینیا

تنزانیہ

دارالسلام

انگولا

بوتسوانا

نیمبیا

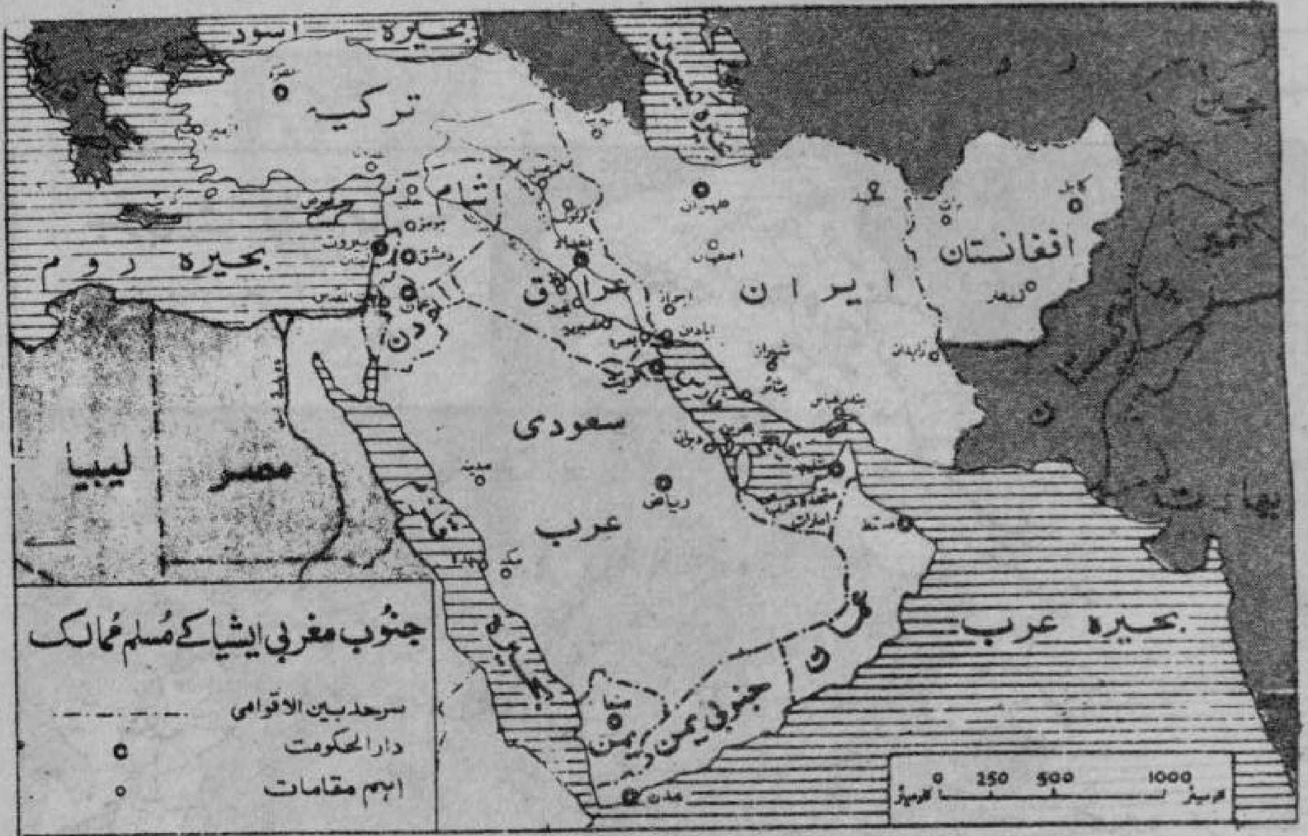
جنوبی افریقہ

مڈغاسکر

بحرِ ہند

بحرِ اوقیانوس

بحرالکاہل



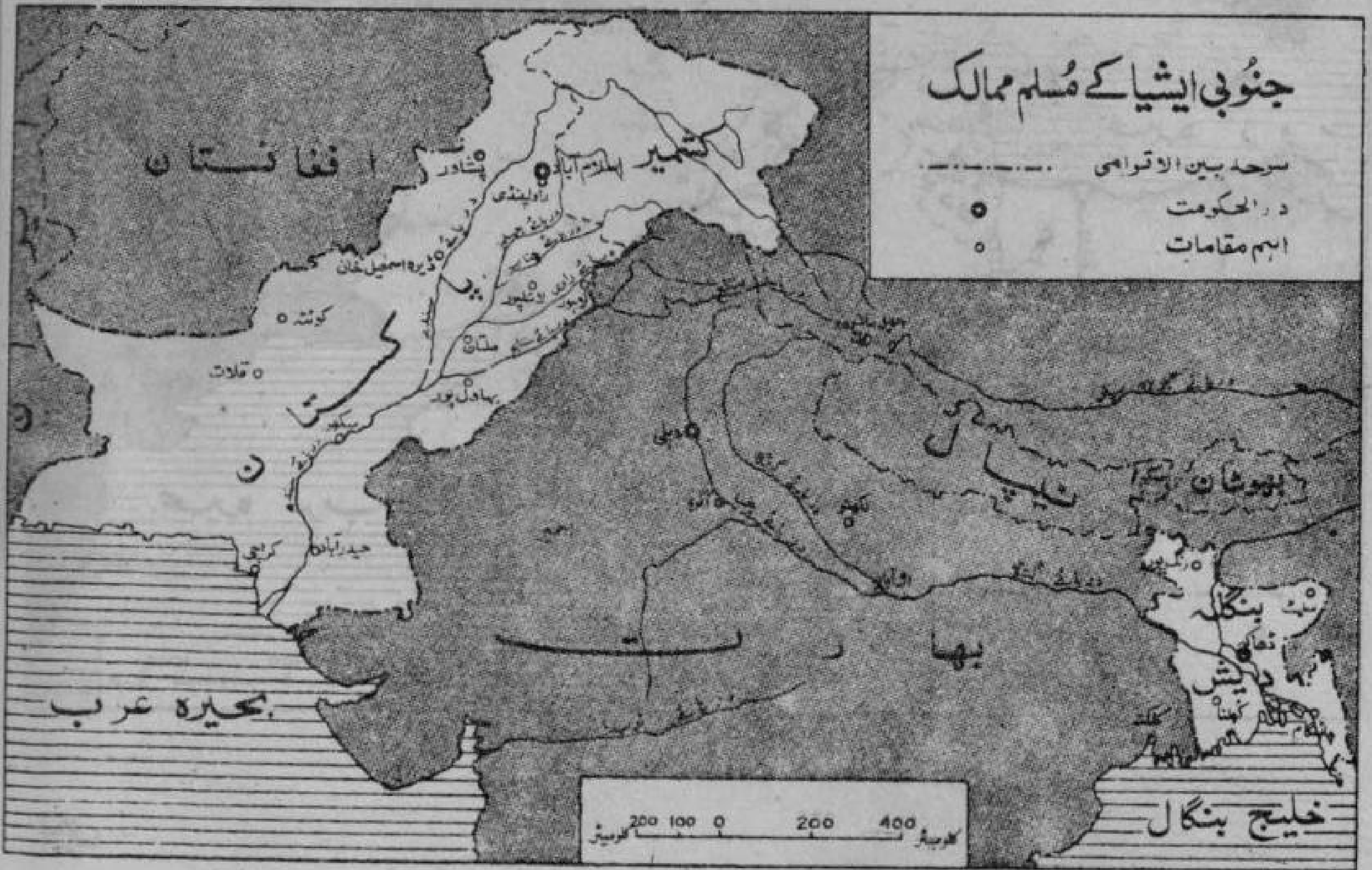
ہیں -

جنوب مغربی ایشیا کے اس خطے میں مسلمانوں کے تین مقدس شہر یعنی مکہ مکرمہ مدینہ منورہ اور بیت المقدس واقع ہیں -

3 - جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک

جنوبی ایشیا میں دو بڑے مسلمان ملک پاکستان اور بنگلہ دیش ہیں - پاکستان کے مغرب میں واقع پہلے اور دوسرے خطے کے مسلم ممالک ایک دوسرے سے متصل ہیں - بنگلہ دیش رقبے کے لحاظ سے نسبتاً چھوٹا ملک ہے - یہ تین طرف سے بھارت سے گھرا ہوا ہے - اس کے جنوب میں خلیج بنگال ہے - اس طرح بنگلہ دیش کی سرحد کسی مسلمان ملک سے نہیں ملتی -

پاکستان اور بنگلہ دیش کے علاوہ چھوٹے جزائر کا مجموعہ مالدیپ بھی ایک مسلم ملک ہے - یہ جزائر بحرِ ہند میں سری لنکا سے تقریباً 650 کلو میٹر جنوب مغرب میں واقع ہیں -

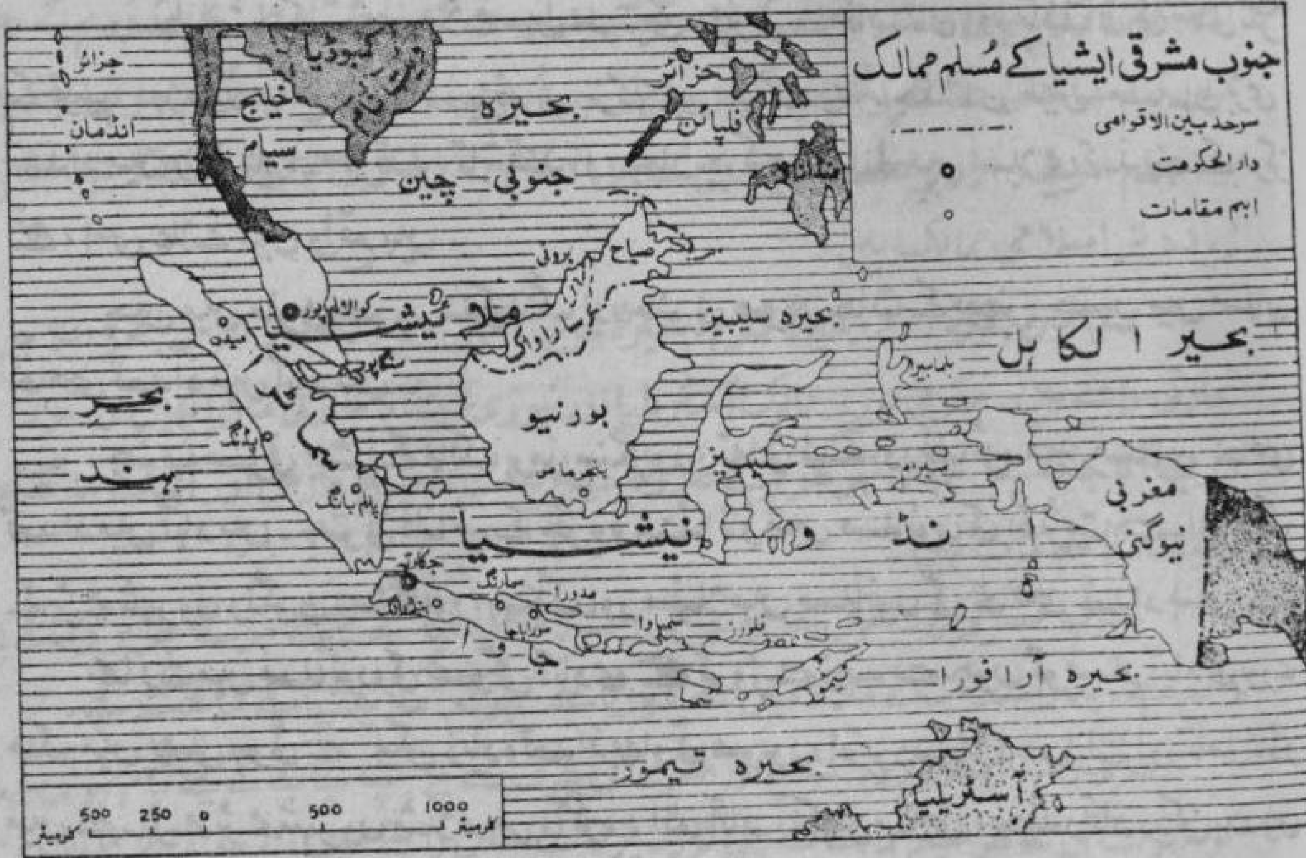


4۔ جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ملک

جنوب مشرقی ایشیا جزیرہ نما اور جزیروں پر مشتمل ہے۔ ان جزیروں کے مغرب میں بحرِ ہند اور مشرق میں بحرالکاہل واقع ہیں۔ انڈونیشیا اس خطے کا سب سے اہم ملک ہے۔ آبادی کے لحاظ سے مسلم دُنیا کا سب سے بڑا ملک ہے اور رقبے کے لحاظ سے چوتھے نمبر پر ہے۔

انڈونیشیا کا دارالحکومت جکارتہ جزیرہ جاوا کے شمال مغربی ساحل پر واقع ہے۔

اس خطے میں دوسرا بڑا مسلم ملک ملائیشیا ہے۔ کوالالمپور ملائیشیا کا دارالحکومت اور اہم بندرگاہ ہے۔



وہ ممالک جہاں مسلمان معقول تعداد میں آباد ہیں: دنیا میں ایسے ممالک بھی ہیں جہاں مسلمانوں کی حکومت تو نہیں البتہ ان علاقوں میں مسلمان خاصی تعداد میں رہتے ہیں۔

حبشہ کے زیرِ انتظام علاقہ اریٹیریا میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ افریقہ کے جن اور ملکوں میں مسلمان خاصی بڑی تعداد میں آباد ہیں، ان میں ٹوگو، تنزانیہ اور کینیا شامل ہیں۔

برّاعظم یورپ کا جنوب مشرقی علاقہ جزیرہ نما بلقان اور ملحقہ علاقوں پر مشتمل ہے۔ یہاں البانیہ میں مسلمان واضح اکثریت میں آباد ہیں۔ یونان، یوگوسلاویہ، بلغاریہ اور جنوبی رومانیہ میں بھی مسلمانوں کی خاصی تعداد آباد ہے۔ یونان کے جنوب میں واقع جزیرہ قبرص میں تقریباً ۲۰ فیصد آبادی مسلمانوں کی ہے۔

وسط ایشیا کے روسی علاقے میں جو ترکی، ایران، افغانستان اور پاکستان کی شمالی سرحد کے قریب اور ساتھ واقع ہے، آذر بائیجان، ترکستان، ازبکستان، تاجکستان میں مسلمان بڑی تعداد میں رہتے ہیں۔ سمرقند، تاشقند اور بخارا جو کسی زمانے میں اسلامی تہذیب کے مرکز تھے، اسی علاقے میں واقع ہیں۔

چین میں مغربی صوبہ سنکیانگ اور جنوبی صوبہ جات کے بعض حصوں میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا کے ممالک برما، سنگاپور، تھائی لینڈ اور فلپائن میں مسلمان خاصی تعداد میں آباد ہیں۔ جنوبی فلپائن کے جزیرہ منڈاناؤ میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ ان ممالک کے بڑے شہروں رنگون، سنگاپور، بینکاک اور منیلا میں مسلمانوں کی خاصی تعداد بستی ہے۔

بھارت میں مسلمانوں کی مجموعی آبادی چھ کروڑ سے زائد ہے۔ یوں تو مسلم آبادی پورے ملک میں پھیلی ہوئی ہے لیکن زیادہ تعداد بھارتی صوبوں اترپردیش، بہار، مہاراشٹر اور تامل ناڈو میں ہے۔ بڑے بڑے شہروں مثلاً دہلی، آگرہ، الہ آباد، لکھنو، بمبئی، حیدر آباد (دکن) مدراس اور کلکتہ میں مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں۔

ریاست جموں اور کشمیر میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت ہے۔

مسلم ممالک کی عالمی اہمیت : کسی علاقے کی عالمی اہمیت میں اس کی معاشی و تجارتی اور سیاسی و دفاعی اہمیت شامل ہوتی ہے۔ ان میں دفاعی اہمیت آج کل سرِ فہرست ہے۔ دفاعی اہمیت کا انحصار کسی علاقے کی جائے وقوع پر ہوتا ہے۔ اس اعتبار سے دنیا کے نقشے پر غور کرنے سے ہمیں اندازہ ہوتا ہے کہ مسلم ممالک عام عالمی اہمیت کے علاوہ خاص دفاعی اہمیت رکھتے ہیں۔

مسلم ممالک وسعت کے لحاظ سے دنیا کے ایک وسیع رقبے پر پھیلے ہوئے ہیں۔ ان کی اطراف میں کھلے سمندر بھی ہیں اور تنگ بحیرے بھی۔ اس طرح تجارتی اور دفاعی اعتبار سے خشکی اور سمندر کے کئی اہم علاقے مسلم ممالک میں یا ان کے قریب واقع ہیں۔ دفاعی اعتبار سے ترکی کے علاقے درّہ دانیال اور باسفورس کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ یہ بحیرۂ روم سے بحیرۂ اسود میں داخل ہونے کے لیے ایک دروازے کی حیثیت رکھتے ہیں۔ رُوس اپنے وسیع رقبے کے باوجود کھلے سمندروں اور سمندری شاہراہوں سے الگ تھلگ واقع ہے۔

اسے بحیرۂ رُوم میں داخل ہونے کے لیے درّۂ دانیال سے گزرنا پڑتا ہے۔ بحیرۂ رُوم کے جنوب میں تمام ساحلی علاقے پر مُسلم مملکتیں پھیلی ہوئی ہیں۔ اس لیے بحیرۂ رُوم (جو براعظم یورپ، بِراعظم افریقہ اور براِعظم ایشیا میں خاص دفاعی اور تجارتی اہمیت رکھتا ہے) کے اِردگرد زیادہ تر اسلامی ممالک ہیں۔

دنیا میں بحیرۂ روم، بحیرۂ قلزم، بحیرۂ عرب، شمالی بحرِ ہند اور مغربی بحرالکاہل اہم تجارتی راستے ہیں۔ مغربی یورپی ممالک، آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا تجارتی مال اِنھیں راستوں کے ذریعے آتا جاتا ہے جہاں نہر سویز کے علاوہ خلیج عدن، خلیج فارس اور آبنائے ملاکا خصوصی اہمیت کے مقامات ہیں۔

جنوب مشرقی ایشیا میں بحری تجارتی راستہ ملائیشیا کے پھیلے ہوئے جزیروں کے درمیان واقع ہے۔ یہ راستہ آبنائے ملاکا میں سے گزرتا ہے جو کہ ملائیشیا کے ماتحت ہے۔

بحری راستوں کے علاوہ ایشیا اور مشرق کی طرف سے یورپ جانے کے لیے تمام ہوائی جہازوں کو سہولت کی خاطر مسلم ممالک سے ہی گزرنا پڑتا ہے۔ اس راستے میں اہم ہوائی اڈے بیروت، قاہرہ، تہران اور کراچی ہیں۔ ان اڈوں کو استعمال کیے بغیر مغربی دنیا کا مشرقی دنیا سے رابطہ قائم رکھنا بے حد دشوار ہے۔

آج کل جو اہمیت پٹرولیم کو حاصل ہے، کسی اور معدنی پیداوار کو نہیں۔ اکثر مسلم ممالک اس دولت سے مالامال ہیں۔ دنیا کے بیشتر ممالک پٹرول حاصل کرنے کے لیے مسلم دنیا کے محتاج ہیں اور ان کے ساتھ قریبی تعلقات قائم رکھنے کے خواہش مند ہیں۔ اکثر مسلم ممالک ایک دوسرے سے ملحق ہونے کی وجہ سے بھی ایک عظیم بلاک کی صورت میں ابھر رہے ہیں۔

پاکستان اور عالمِ اسلام: اسلامی رشتے کے طفیل دنیا کے مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ اسلام نسل، رنگ، زبان اور لباس کے فرق کو تسلیم نہیں کرتا۔ اسلام کے اس برادرانہ تصوّر کے تحت ہر مسلمان اپنے ملک کا شہری ہونے کے علاوہ دوسرے ممالک میں بسنے والے مسلمانوں کا بھائی بھی ہے۔ آبادی کے لحاظ سے پاکستان تیسرا بڑا اسلامی ملک ہے۔ اس سے دو بڑے ملک انڈونیشیا اور بنگلہ دیش ہیں۔ پاکستان مشرقی اور مغربی اسلامی ممالک میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ عالمِ اسلام کے معاملات میں پاکستان کو گہری دلچسپی ہے۔ فروری 1974ء میں لاہور میں منعقد ہونے والی

اسلامی سربراہی کانفرنس اس دلچسپی کی ایک واضح مثال ہے۔ اس اسلامی سربراہی کانفرنس میں مسلم ملکوں کے کوئی چالیس وفود شریک ہوئے۔ یہ مسلم ممالک کے سربراہان اور وفود کا بہت بڑا سرکاری اجتماع تھا۔

مشق

ا۔ مختصر جوابات دیجیے :

1۔ مسلم ممالک میں کون کونسی چیزیں مشترک ہیں ؟

2۔ رقبے کے لحاظ سے کونسا مسلم ملک سب سے بڑا ہے ؟ اس ملک کے مختصر حالات لکھیے ۔

3۔ آبادی کے لحاظ سے کونسا مسلم ملک سب سے بڑا ہے ؟ وہ پاکستان کے کس جانب ہے ؟ اس کے مختصر حالات لکھیے ۔

4۔ پاکستان کو مسلم ممالک میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وضاحت کیجیے ۔

ب ۔ نیچے چار بیانات درج ہیں ۔ ان میں سے ایک بیان درست ہے۔ اس کے آگے نشان ✓ لگائیے۔

1۔ پاکستان کا شمار جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے ۔

2۔ پاکستان کا شمار جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے ۔

3۔ پاکستان کا شمار شمالی اور مغربی افریقہ کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے ۔

4۔ پاکستان کا شمار جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک میں ہوتا ہے ۔

عملی کام :

ایشیا، یورپ اور افریقہ کے ممالک کا مشترکہ خاکہ بنائیے اور اس میں ہر برِاعظم میں دو دو مسلم ملکوں کے نام لکھیے ۔

باب 4

مسلم ممالک کی آب و ہوا

کسی جگہ کی آب وہوا کا اندازہ لگانے کے لیے بہت سی باتوں کو دیکھنا پڑتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر ہم معلوم کرنا چاہیں کہ انڈونیشیا کی آب وہوا کیسی ہے تو سب سے پہلے ہم اس کا محلِ وقوع دیکھیں گے۔ نقشے کو دیکھنے سے پتا چلے گا کہ خطِ استوا انڈونیشیا کے تقریباً وسط سے گزرتا ہے اس لیے ہم فوراً اندازہ لگائیں گے کہ یہاں سارا سال گرمی پڑتی ہے اور بارش بھی ہوتی ہے۔ اگر کوئی غیر ملکی پاکستان کی آب وہوا کا اندازہ کرنا چاہے تو یہ دیکھ کر کہ ساحلِ سمندر، پاکستان کی وسعت کے اعتبار سے بہت چھوٹا ہے، جھٹ سمجھ جائے گا کہ اس ملک کا بیشتر حصہ سمندر سے دور ہے اس لیے ملک کے بڑے حصے میں شدید قسم کی آب وہوا پائی جاتی ہے۔ اگر ہم ایران کے شمالی حصوں کی آب وہوا کا اندازہ کرنا چاہیں تو نقشہ دیکھ کر اندازہ لگائیں گے کہ یہاں کی آب وہوا سرد ہوگی۔ اگر ہم سے کوئی افریقہ کے صحرائے اعظم کا حال معلوم کرنا چاہے تو یہ دیکھ کر کہ ہوائیں سمندر کی طرف سے نہیں آتیں، ہم کہیں گے کہ یہاں سارا سال بارش نہیں ہوتی۔

ان عوامل کے پیشِ نظر آب وہوا کے لحاظ سے مسلمان ملکوں کو تین بڑے خطوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔

استوائی خطے کے مُسلم ممالک

انڈونیشیا، ملائیشیا دو ایسے مسلمان ملک ہیں جن کے وسط میں سے خطِ استوا گزرتا ہے۔ یہ استوائی خطے میں شامل ہیں۔ خطِ استوا پر سورج کی شعاعیں سارا سال قریباً عموداً پڑتی ہیں۔ اس لیے استوائی خطے میں موسم سارا سال گرم رہتا ہے۔

استوائی خطے کے ممالک میں بارش زیادہ ہوتی ہے۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا بہت سے جزائر پر مشتمل ہیں۔ صبح سورج نکلتا ہے تو ارد گرد کے سمندروں اور خشکی پر واقع جھیلوں سے بخارات اٹھنے شروع ہو جاتے ہیں۔ یہ عمل تقریباً دن کے ایک دو بجے تک جاری رہتا ہے۔ جب ہوا میں بہت سے بخارات جمع ہو جاتے ہیں تو بادلوں کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور موسلا دھار بارش کی صورت میں برستے ہیں۔ بارش بہت شدید ہوتی ہے۔ یہ بارش دو تین گھنٹے جاری رہتی ہے۔ شام کے وقت دوبارہ ہوا چلنا

شروع ہوجاتی ہے۔ رات بھر ہوا چلتی ہے اور موسم خوشگوار رہتا ہے۔ موسم کی یہ کیفیت سارا سال اسی طرح رہتی ہے۔

ایسی آب وہوا کا وہاں کے لوگوں کی زندگیوں پر بڑا اثر ہے۔ بارش کی زیادتی کی وجہ سے گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ دیہات کے رہنے والے بھی فرش لکڑی کے بناتے ہیں۔ ان کے مکان ہمارے مکانوں کی طرح سطح زمین پر نہیں بنتے ۔ وہ لکڑی کے ستون زمین میں گاڑ کر اس کے اوپر تختے جوڑ دیتے ہیں اور باقی عمارت اس پر کھڑی کرتے ہیں تاکہ بارش کا پانی ان کے فرش یا دروازوں کے قریب نہ آئے۔ قریباً ہر گھر میں کشتی بھی ہوتی ہے۔ کشتی کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ آنا جانا ہوتا ہے۔

استوائی خطے کے علاقوں میں جھیلیں اور تالاب بکثرت ہوتے ہیں۔ مچھلی کا شکار عام ہوتا ہے۔ مچھلی ان کی مرغوب غذا ہے۔

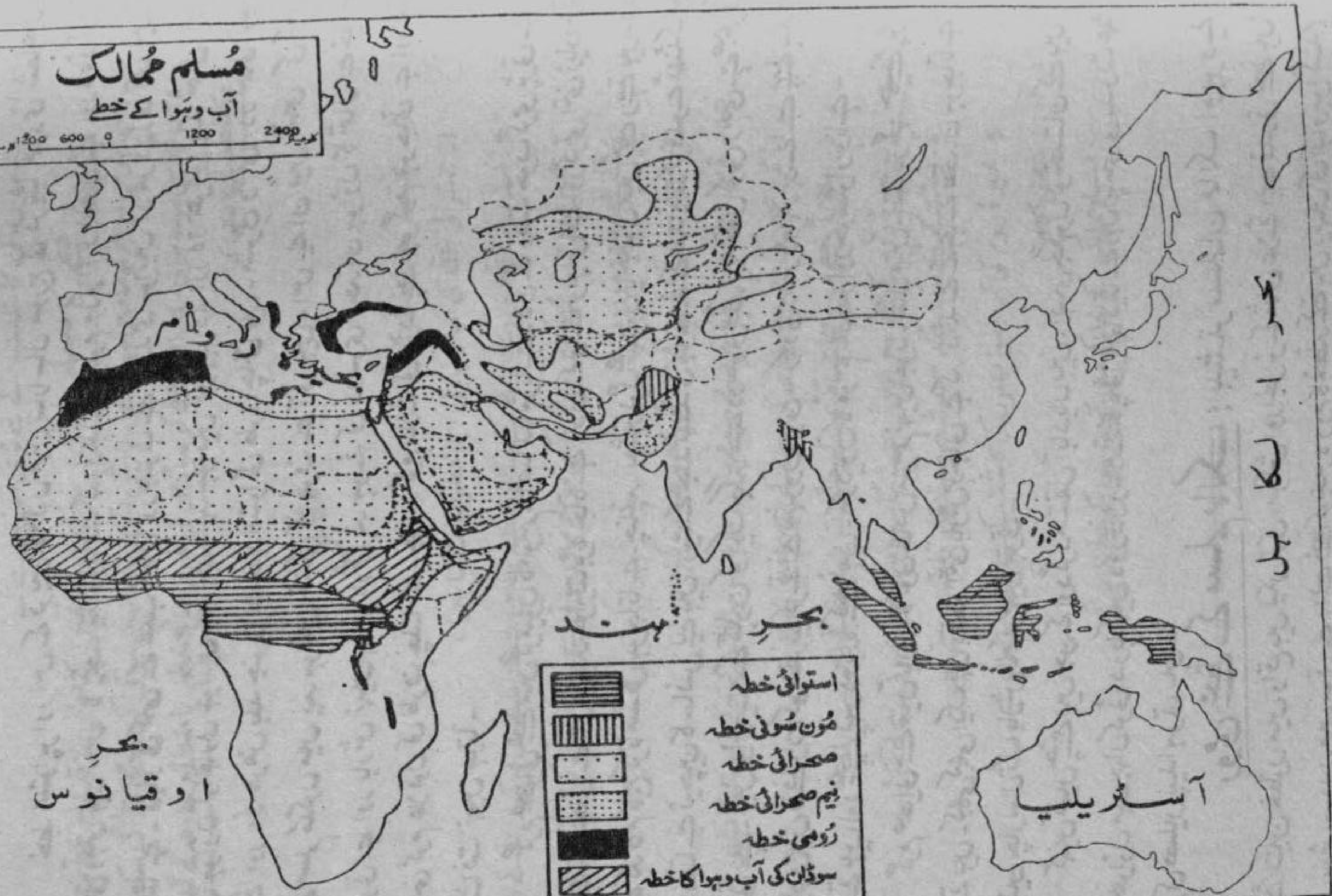
استوائی خطے کی آب وہوا گرم مرطوب ہونے کی وجہ سے وہاں فصلیں بھی ایسی پیدا ہوتی ہیں جنھیں پانی اور حرارت کی زیادہ ضرورت ہوتی ہے۔ چاول، گنا، ربڑ، چائے، تمباکو بکثرت کاشت کیے جاتے ہیں۔

مون سون آب وہوا کے خطے میں شامل مُسلم ممالک

پاکستان اور بنگلہ دیش مون سون آب وہوا کے خطے میں واقع ہیں۔ اس خطے میں بیشتر بارش گرمیوں کے موسم میں ہوتی ہے۔ گرمیوں میں درجۂ حرارت بھی بہت بڑھ جاتا ہے۔ سردیوں کے موسم میں بارش نہ ہونے کے برابر ہے۔ زیادہ بارش والے علاقوں میں گھنے جنگلات پائے جاتے ہیں۔ جہاں بارش کم ہوتی ہے وہاں کانٹے دار جھاڑیاں اور معمولی قسم کی گھاس اُگتی ہے۔ مون سون کے علاقے زرعی پیداوار کے لیے اہم ہیں۔ چاول اور گندم یہاں کی اہم پیداوار ہے۔

گرم صحرائی خطے کے مُسلم ممالک

خطِ سرطان کے دونوں طرف مسلمان ملکوں کا ایک وسیع سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ ان میں افریقہ کے ممالک مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا اور مصر کے جنوبی علاقے شامل ہیں۔ ایشیا میں سعودی عرب، یمن، عراق، ایران اور خلیج فارس کی ریاستیں شامل ہیں۔ یہ تمام علاقے ایسے ہیں جہاں بارش بہت کم ہوتی ہے۔ موسمی آب وہوا کے خطے میں تو یہ ہوائیں ہر چھے ماہ بعد اپنا رُخ بدلتی رہتی ہیں۔ ایسی ہواؤں کو مستقل ہوائیں کہتے ہیں۔ ان مستقل ہواؤں کی دو بڑی قسمیں ہیں، ایک تجارتی ہوائیں اور دوسری منقلب تجارتی ہوائیں۔



مُسلم ممالک
آب وہوا کے خطے
2400 1200 0 600 1200
بحرِ روم
بحرِ ہند
بحرِ اوقیانوس
آسٹریلیا
بحر الکاہل
استوائی خطہ
مون سونی خطہ
صحرائی خطہ
نیم صحرائی خطہ
رُومی خطہ
سوڈان کی آب وہوا کا خطہ

خطِ استوا پر اور اس کے قریبی علاقوں میں سارا سال سورج کی قریباً عمودی شعاعیں پڑتی رہتی ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ وہاں ہَوا گرم ہوکر اوپر اٹھتی ہے اور دباؤ کم ہو جاتا ہے۔ دباؤ کی کمی کے سبب شمال اور جنوب سے ٹھنڈی ہوائیں ادھر دوڑی آتی ہیں، ان ہواؤں کو تجارتی ہوائیں کہتے ہیں۔ یہ ہوائیں قریباً 25° اور 30° عرض بلد شمالی اور 25° اور 30° عرض بلد جنوبی سے خطِ استوا کی طرف چلتی ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے مسلم مُلکوں میں یہ ہوائیں خشکی کی طرف سے آتی ہیں۔ اس لیے ان میں نمی کی کمی ہوتی ہے اور بارش نہیں ہوتی۔ بارش نہ ہونے کی دوسری وجہ ان ہواؤں کا شمال سے خطِ استوا یعنی گرم علاقوں کی طرف چلنا ہے۔ جو ہوا گرم علاقے کی طرف چلے وہ گرم ہو جاتی ہے اور عملِ کثافت نہیں ہوتا۔

گرم صحرائی خطے میں گرمیوں کا موسم خاصا لمبا ہوتا ہے۔ دن کے وقت خوب گرمی پڑتی ہے۔ ریت تپ جاتی ہے اور درجہ حرارت بڑھ جاتا ہے۔ دن کے وقت لُو چلتی ہے اور گرمی اتنی زیادہ ہوتی ہے کہ کام کاج کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔ چنانچہ بیشتر لوگ گھروں یا خیموں میں چھپے رہتے ہیں۔ دن ڈھلتا ہے تو چین کا سانس لیتے ہیں۔ ریت کے جلد ٹھنڈی ہو جانے کے بعد رات کو قدرے ٹھنڈک ہو جاتی ہے۔ تیز ہوا ریت کے ٹیلوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرتی رہتی ہے صحرائی علاقوں میں قافلے رات کو سفر کیا کرتے تھے شہروں میں سرکاری دفتر دوپہر ہونے سے پہلے بند ہو جاتے ہیں اور پچھلے پہر دوبارہ کھُلتے ہیں۔ سردیوں کا موسم مختصر اور خوشگوار ہوتا ہے۔

گرم صحرائی خطّے میں بارش کا کوئی خاص موسم نہیں ہوتا۔ سال میں چند بار کچھ چھینٹے پڑ جاتے ہیں۔ کبھی کبھی ایک ہی دفعہ اتنی بارش ہو جاتی ہے کہ فائدے کے بجائے نقصان ہو جاتا ہے۔ پھر تین چار سال تک بارش نام کو نہیں ہوتی۔

کہیں کہیں چشمے ہیں جن کے اردگرد مستقل آبادیاں ہیں۔ ایسی جگہوں کو نخلستان کہتے ہیں۔ ان صحراؤں میں جہاں کوئی دریا کہیں دور دراز علاقے کا پانی پہنچا دیتا ہے وہاں آبپاشی کی بدولت عمدہ قسم کی فصلیں پیدا ہوتی ہیں۔

رومی خطّے کے مسلم ممالک: بیشتر مسلمان ممالک اوپر دیے گئے تین خطّوں میں واقع ہیں لیکن ترکی، مراکش اور الجزائر کے شمالی علاقے ایسے قدرتی خطّے ہیں، جہاں بارش سردیوں میں ہوتی ہے۔ ایسے خطّے کو بحیرۂ روم کا خطّہ کہتے ہیں۔ یہاں کی آب و ہوا گندم

اور پھلوں کی کاشت کے لیے بڑی موزوں ہے۔

سوڈانی خطّے کے مسلم ممالک: سوڈان اور نائیجیریا کا شمالی علاقہ ایسے خطّے میں واقع ہے جہاں بارش موسمِ گرما میں ہوتی ہے۔ بارش اتنی زیادہ نہیں ہوتی کہ جنگلات اُگ سکیں البتہ لمبی لمبی گھاس پیدا ہوتی ہے۔ اس خطّے کو سوڈان کی آب وہوا کا خطّہ یا منطقہ حارہ کے گھاس کے میدان کا خطّہ کہتے ہیں۔

مشق

ا۔ مختصر جوابات دیجیے:

1۔ استوائی خطّے کی آب وہوا کی اہم خصوصیات کیا ہیں؟

2۔ استوائی خطّے میں رہنے والے اپنے مکان سطح زمین سے ذرا بلندی پر کیوں بناتے ہیں؟

3۔ بحیرۂ روم کے خطّے میں بارش کس موسم میں ہوتی ہے۔ یہ خطّہ کون کون سی اجناس کی پیداوار کے لیے زیادہ موزوں ہے؟

4۔ مون سون آب وہوا کے خطّے کی خصوصیات کیا ہیں؟

ب۔ ذیل میں چند بیانات دیے ہوئے ہیں۔ درست بیانات کے آگے درست کا نشان (✓) لگائیں۔

1۔ گرم صحرائی خطے میں بارش گرمیوں کے موسم میں ہوتی ہے۔

2۔ استوائی خطّے میں سخت لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

3۔ بحیرۂ روم کے خطّے میں بارش عموماً سردیوں میں ہوتی ہے

4۔ ریت کے ٹیلے ایک جگہ ہمیشہ مستقل قائم رہتے ہیں۔

5۔ بحیرۂ روم کی آب وہوا پھلوں کی کاشت کے لیے بڑی موزوں ہے۔

عملی کام:

مسلم ممالک کے خاکے میں آب وہوا کے خطّے ظاہر کیجیے۔

باب 5

مسلم ممالک کے وسائل

مسلم ممالک نے کرۂ ارض کا لاکھوں مربع کلومیٹر رقبہ گھیر رکھا ہے۔ ان کی آب وہوا اور پیداوار میں فرق ہے۔ یہاں ہر قسم کے جنگلات اور چراگاہیں پائی جاتی ہیں۔ دریاؤں کی زرخیز وادیاں سونا اگلتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے صحراؤں کے سینے میں معدنی تیل کے چشمے جاری کر رکھے ہیں غرض مسلم ممالک ہر قسم کے قدرتی وسائل سے مالا مال ہیں۔ انہیں بروئے کار لاکر خوشحالی کے راستے پر چلنا آج ان سب کا نصب العین ہے۔

جنگلات

ملکی ترقی میں جنگل اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ ان سے آب و ہوا میں اعتدال پیدا ہوتا ہے اور بے شمار مصنوعات کے لیے خام مال مہیّا ہوتا ہے۔ مشرق کے مسلم ممالک اسی دولت سے مالا مال ہیں۔ ملائیشیا کا تقریباً ستّر فیصد رقبہ جنگلات سے ڈھکا ہوا ہے۔ انڈونیشیا میں بھی جنگلات کی کمی نہیں۔ اِن خطوں میں استوائی خطے کے درخت پائے جاتے ہیں، جن کی لکڑی سخت اور مضبوط ہوتی ہے۔ یہ لکڑی عمارتی سامان، ریل گاڑیوں کے ڈبے اور کشتیاں بنانے کے کام آتی ہے۔ مہاگنی، آبنوس، تاڑ، صندل، بانس، ساگوان اور سنکونا کے درخت بھی عام پائے جاتے ہیں۔ سنکونا کی چھال سے کونین بنائی جاتی ہے۔ بنگلہ دیش کا تقریباً سترہ فیصد رقبہ جنگلوں سے ڈھکا ہوا ہے۔ ان جنگلوں کی لکڑی کاغذ بنانے، دیا سلائی بنانے، کشتیاں بنانے، مکان بنانے اور فرنیچر بنانے کے کام آتی ہے۔ پاکستان کے شمال مغربی علاقے میں نرم لکڑی کے جنگل پائے جاتے ہیں۔ مراکش، تیونس، الجزائر میں سفید کارک اور شاہ بلوط کے درخت ملتے ہیں۔ ترکی کے شمال مغربی حصے میں بھی جنگل پائے جاتے ہیں۔ مغربی افریقہ کے مسلم ممالک موریطانیہ، نائیجیریا، گھانا گِنی وغیرہ جنگلات کی دولت سے مالا مال ہیں۔

چراگاہیں اور مویشی

اکثر مسلم ممالک میں اچھی اچھی چراگاہوں کی فراوانی ہے۔ ان میں سوڈان اور نائیجیریا قابل ذکر ہیں۔ یہ منطقہ حارہ کے گھاس کے میدانوں میں واقع ہیں۔ یہاں چوڑے پتّوں والے درخت بھی ندی نالوں کے کنارے عام ملتے ہیں۔ اِن چراگاہوں میں لاکھوں کی تعداد میں مویشی پائے جاتے ہیں جو اِن ملکوں کی بڑی دولت ہیں۔

اس کے علاوہ شمال مغربی افریقہ کے ممالک مراکش، تیونس، الجزائر اور موریطانیہ میں چھوٹی اور نرم نرم گھاس ملتی ہے۔ یہ گھاس بھیڑوں اور بکریوں کے لیے بہت مفید ہے۔ یہاں کی مشہور گھاس الفاالفا پر مرینو بھیڑیں پالی جاتی ہیں جو اُون کی وجہ سے بہت مشہور ہیں۔ ترکی، عراق کے شمالی حصے اور ایران کے شمال مغربی حصے میں بھی اچھی قسم کی گھاس پیدا ہوتی ہے جہاں مویشیوں کے علاوہ بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں۔ ترکی کی انگورا بکری اپنی پشم کے لیے بہت مشہور ہے۔

پاکستان کے مغربی علاقوں میں مویشی، بھیڑیں اور بکریاں پالی جاتی ہیں ان کی کھال اور اُون باہر کے ممالک کو بھیجی جاتی ہے۔

پاکستان، بنگلہ دیش، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں بھینسیں عام ہیں جن سے دودھ، مکھن وغیرہ حاصل کیا جاتا ہے۔

ریگستانی علاقوں میں اُونٹ پالے جاتے ہیں۔ اُونٹ کو صحرا کا جہاز کہا جاتا ہے۔ ان علاقوں میں بیشتر تجارت اونٹوں کے ذریعے ہوتی ہے۔ یہ علاقے اچھی قسم کے گھوڑوں کے لیے بھی مشہور ہیں۔ مراکش، تیونس اور الجزائر کے گدھے اور خچر بھی مشہور ہیں۔

معدنی تیل (پیٹرولیم)

جہاں آج دنیا کے مسلمان ملک واقع ہیں، قدیم وقتوں میں یہاں ایک بہت بڑا سمندر واقع تھا۔ اس کی اندرونی تبدیلیوں کی بدولت سمندر کا وسطی حصہ تو بہت بلند ہو گیا لیکن ساحلی علاقے کم بلند رہے۔ ساحلی علاقوں پر کئی تبدیلیاں رُو نما ہوئیں۔ سمندری نباتات، مچھلیاں اور دوسرے بے شمار سمندری جانور جو ساحل کے قریب کم گہرے سمندر میں رہتے تھے، زمین کی تبدیلیوں کی وجہ سے زمین تلے دب گئے۔ اس وقت کے جو ڈھانچے ملے ہیں، ان سے پتا چلتا ہے کہ ان سمندری جانوروں کے جسم بہت بڑے تھے اور ان کی تعداد بہت زیادہ تھی۔ ان علاقوں پر لاکھوں سال دریا مٹی کی نئی تہیں بچھاتے رہے اور ان ڈھانچوں پر دباؤ پڑتا رہا، ان کے جسموں کا تیل دباؤ کی وجہ سے الگ ہو گیا اور زمین کے اندر گڑھوں میں جمع ہوتا رہا۔ حیوانی اور نباتاتی تیل نے دباؤ اور حرارت کی وجہ سے معدنی تیل کی صورت اختیار کر لی، جو مشینی دور کی ایک ناگزیر ضرورت ہے۔ معدنی تیل کو صاف کر کے پٹرول، مٹی کا تیل، ڈیزل، ویزلین اور دوسری بے شمار کیمیائی اشیا تیار کی جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلم ممالک کو پیٹرولیم کی دولت سے نوازا ہے۔ یوں تو دنیا کے کئی علاقوں میں معدنی تیل نکلتا ہے لیکن خلیج فارس کے آس پاس کا علاقہ اپنی پیداوار کے لیے بہت اہم ہے۔ نئے نئے کنوئیں دریافت ہو رہے ہیں اور روز بروز تیل کی پیداوار میں اضافہ ہو رہا ہے۔ ایک اندازے کے مطابق معدنی تیل دنیا کی کل ضرورت کا ۴۰ فیصد اسی علاقے سے حاصل ہوتا ہے۔ اس علاقے میں ایران، عراق، کویت، قطر، بحرین، متحدہ عرب امارات اور سعودی عرب شامل ہیں۔

مسلم ممالک میں سب سے زیادہ تیل سعودی عرب میں نکلتا ہے۔ یہاں تیل کے بہت بڑے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ غوار کا ذخیرہ دنیا میں تیل کا سب سے بڑا ذخیرہ شمار ہوتا ہے۔ غوار کے علاوہ بکوک اور دمن میں بھی تیل کے ذخیرے ہیں جہاں سے تیل نکالا جا رہا ہے۔

ظہران میں تیل صاف کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ سعودی عرب اپنی قومی آمدنی کا قریباً ۹۰ فیصد تیل کی برآمد سے حاصل کرتا ہے اور تیل سے حاصل ہونے والی آمدنی کو ملک کی ترقی پر صرف کر رہا ہے۔

سعودی عرب کے بعد دوسرا درجہ ایران کا ہے جو اپنی آمدنی کا قریباً 86 فیصد تیل سے حاصل کرتا ہے۔ تیل کے بڑے ذخیرے خلیج فارس کے قریب پائے جاتے ہیں۔ تیل حاصل کرنے کے لیے بے شمار کنوئیں تھوڑے تھوڑے فاصلے پر کھودے گئے ہیں جنھیں نلوں کے ذریعے آپس میں ملا دیا گیا ہے۔ یہ تیل آبادان کی بندرگاہ تک پہنچایا جاتا ہے جہاں تیل صاف کرنے کا ایک بہت بڑا کارخانہ ہے۔ ایران بھی تیل کی آمدنی کو ملک کی تعمیر و ترقی پر صرف کر رہا ہے۔

خلیج فارس کے مغرب میں کویت ایک چھوٹا سا ملک ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اس کو معدنی تیل کی بے انتہا دولت سے نوازا ہے۔ مسلم ممالک میں تیل پیدا کرنے والا یہ تیسرا بڑا ملک ہے۔ کویت کی کل آمدنی کا 95 فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔ کویت میں قریباً 150 تیل کے کنوؤں سے تیل نکالا جا رہا ہے۔ تیل کا بیشتر حصہ تو خام حالت ہی میں برآمد کر دیا جاتا ہے لیکن حال ہی میں تیل صاف کرنے کے لیے ایک کارخانہ بھی لگایا گیا ہے۔ ابھی کویت میں تیل کے بے شمار ذخائر موجود ہیں۔ کویت کے حکمران اپنی تیل کی دولت کو پسماندہ مسلم ممالک کی ترقی پر بھی خرچ کرتے ہیں۔

لیبیا: شمالی افریقہ میں اسلامی اقدار کا علم بردار ملک لیبیا مسلمان ملکوں میں تیل کی نکاسی کے سلسلے میں چوتھے درجے پر آتا ہے۔ یہاں تیل نکالنے کے لیے پہلا کنواں 1959ء میں

کھودا گیا تھا اور اب کئی کنوئیں دن رات تیل نکالنے میں مصروف ہیں۔ لیبیا اپنا زیادہ تیل خام حالت ہی میں برآمد کر دیتا ہے۔ اس کی قومی آمدنی کا ۹۰ فیصد تیل سے حاصل ہوتا ہے۔ لوگ خوشحال ہیں۔ جب کبھی کسی مسلم ملک پر کوئی افتاد پڑتی ہے تو تیل سے حاصل ہونے والی یہ آمدنی ان کے کام آتی ہے۔

نائیجیریا: شمال مغربی افریقہ کا اہم ملک ہے، جہاں مسلمانوں کی آبادی ۷۰ فیصد سے زائد ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے کئی قدرتی وسیلوں سے نوازا ہے، ان میں سے معدنی تیل سب سے اہم ہے۔ مسلمان ملکوں میں اسے پانچواں درجہ حاصل ہے۔ آج کل نائیجیریا ترقی پذیر ملکوں کے مقابلے میں تعلیم پر زیادہ خرچ کر رہا ہے۔

تیل پیدا کرنے والے ان پانچ بڑے ملکوں کے علاوہ عراق بھی معدنی تیل کی دولت سے مالا مال ہے۔ عراق بھی باقی ملکوں کی طرح تیل کا زیادہ حصہ برآمد کر دیتا ہے۔ تیل کو پائپ لائن کے ذریعے طرابلس (لبنان) کی بندرگاہوں تک پہنچایا جاتا ہے۔ وہاں تیل کو ٹینکروں میں ڈال کر مغربی ملکوں کو بھیجا جاتا ہے۔ اب عراق میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ بھی لگ گیا ہے۔

انڈونیشیا: مسلمان ملکوں میں انڈونیشیا ساتواں بڑا ملک ہے۔ یہاں تیل صاف کرنے کے کئی کارخانے ہیں۔ تیل سے دوسری کیمیاوی اشیا بھی تیار کی جاتی ہیں۔ صاف تیل اور کیمیاوی اشیاء کو برآمد کرکے مشرقِ وسطیٰ کے ممالک سے کہیں زیادہ آمدنی ہوتی ہے۔

متحدہ عرب ریاستیں: یہ چھوٹی چھوٹی سات ریاستیں خلیج فارس کے ساتھ ساتھ واقع ہیں۔ ان ریاستوں کی اہم پیداوار معدنی تیل ہے جس کا زیادہ حصہ برآمد کر دیا جاتا ہے۔ پاکستان میں ان ریاستوں کے تعاون سے ملتان میں تیل صاف کرنے اور کراچی سے ملتان تک تیل کی پائپ لائن بچھانے کا منصوبہ زیرِ تکمیل ہے۔

الجزائر: الجزائر کا شمار شمالی افریقہ کے تیل برآمد کرنے والے ممالک میں سے دوسرے درجے پر آتا ہے، جہاں 1957ء سے تیل نکلنا شروع ہوا۔ الجزائر زیادہ تر یورپی ممالک کو تیل برآمد کرتا ہے، اس کی یہ قدرتی دولت ملک کی کل آمدنی کے 75 فیصد کے قریب ہے۔

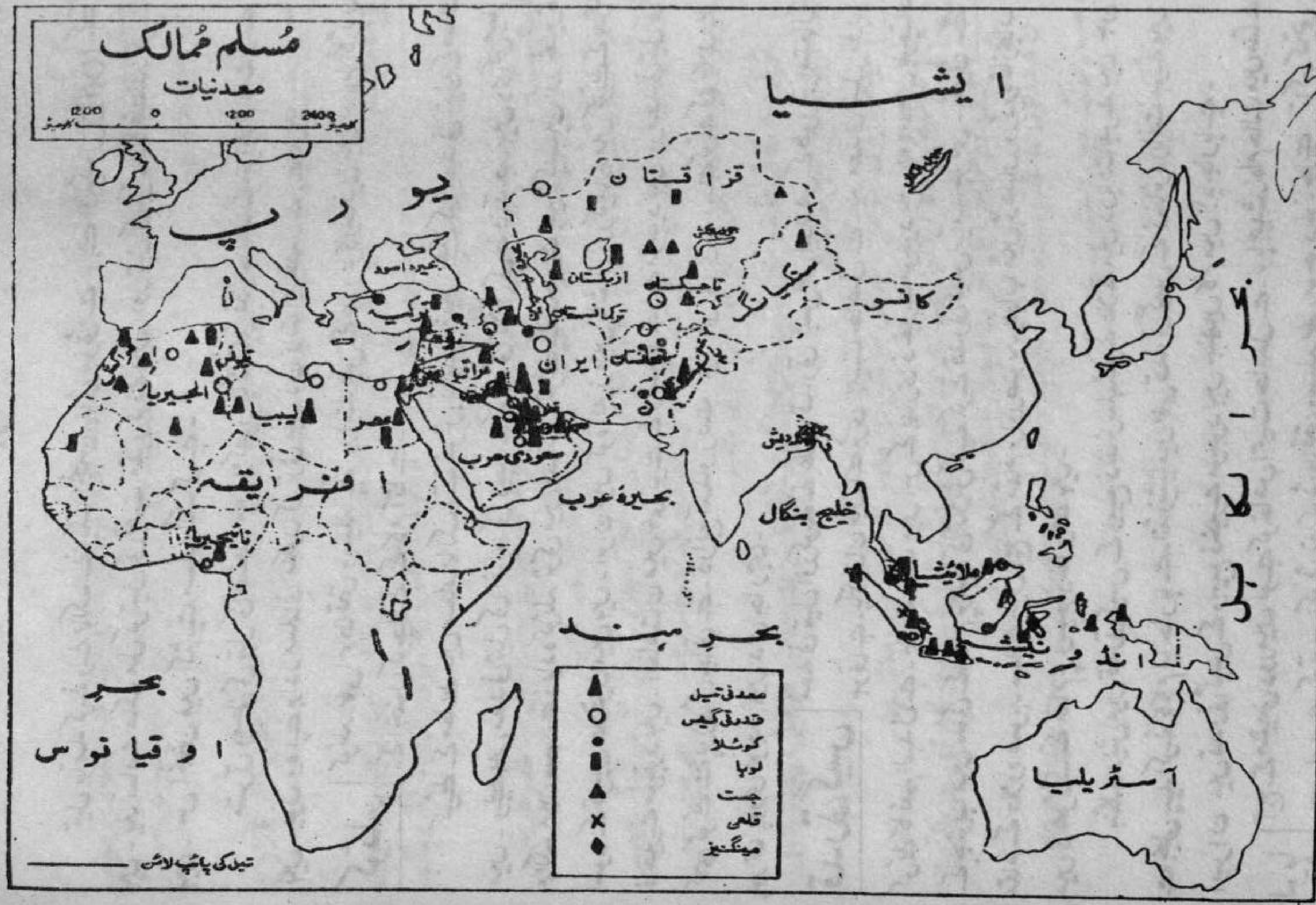
مصر اور صحرائے سینائی: جہاں مصر کپاس برآمد کرکے کروڑوں روپے کا زرِمبادلہ حاصل کرتا ہے، وہاں تیل کی برآمد کو بھی بہت اہمیت حاصل ہے۔ صحرائے سینا اور اس کے مغرب میں تیل کے بڑے بڑے ذخیرے پائے جاتے ہیں۔ یہ اہم ذخیرے 1967ء کی جنگ میں

اسرائیل کے قبضے میں چلے گئے تھے اور اس طرح مصر اپنی تیل کی تقریباً 86 فیصد آمدنی سے محروم ہو گیا تھا۔ 1973ء میں مصر نے اسرائیل کی فوجوں کو شکست دے کر سینائی کا کافی علاقہ آزاد کرا لیا۔ تیل کے چشموں والا علاقہ مصر کو دوبارہ مل گیا اور نہر سویز پر مکمل مصری قبضہ ہو گیا۔ نہر سویز کو صاف کرا کر دوبارہ جہاز رانی کے لیے کھول دیا گیا۔ مصر ایک ترقی یافتہ ملک ہے، یہاں تیل صاف کرنے کے کئی کارخانے قائم ہیں۔ سب سے بڑا کارخانہ سویز میں ہے۔ اِن کارخانوں میں تیل سے حاصل کردہ دیگر کئی مصنوعات بھی تیار کی جاتی ہیں۔

ترکی: ترکی مسلمان ملکوں میں تیل پیدا کرنے والا اٹھارواں بڑا ملک ہے۔ ترکی میں بحیرۂ کیسپین کے کنارے تیل ملتا ہے۔ تیل کی پیداوار زیادہ نہیں، یہ تیل صرف ملکی ضروریات کے لیے کافی ہے۔

مراکو: مراکو میں بھی تیل کے کنویں کھودے گئے ہیں۔ اس کا درجہ ترکی کے بعد آتا ہے۔ یہاں تیل کی تلاش جاری ہے۔ توقع ہے کہ تیل کے مزید ذخیرے برآمد ہوں گے۔

پاکستان: پاکستان میں بھی تیل نکالا جا رہا ہے۔ ابھی ہم تیل میں خود کفیل نہیں۔ تیل کی تلاش جاری ہے۔ پاکستان کی زیرِ زمین تہیں وہی ہیں، جو ایران اور خلیج فارس کی ریاستوں کی ہیں۔ توقع ہے کہ یہاں بھی تیل کافی مقدار میں نکلے گا، جو ملک کی ترقی کا ضامن بنے گا۔ اس وقت تیل پوٹھوہار کی سطح مرتفع میں ڈھلیان، کھوڑ، بالکسر، جویا میر، کوسال، تت اور میال کے مقامات پر نکالا جا رہا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوا تت کے مقام پر ایک کنواں کھودا گیا، جو بہت کامیاب ثابت ہوا۔ ملکی پیداوار کا دسواں حصہ اس کنویں سے حاصل ہو رہا ہے۔ بلوچستان کا سروے مکمل ہو چکا ہے۔ تیل کی تلاش کے لیے کنویں کھودے جا رہے ہیں۔ ضلع ڈیرہ غازیخاں اور ضلع ملتان میں بھی آزمائشی کنویں کھودے گئے ہیں۔ حال ہی میں ڈھوڈک ضلع ڈیرہ غازیخاں میں تیل ملا ہے۔ ملتان میں تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگ گیا ہے وہاں تیل صاف کیا جائے گا۔ پوٹھوہار میں ضلع جہلم اور ضلع اٹک کے خام تیل کو پائپوں کے ذریعے راولپنڈی میں لایا جا رہا ہے، جہاں تیل صاف کرنے کا کارخانہ لگا ہوا ہے۔ وہاں تیل صاف ہوتا ہے اور مختلف صورتوں میں ملک کے دوسرے حصوں میں بھیجا جا رہا ہے۔ زرمبادلہ بچانے کے لیے کراچی میں تیل صاف کرنے کے دو کارخانے لگے ہوئے ہیں۔ خام تیل باہر سے منگوایا جاتا ہے، جو صاف تیل سے بہت سستا ملتا ہے۔ اسے کراچی میں صاف کر کے ملک کے باقی حصوں میں بھیج دیا جاتا ہے۔



مُسلم مُمالک
معدنیات
2400 1200 0 1200
ایشیا
یورپ
قزاقستان
ازبکستان
تاجکستان
ترکمانستان
ایران
افغانستان
عراق
مصر
لیبیا
الجیریا
تیونس
سعودی عرب
افریقہ
نائیجیریا
بحیرہ اسود
بحیرۂ عرب
خلیج بنگال
بنگلہ دیش
ملائیشیا
انڈونیشیا
بحرِ ہند
بحر اوقیانوس
آسٹریلیا
بحر الکاہل
معدنی تیل
قدرتی گیس
کوئلہ
لوہا
جست
قلعی
مینگنیز
تیل کی پائپ لائن

تیل برآمد کرنے والے ممالک نے ایک انجمن بنائی ہوئی ہے جسے اوپیک (OPEC) کہتے ہیں - یہ سارے ملک مل کر تیل کی قیمت مقرر کرتے ہیں اور تیل کی برآمد کا فیصلہ کرتے ہیں - اس انجمن میں اکثریت مسلم ممالک کی ہے -

مشرق وسطیٰ کی تیل کی صنعت میں لاکھوں پاکستانی فنی خدمات سرانجام دے رہے ہیں - یوں وہ اپنے برادر مسلمان ملکوں کی ترقی میں دن رات اہم حصہ لے رہے ہیں -

کوئلہ کوئلہ بھی اہم طاقتی وسیلہ ہے اور ایندھن کے طور پر کارخانوں میں اور ریل گاڑیوں کے انجنوں کو چلانے کے کام آتا ہے -

کوئلے کے معاملے میں مسلم ممالک اتنے خوش نصیب نہیں جتنے کہ معدنی تیل کے معاملے میں - ویسے بھی معدنی تیل کی افراط کی وجہ سے کوئلے کی تلاش کی طرف توجہ نہیں دی گئی - مسلم ممالک میں سب سے زیادہ کوئلہ ترکی میں ملتا ہے - کوئلے کے ذخیرے بحیرۂ کیسپین اور بحیرۂ اسود کے قریبی علاقوں میں ہیں - ایران میں کوہ البرز میں کاشان اور کرمان میں کوئلے کے بھاری ذخیرے موجود ہیں - افغانستان میں بھی کوئلے کے وسیع ذخیرے موجود ہیں اور معدنی تیل کی کمی کوئلے سے پوری کی جاتی ہے - ذرائع آمد و رفت کی کمی کی وجہ سے کوئلے کی نکاس پر پوری پوری توجہ نہیں دی جا رہی -

قدرتی گیس معدنی تیل اور کوئلے کے علاوہ قدرتی گیس بھی ایندھن کے طور پر استعمال ہوتی ہے - پاکستان میں اسے بڑی اہمیت حاصل ہے - یہ معدنی تیل اور کوئلے کا نعم البدل ہے - ہمارے ملک میں اس کے بھاری ذخیرے موجود ہیں - 52ء19 میں بلوچستان کے جنوب میں سوئی کے مقام پر تیل کی تلاش کرتے کرتے قدرتی گیس برآمد ہو گئی - سوئی کے مقام کے علاوہ صوبہ سندھ میں اُچ کے مقام پر اور صوبہ پنجاب میں ڈھلیاں اور ڈیرہ غازیخاں میں ڈھوڈک کے مقام پر وسیع ذخائر ملے ہیں -

بنگلہ دیش میں قدرتی گیس کے وسیع ذخائر سلہٹ کے علاقے میں دریافت ہوئے ہیں جن سے بجلی پیدا کرنے کا کام لیا جا رہا ہے - انڈونیشیا میں بھی قدرتی گیس کے ذخائر دریافت ہوئے ہیں - ایران میں قدرتی گیس کے وسیع ذخیرے موجود ہیں جنھیں کام میں لایا جا رہا ہے -

لوہا آج کے مشینی دور میں لوہے کو خاص اہمیت حاصل ہے - لوہا ہمیشہ خام حالت میں ملتا ہے اس لیے لوہے کے قریب کوئی نہ کوئی طاقتی وسیلہ بھی موجود ہونا چاہیے تاکہ کچّی

دھات کو پگھلا کر لوہا علیحدہ کیا جا سکے یہی وجہ ہے کہ لوہے کے ذخیرے کئی جگہوں پر موجود ہیں لیکن انہیں کام میں نہیں لایا جا رہا۔ مسلم ممالک میں لوہا ترکی، ایران، مصر، تیونس، مراکش اور الجزائر میں ملتا ہے۔

پاکستان میں لوہے کے ذخائر صوبہ بلوچستان میں مسلم باغ، صوبہ پنجاب میں کالا باغ اور صوبہ سرحد میں چترال کے علاقے میں واقع ہیں۔

کرومائیٹ پاکستان میں مسلم باغ کے قریب کرومائیٹ کے وسیع ذخائر موجود ہیں جو دنیا میں سب سے بڑے ذخیرے ہیں۔ ترکی کرومائیٹ پیدا کرنے والا تیسرا بڑا ملک ہے۔ ایران میں کوہ البرز سے کرومائیٹ نکالا جاتا ہے۔

فاسفیٹ مسلم ممالک میں فاسفیٹ کے وسیع ذخائر پائے جاتے ہیں، بالخصوص شمالی افریقہ کے ممالک مراکش، تیونس، الجزائر میں۔

قلعی انڈونیشیا میں قلعی کے وسیع ذخائر واقع ہیں۔ اس کا بیشتر حصہ دوسرے ملکوں کو برآمد کر کے زرِ مبادلہ کمایا جاتا ہے۔ حال ہی میں اس کے ذخیروں کی نشاندہی ایران میں بھی ہوئی ہے۔

تانبا ترکی میں کافی مقدار میں تانبا نکالا جاتا ہے۔ تانبا ایران، مصر، مراکش، تیونس اور الجزائر میں بھی ملتا ہے۔

سیسہ سیسہ ایران، تیونس، الجزائر، مراکش اور مصر کے ممالک میں ملتا ہے۔

مینگنیز مینگنیز کی دھات فولاد بنانے اور کئی کیمیائی اشیاء تیار کرنے میں کام آتی ہے۔ پاکستان، ترکی اور مراکش میں اس کے ذخائر پائے جاتے ہیں۔

ان دھاتوں کے علاوہ گندھک، جپسم، معدنی نمک، یورینیم، کوبالٹ اور چاندی بھی مختلف مسلم ممالک میں دستیاب ہے۔

زرعی پیداوار

معدنی دولت کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے کئی مسلم ممالک کو زرعی میدان میں ترقی کرنے کے لیے شاندار مواقع فراہم کیے ہیں۔ مشرقی ممالک انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں سال بھر میں اتنی بارش ہو جاتی ہے کہ مصنوعی آبپاشی کی زیادہ ضرورت نہیں پڑتی اور ان کی زرخیز زمین سارا سال سونا اگلتی ہے۔ باقی کئی ملکوں میں سارا سال بہنے والے دریا ہیں جن سے نہریں نکال کر آبپاشی کی جاتی ہے۔ صحرائی علاقوں میں بھی چھوٹے چھوٹے نخلستان پائے جاتے ہیں، جہاں تھوڑی بہت پیداوار ہو جاتی ہے۔ اس کے علاوہ مسلم ممالک میں ہر قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے جس کی وجہ سے ہر موسم میں کاشت ہونے والی فصلیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں۔

چاول گنجان آباد مسلم ممالک کی مرغوب غذا ہے۔ اس کی کاشت کے لیے انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش اہم ترین ممالک ہیں۔ چاول کی فصل جلد پک جاتی ہے، اس لیے سال میں دو اور بعض علاقوں میں تین فصلیں بھی حاصل کی جاتی ہیں۔ ان گرم مرطوب آب و ہوا کے ممالک کے علاوہ چاول کی کاشت دریائی میدانوں میں بھی ہوتی ہے۔ پاکستان میں دریائے سندھ کی وادی میں نہایت اعلیٰ قسم کا چاول پیدا ہوتا ہے جس میں سے کافی مقدار میں مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے برآمد کیا جاتا ہے۔

دریائے نیل کی وادی میں بھی اعلیٰ قسم کے چاول کی کاشت ہوتی ہے۔ مصر بھی اپنی ضروریات کو پورا کرنے کے بعد چاول یورپی ممالک کو برآمد کرتا ہے۔

عراق میں دریائے دجلہ اور فرات کی وادی میں، ترکی میں بحیرۂ کیسپین کے ساحلی علاقے میں اور ایران کے جنوب مغربی حصے میں چاول کی کاشت ہوتی ہے البتہ یہ ملک بمشکل اپنی ہی ضروریات پوری کرتے ہیں۔

گندم آب و ہوا کے لحاظ سے بحیرۂ روم کے خطے کے ممالک گندم کی کاشت کے لیے بہت موزوں ہیں۔ معمولی سردی اور بارش اور مجموعی طور پر مطلع صاف گندم کی پیداوار کے لیے مفید ہیں۔ ترکی میں زیر کاشت رقبے کے 45 فیصد پر گندم کاشت کی جاتی ہے۔ وسطی سطح مرتفع کے مغربی علاقے گندم کی پیداوار کے لیے انتہائی موزوں ہیں۔

مصر، الجزائر، تیونس، مراکش، اردن، شام، فلسطین، عراق میں دجلہ اور فرات کی وادی، ایران میں مشہد اور خراسان کے میدانی علاقے میں بھی گندم کی کاشت ہوتی ہے۔ پاکستان میں بھی کافی گندم پیدا ہوتی ہے۔

مکئی غذا کے طور پر بھی استعمال ہوتی ہے اور مویشیوں کا مرغوب چارہ بھی ہے۔ اِسے زیادہ پانی کی ضرورت ہے۔ وادئ نیل کی اہم فصل ہے۔ مسلم ممالک میں سب سے زیادہ مکئی یہیں پیدا ہوتی ہے۔ گھانا، انڈونیشیا، ترکی، تیونس، پاکستان اور بنگلہ دیش میں بھی ہر دو مقاصد کے لیے مکئی کاشت کی جاتی ہے۔ مکئی سے خوردنی تیل حاصل کیا جاتا ہے۔

گنّا گرم مرطوب آب وہوا کی پیداوار ہے۔ مشرقی ممالک میں جہاں بارش کافی ہوتی ہے اور دریاؤں کی وادیوں میں جہاں آب پاشی کا نظام موجود ہے بکثرت پیدا ہوتا ہے۔ گنا انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش، پاکستان، مصر اور عراق کی اہم فصل ہے۔ اس سے کھانڈ بنائی جاتی ہے اور یہ ملک کھانڈ کے معاملے میں خود کفیل ہیں بلکہ انڈونیشیا اور مصر کھانڈ برآمد بھی کرتے ہیں۔

کپاس غیر غذائی فصلوں میں سرِ فہرست ہے۔ یہ چُاندی کے ریشے کے نام سے موسوم ہے۔ اسے زیادہ پانی کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آب پاشی کے علاقے اس کے لیے بہت موزوں ہیں۔ مصر میں پیدا ہونے والی کپاس دنیا بھر میں مشہور ہے۔ دریائے نیل کی وادی کا دوسرا ملک سوڈان بھی کپاس کی کاشت کے لیے اہم ہے۔ ایران میں خوزستان اور کرمان شاہ میں بھی کاشت کی جاتی ہے پاکستان عمدہ قسم کی کپاس کے لیے مشہور ہے۔ شام اور ترکی میں بھی کپاس پیدا ہوتی ہے۔ مصر، سوڈان اور پاکستان کپاس برآمد کرکے خاصا زرِ مبادلہ کماتے ہیں۔

پٹ سن کا سنہری ریشہ بنگلہ دیش کی اہم نقد آور فصل ہے۔ دنیا کی 69 فیصد پٹ سن بنگلہ دیش میں پیدا ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش کی پٹ سن کا ریشہ بہت عمدہ قسم کا ہوتا ہے۔ اسے دریاؤں سے لائی ہوئی زرخیز مٹی اور کافی بارش درکار ہے۔ بنگلہ دیش اپنی کل آمدنی کا 75 فیصد زرِ مبادلہ پٹ سن کی فروخت سے حاصل کرتا ہے۔ اب پاکستان میں بھی اس کی کاشت کی طرف توجہ دی جا رہی ہے۔

چائے گرم مرطوب پہاڑی علاقوں کی پیداوار ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش چائے کی پیداوار کے لیے مشہور ہیں۔ انڈونیشیا اور بنگلہ دیش چائے برآمد بھی کرتے ہیں۔

ربڑ: موٹر گاڑیوں کا استعمال جس قدر بڑھ رہا ہے، اتنا ہی ربڑ کا استعمال بھی بڑھ رہا ہے اور اب مصنوعی ربڑ بھی بنایا جاتا ہے لیکن قدرتی ربڑ کی مانگ میں کوئی کمی نہیں ہوئی۔ ربڑ دراصل

ایک درخت کا رس ہوتا ہے جسے خشک کر لیا جاتا ہے۔ اس درخت کی اب باقاعدہ کاشت ہوتی ہے۔ اس کے لیے گرم مرطوب آب و ہوا کی ضرورت ہوتی ہے۔ دنیا کا سب سے زیادہ ربڑ ملائیشیا میں پیدا ہوتا ہے۔ انڈونیشیا میں بھی ربڑ کی کاشت کو خاص اہمیت حاصل ہے، یہ دونوں ملک زرمبادلہ کا بیشتر حصہ ربڑ کی برآمد سے حاصل کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ بنگلہ دیش میں بھی تھوڑا بہت ربڑ پیدا ہوتا ہے۔

تمباکو کے لیے بھی گرم آب و ہوا اور پانی کی ضرورت ہے۔ تمباکو زیادہ تر انڈونیشیا، پاکستان، بنگلہ دیش میں پیدا ہوتا ہے لیکن اعلیٰ قسم کے تمباکو کی کاشت کے لیے ترکی، مصر اور شام مشہور ہیں۔ ترکی اور مصر کے سگار تمام دنیا میں مقبول ہیں۔

ملائیشیا اور انڈونیشیا کے ملک سیاہ مرچ، الائچی، لونگ، دارچینی، مصالحہ جات کی پیداوار اور برآمد کے لیے دنیا بھر میں مشہور ہیں۔

مسلم ممالک میں ہر قسم کی آب و ہوا پائی جاتی ہے، اس لیے ہر قسم اور ہر موسم کے پھل پیدا ہوتے ہیں۔ افریقہ کے شمال مغربی علاقے مراکش، تیونس، الجزائر اور لیبیا کے ساحلی علاقے اور ایشیا میں ترکی، شام اور اردن بحیرۂ روم کے خطے میں واقع ہیں، جہاں ترش پھل بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ ان میں لیموں، سنگترہ، گریپ فروٹ اہم ہیں۔ ان کے علاوہ انگور، انجیر کی بھی کاشت ہوتی ہے۔ ان ملکوں میں زیتون کی کاشت بہت اہم ہے۔ زیتون سے تیل حاصل کیا جاتا ہے جو کھانے پکانے میں استعمال ہوتا ہے۔ اس سے ادویات بھی بنائی جاتی ہیں۔ شمالی افریقہ کے ساحلی علاقوں کے جنوب میں کھجور کا درخت اہمیت رکھتا ہے۔ کھجور کی پیداوار کے لیے عراق دنیا بھر میں مشہور ہے۔ عراق کھجور کی برآمد سے کافی زرِمبادلہ کماتا ہے۔

ایران کے شمالی علاقے عمدہ قسم کے سیبوں کی وجہ سے مشہور ہیں۔ ایران اور افغانستان میں بہترین قسم کے تربوز پیدا ہوتے ہیں۔

انڈونیشیا، ملائیشیا، بنگلہ دیش میں کیلا، انناس، شکر قندی، ناریل اور آم بکثرت پیدا ہوتے ہیں۔ پاکستان میں اعلیٰ قسم کا آم، ترش پھل، کیلا، انگور، سیب اور بادام پیدا ہوتے ہیں۔

مغربی افریقہ کے ملک ناریل، کوکو، کیلا، انناس اور آم کی کاشت کے لیے بہت مشہور ہیں۔

مچھلی: مسلم ممالک کے ساحل بڑا اعظم ایشیا، یورپ اور افریقہ کے کئی سمندروں اور بحیروں کو چھوتے ہیں۔ اس لیے ان ملکوں میں ماہی پروری کو صدیوں سے اہمیت حاصل رہی ہے۔ انڈونیشیا، ملائیشیا اور بنگلہ دیش میں مچھلی روزمرہ کی غذا ہے۔ یہاں ساحل سمندر کے علاوہ اندرون ملک بھی بے شمار جھیلیں، جوہڑ اور دریا ہیں جہاں روزانہ مچھلی پکڑی جاتی ہے۔ پاکستان بھی ہر سال کروڑوں روپے کا زرِ مبادلہ مچھلی کی برآمد سے حاصل کرتا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ میں بھی ماہی پروری پر خاص توجہ دی جاتی ہے۔ ترکی، شام، تیونس، الجزائر، مراکش میں ماہی گیری ایک اہم پیشہ ہے۔ مصر اور خلیج کی ریاستوں میں بھی مچھلیاں پکڑ کر دولت کمائی جاتی ہے۔

صنعتی پیداوار

زمانہ وسطیٰ مسلمانوں کے عروج کا زمانہ تھا۔ مسلمان گھریلو صنعتوں کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور تھے۔ اس وقت یورپ میں صنعتی ترقی نام کو نہ تھی۔ مسلم ممالک کی تیار کردہ اشیاء یورپ میں جاتی تھیں جنھیں وہاں ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا۔ برصغیر میں مسلم حکومت کے زمانے میں باریک کپڑے، برتن سازی، شیشے اور لکڑی کے کام کی صنعت کو بڑی ترقی ہوئی۔ انڈونیشیا اور ملائیشیا لکڑی کے کام، سوتی کپڑا اور جہاز سازی میں اہم مقام رکھتے تھے لیکن سترھویں اور اٹھارویں صدی میں یورپ والوں نے مشینیں ایجاد کر کے صنعتی انقلاب برپا کر دیا۔ وہ بڑے پیمانے پر اشیاء تیار کرنے لگے۔ مسلمان ممالک کی صنعتیں ماند پڑ گئیں۔ موجودہ صدی میں مسلم ممالک نے جہاں ہر میدان میں ترقی کی ہے، وہاں صنعتی میدان میں بھی آگے بڑھ رہے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ کے ممالک تیل سے حاصل کردہ آمدنی کو صنعتوں کے فروغ پر خرچ کر رہے ہیں۔

سوتی کپڑا۔ مسلم ممالک میں اعلیٰ قسم کی کپاس کاشت ہوتی ہے جس کے باعث سوتی کپڑے کی صنعت نے خاصی ترقی کی ہے۔ پاکستان میں بے شمار کارخانے کام کر رہے ہیں اور ہر سال کروڑوں روپے کا سوت اور سوتی کپڑا باہر بھیجا جاتا ہے۔ مصر اور ترکی بھی اعلیٰ قسم کا سوتی کپڑا تیار کرتے ہیں۔ انڈونیشیا، بنگلہ دیش اور ملائیشیا میں سوتی کپڑے کے کارخانے قائم ہیں۔ ایران نے بھی کارخانے قائم کر لیے ہیں۔ مشرقِ وسطیٰ کے عرب ممالک اپنی سوتی کپڑے کی ضروریات زیادہ تر پاکستان اور مصر سے پوری کرتے ہیں۔

اُونی کپڑا : اُونی کپڑے کی صنعت مراکش، تیونس، الجزائر، لیبیا، تُرکی، ایران اور پاکستان میں ترقی کر رہی ہے۔ پاکستان اُونی کپڑے کی ساری ضرورت خود پُوری کرتا ہے۔ باقی مسلم ممالک کو اُونی کپڑوں کی ضرورت بھی کم ہے۔ اس لیے اس صنعت کی طرف زیادہ توجہ نہیں دی گئی۔

ریشمی کپڑا : ریشمی کپڑے کے کارخانے پاکستان، ایران، ترکی اور انڈونیشیا میں قائم ہیں۔

لوہے اور فولاد کی صنعت : اس صنعت کو مسلم ممالک میں خاص فروغ حاصل نہیں ہوا۔ اب تک ہر قسم کی مشینیں عموماً باہر سے منگوائی جاتی ہیں۔ ترکی نے اس میدان میں خاصی ترقی کی ہے اور اب پاکستان میں کراچی میں فولاد کا بہت بڑا کارخانہ قائم ہو رہا ہے مصر، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں بھی فولاد سازی کی صنعتیں قائم ہیں۔

جہاز سازی کی صنعت انڈونیشیا، پاکستان، بنگلہ دیش، ترکی، مصر اور مراکش میں ترقی پذیر ہے۔

پھلوں کو ڈبوں میں بند کرنے کے کارخانے مراکش، تیونس، الجزائر، عراق، ترکی، شام، اور پاکستان میں قائم ہیں۔

سگریٹ بنانے کے کارخانے : مصر، ترکی، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں اعلیٰ قسم کے سگریٹ اور سگار بنائے جاتے ہیں۔

پلاسٹک سے برتن سازی اور دیگر سامان بنانے کی صنعت ایران، پاکستان، بنگلہ دیش، ترکی، ملائیشیا اور انڈونیشیا میں خاصی ترقی کر چکی ہے۔

کھانڈ بنانے کے کارخانے : کھانڈ بنانے کے کارخانے انڈونیشیا، ملائیشیا، پاکستان بنگلہ دیش، مصر اور ترکی میں قائم ہیں۔ یہ ممالک باقی مسلم ممالک کی کھانڈ کی ضروریات کو بھی پُورا کرتے ہیں۔

ٹائر ٹیوب اور ربڑ کا دیگر سامان بنانے کے لیے انڈونیشیا دنیا میں بڑی شہرت رکھتا ہے۔

موٹر گاڑیاں ٹرک اور ٹریکٹر بنانے کے کارخانے ایران، ترکی، مصر اور پاکستان میں موجود ہیں۔

سیمنٹ بنانے اور کھاد بنانے کے کارخانے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ایران ترکی اور مصر میں قائم ہیں۔

چمڑے کا سامان بنانے کے کارخانے مراکش، تیونس، الجزائر، ترکی، عراق، پاکستان، بنگلہ دیش اور انڈونیشیا میں قائم ہیں۔

پٹ سن کی مصنوعات بنگلہ دیش اور پاکستان میں تیار ہوتی ہیں۔

بناسپتی گھی بنانے کے کارخانے پاکستان، بنگلہ دیش، انڈونیشیا، ملائیشیا، مصر، الجزائر، ترکی اور ایران میں قائم ہیں۔

مشق

ا۔ مختصر جواب دیجیے:

1۔ جنگلات کن کن مسلم ممالک میں پائے جاتے ہیں اور ان سے کیا فائدے حاصل ہوتے ہیں؟

2۔ سوڈان میں بڑی تعداد میں مویشی کیوں پالے جاتے ہیں؟

3۔ اونٹ کو صحرا کا جہاز کیوں کہتے ہیں؟

4۔ مشرق وسطیٰ میں معدنی تیل پیدا کرنے والے ملکوں کے نام اہمیت کے لحاظ سے ترتیب وار لکھیے۔

5۔ زرعی پیداوار کے لیے مسلم ممالک میں دریا کی اہم وادیاں کون کون سی ہیں اور وہاں کون کونسی فصلیں زیادہ تر کاشت کی جاتی ہیں۔

ب۔ ذیل میں چار بیانات دیے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک درست ہے۔ درست بیان کے سامنے ✓ کا نشان لگائیے۔

استوائی خطے میں

i۔ سخت لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

ii۔ نرم لکڑی کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

iii۔ چوڑے پتوں والے درختوں کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

iv۔ موسم خزاں میں پتّے جھڑنے والے درختوں کے جنگلات پائے جاتے ہیں۔

عملی کام:

مسلم ممالک کے نقشے کے خاکے میں اہم معدنیات کے اہم علاقے ظاہر کیجیے۔

باب 6

مُسلم ممالک کی آبادی

دُنیا میں مسلمانوں کی کل آبادی 80 کروڑ سے زائد ہے۔ اس آبادی کا بیشتر حصہ آزاد اور خود مختار ممالک میں رہتا ہے۔ مسلم ممالک کے علاوہ بعض دیگر ممالک میں بھی مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد بستی ہے۔ مسلمانوں کا اپنا ایک طرزِ معاشرت ہے۔ مختلف جغرافیائی ماحول میں رہنے کے باوجود ان کی عادات واطوار میں اسلامی تعلیمات کا رنگ جھلکتا نظر آتا ہے۔ ان کے خیالات، میل جول، رسم ورواج، خوراک اور روزی کمانے کے ڈھنگ میں دوسری قوموں کی نسبت واضح فرق ہے۔

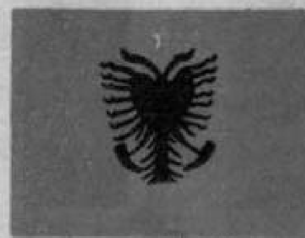
کسی جگہ کا جغرافیائی ماحول انسانی زندگی پر بڑا اثر ڈالتا ہے۔ انسان ہمت اور محنت کے طفیل اپنے ماحول سے ضروریاتِ زندگی حاصل کرتا ہے۔ وہ ناموافق حالات کو بھی مناسب طور پر تبدیل کرکے ان سے فائدہ اٹھاتا ہے۔ دریاؤں سے نہریں نکال کر خشک علاقوں میں کھیتی باڑی کرتا ہے۔ آبادی کی تقسیم میں قدرتی ماحول کے علاوہ خُود انسان کی ہمت اور محنت کو بڑا دخل ہے۔ انڈونیشیا کا جزیرہ جاوا، دریائے نیل کی وادی اور دریائے سندھ کی وادی میں گنجان آبادی انسانی محنت اور ہمت کی بہترین مثالیں ہیں۔

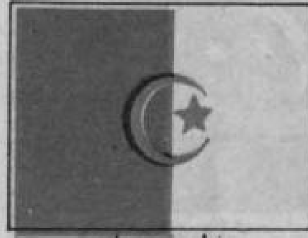
آئیے مُسلم اکثریتی خطوں کے بارے میں پڑھیں:

شمالی اور مغربی افریقہ کے مسلم ممالک: شمالی اور مغربی افریقہ کے مسلم ممالک میں آبادی نسبتاً محدود علاقوں میں رہائش رکھتی ہے۔ زیادہ وسیع علاقے ایسے ہیں جہاں آبادی بہت کم ہے۔ اس کی بڑی وجہ ناموزوں آب وہوا ہے۔ اس علاقے کے بڑے بڑے حصے پانی کی کمی کے سبب بنجر پڑے ہیں۔ آبادی زیادہ تر ساحل کے قریب ملتی ہے۔ آبادی کے گنجان ہونے کے لحاظ سے مسلم ممالک کے اس گروہ میں مصر کی آبادی ساڑھے تین کروڑ کے قریب ہے۔ مصر میں زیادہ لوگ دریائے نیل کی تنگ وادی اور ڈیلٹا کے علاقے میں آباد ہیں۔ اس علاقے میں آب پاشی اور زراعت کی سہولتیں میسر ہیں۔ مصر کے بقیہ حصے میں آبادی بہت کم ہے۔

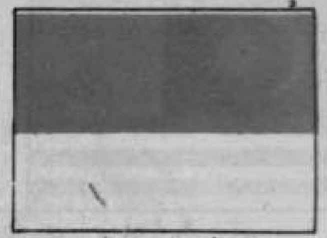
اسلامی ممالک کے جھنڈے

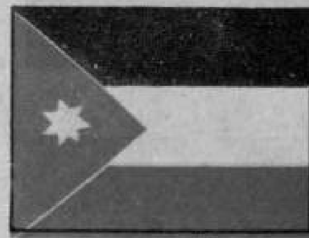

افغانستان

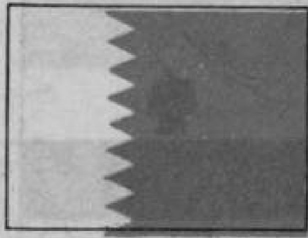

البانیہ

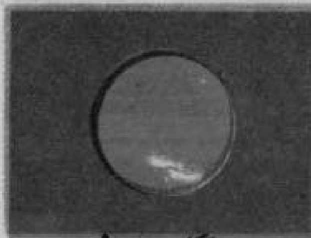

الجیریا

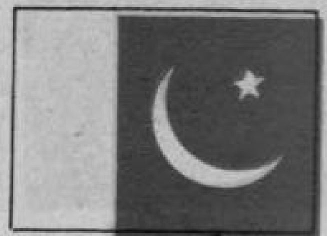

ایران


انڈونیشیا

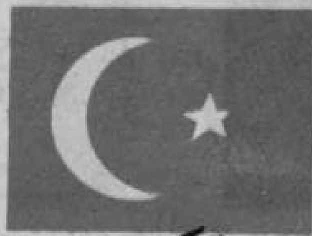

اردن

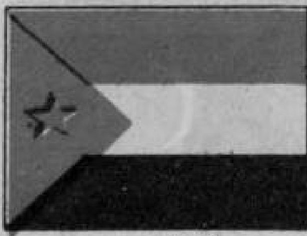

بحرین

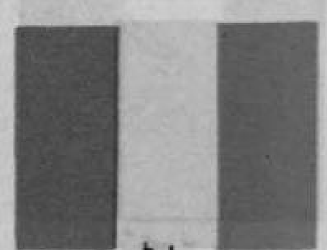

بنگلہ دیش


پاکستان


تیونس


ترکیہ

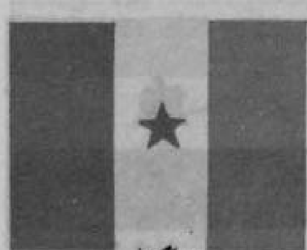

جنوبی یمن

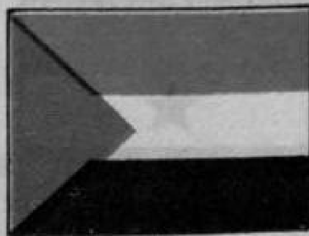

چاڈ



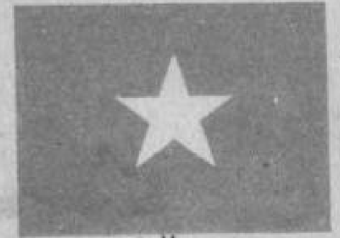
سعودی عرب


سنگاپور

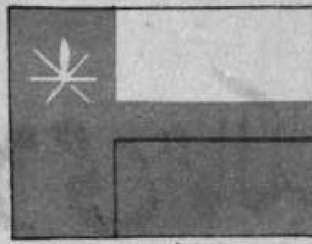

سینیگال

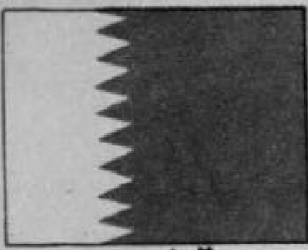

سوڈان

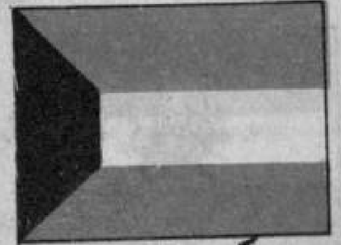

شام

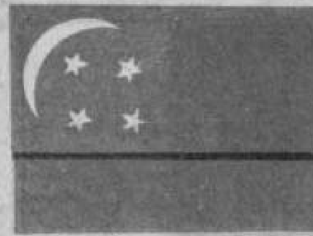

صومالیہ

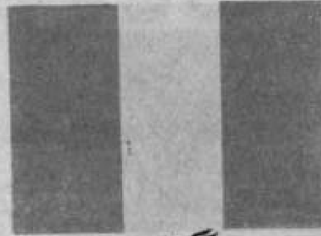

عراق

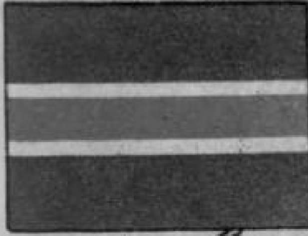

عمان

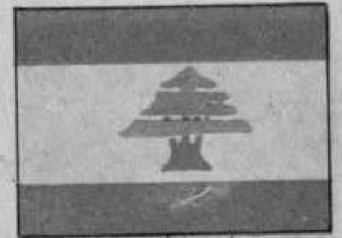

قطر


کویت

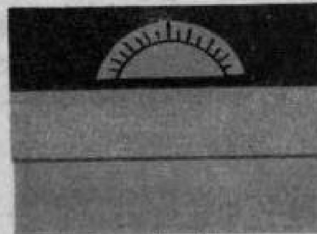

کوموروجزائر

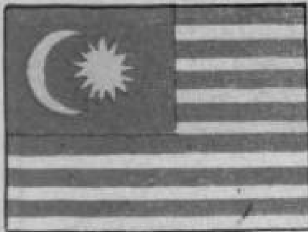

گنی

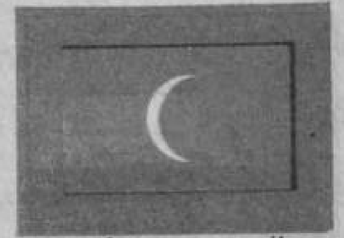

گیمبیا

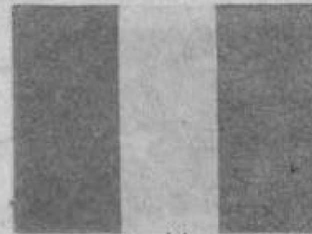

لبنان

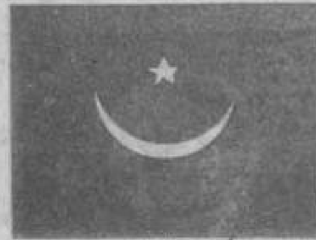

لیبیا

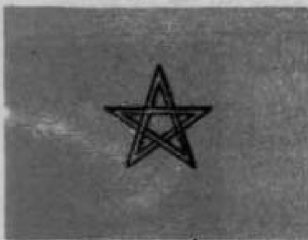

ملاوی


ملائیشیا

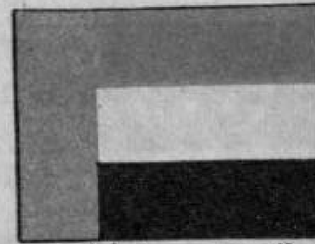

مالدیپ جزائر

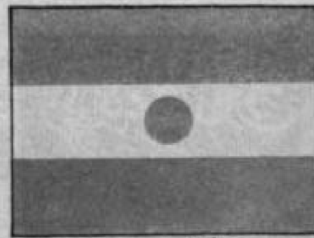

مالی

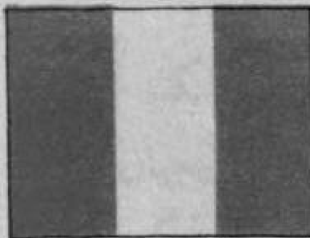

ماریطانیہ


مراکش


مصر


متحدہ عرب امارات

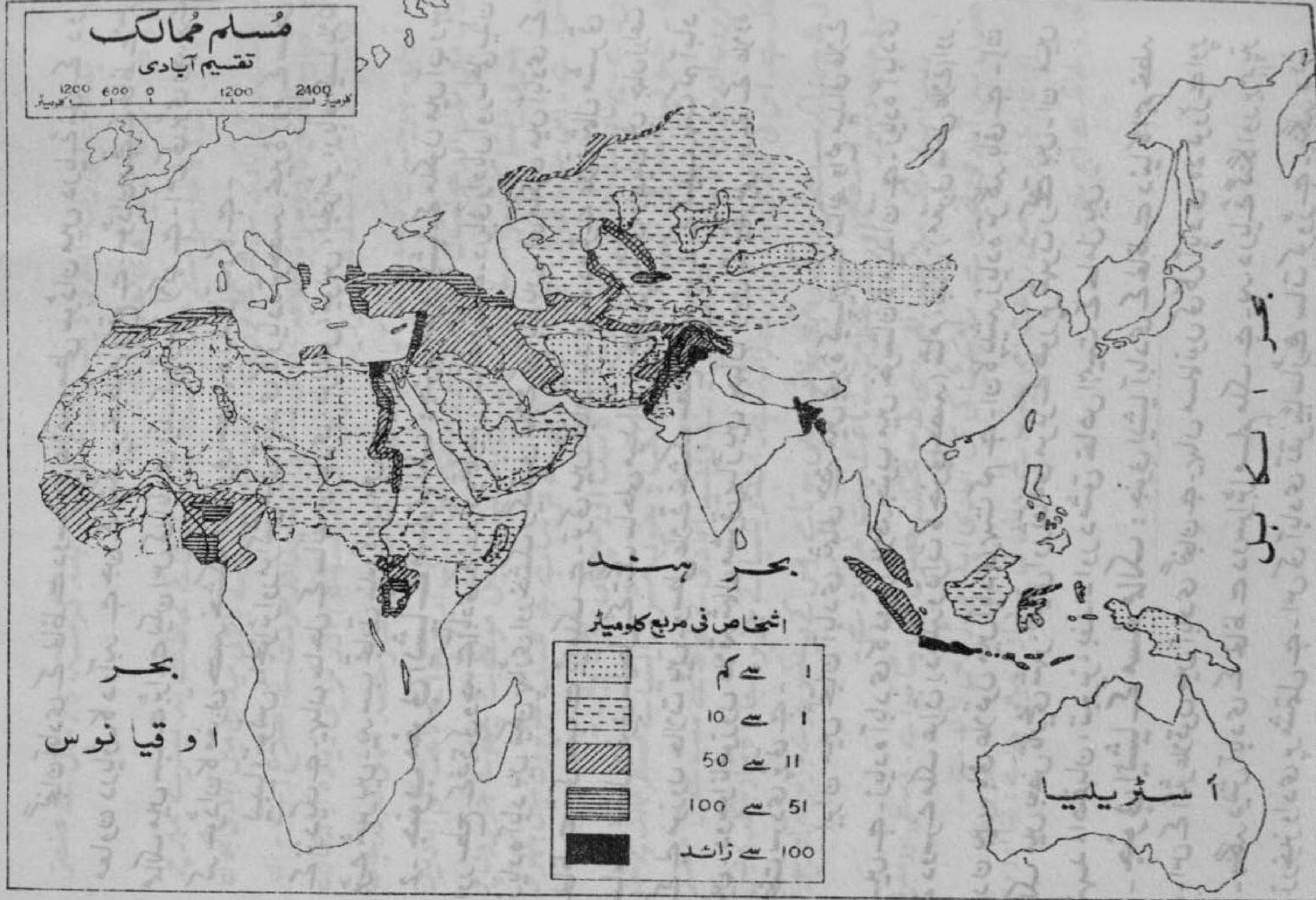

نائیجر


نائیجیریا

ماخوذ یو-این چارٹس
1-5-76


یوگنڈا


یمن



مُسلم مُمالک
تقسیم آبادی
1200 600 0 1200 2400
کلومیٹر
اشخاص فی مربع کلومیٹر
1 سے کم
1 سے 10
11 سے 50
51 سے 100
100 سے زائد
بحرِ ہند
بحر اوقیانوس
آسٹریلیا
بحر الکاہل

گنجان آبادی کے لحاظ سے دوسرا اہم علاقہ وسطی سوڈان میں دریائے نیل کے دو معاون دریاؤں کا دوآبہ ہے جن کے سنگم پر خرطوم واقع ہے۔ سوڈان رقبے کے لحاظ سے مسلم ممالک میں سب سے بڑا ہے لیکن اس کی آبادی ایک کروڑ ستر لاکھ ہے۔ اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ سوڈان کا مغربی حصہ خشک اور جنوبی حصہ دلدلی قسم کا ہے۔

لیبیا، تیونس، الجزائر اور مراکش میں آبادی کا زیادہ تر حصہ بحیرۂ روم کے ساحل کے نزدیک ہے۔ یہاں ساحل کے ساتھ بن غازی، طرابلس، تیونس، الجزائر، رباط، کیسا بلانکا بڑے شہر ہیں۔ یہ سب تجارتی بندرگاہیں ہیں۔

2۔ **جنوب مغربی ایشیا کے مسلم ممالک** : جنوب مغربی ایشیا کے ملکوں میں آب و ہوا اور سطح کے فرق کی وجہ سے آبادی کے اعداد و شمار میں بہت تفاوت ہے۔ دریائی وادیاں اور ساحلی میدان زیادہ آباد ہیں لیکن پہاڑی اور خشک ریگستانی علاقے کم آباد ہیں۔ ان ملکوں میں آبادی کے لحاظ سے ترکی سب سے بڑا ملک ہے۔ ترکی میں گنجان آبادی کے دو بڑے علاقے شمال مشرقی ساحل، شمال مغربی ساحل کے تنگ ساحلی میدان اور چھوٹی پہاڑی وادیاں ہیں جہاں زراعت کے لیے موزوں حالات ہیں۔ وسطی علاقے خشک سطح مرتفع ہونے کے سبب بہت کم آباد ہیں۔ دوسرا ناموزوں علاقہ شمال مشرقی پہاڑ ہیں جہاں زمین کے پتھریلی ہونے کے علاوہ سخت سردی پڑتی ہے۔

ایران میں گنجان آبادی شمالی حصے میں بحیرۂ کیسپین کے ساتھ واقع میدانی علاقے میں ہے۔ زیادہ آبادی کا دوسرا علاقہ جنوب میں خزستان کا میدان ہے۔ زیادہ آبادی کے دوسرے ملک عراق (دجلہ و فرات کا جنوبی حصہ) شام، لبنان (مغربی ساحلی علاقے) اور اردن ہیں۔ باقی علاقوں میں آبادی بہت کم ہے۔ ان کا پیشہ زیادہ تر گلہ بانی ہے۔ اِن ممالک میں بعض تاریخی شہر، تعلیمی اور ثقافتی مرکز کے طور پر شہرت رکھتے ہیں۔ ان میں مشہد، اصفہان، تبریز، بغداد اور دمشق خاص اہمیت کے حامل ہیں۔

3۔ **جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک** : جنوبی ایشیا آبادی کے لحاظ سے دنیا کا اہم خطہ ہے۔ اس کے اکثر علاقوں میں آبادی گنجان ہے۔ یہاں مسلمانوں کی کل آبادی 20 کروڑ سے اوپر ہے۔ بنگلہ دیش آبادی کے لحاظ سے دوسرا بڑا مسلم ملک ہے۔ یہ دریائے گنگا اور برہم پتر کی زرخیز وادی پر مشتمل ہے۔ اس کی آبادی تقریباً ساڑھے سات کروڑ ہے۔ بنگلہ دیش

میں 75 فیصد سے بھی زائد آبادی کا پیشہ زراعت ہے۔ البتہ گزشتہ 25 سال سے صنعتی ترقی کی طرف خاص توجہ دی جا رہی ہے۔

جنوبی ایشیا کا دوسرا مسلم ملک پاکستان ہے۔ آبادی کے لحاظ سے یہ تیسرے نمبر پر ہے۔ پاکستان کی کل آبادی ساڑھے چھے کروڑ سے زائد ہے۔ سندھ کے بالائی میدان میں آبادی گنجان ہے۔ گنجان آبادی کا دوسرا بڑا علاقہ وادئ پشاور (پشاور اور مردان کے اضلاع) ہے۔ ان دو علاقوں کے علاوہ سندھ کی زیریں آبادی (صوبۂ سندھ) اور کراچی زیادہ آبادی والے علاقے ہیں۔ بلوچستان کا صوبہ کم آباد ہے۔ صوبہ سرحد کا بیشتر حصہ شمالی علاقہ جات پنجاب میں تھل اور چولستان کا علاقہ دشوار سطح اور خشک آب وہوا کے باعث کم آباد ہیں۔

جنوبی ایشیا کا تیسرا مسلم ملک مالدیپ، بحرِ ہند میں مونگے کے چھوٹے جزیروں پر مشتمل ہے۔ اس ملک کی کل آبادی ایک لاکھ کے قریب ہے جو مختلف جزیروں میں بکھری ہوئی ہے۔ یہاں کے خاص پیشے ناریل کی کاشت اور مچھلی پکڑنا ہیں۔

4۔ **جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک :** جنوب مشرقی ایشیا کے مسلم ممالک بے شمار جزیروں اور جزیرہ نما ملایا پر مشتمل ہیں۔ انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔ اس کی آبادی بارہ کروڑ سے زائد ہے۔ انڈونیشیا کے جزیرہ جاوا کا شمار بنگلہ دیش کی طرح دنیا کے سب سے زیادہ گنجان آباد علاقوں میں ہوتا ہے۔ اس کے برعکس بڑے جزیرے بورنیو کا جنوبی حصہ دشوار سطح اور گھنے جنگلات کے باعث بہت کم آباد ہے۔

دوسرا مسلم ملک ملائیشیا بھی اسی طرح مختلف حصوں میں بٹا ہوا ہے۔ وسطی اور مغربی حصوں میں آبادی گنجان ہے۔ ملائیشیا کی کل آبادی ایک کروڑ دس لاکھ ہے۔

اِن تمام جزیروں میں زراعت اہم پیشہ ہے۔ یہاں کی پیداوار میں چائے، گنّا اور ربڑ تجارتی لحاظ سے اہم ہیں۔

مشق

ا۔ مختصر جواب دیجیے:

1۔ مُسلم آبادی کی خصوصیات لکھیے۔

2۔ شمالی اور مغربی افریقہ کے مسلم ممالک وسعت کے لحاظ سے باقی خطوں سے بڑے ہیں لیکن آبادی سب خِطوں سے کم ہے، وجہ بتائیے۔

3۔ جنوبی ایشیا کے مسلم ممالک کی آبادی باقی تمام خطوں سے زیادہ ہے۔ وجہ بتائیے۔

4۔ آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک کونسا ہے؟ وہاں آبادی کے گنجان ہونے کی وجہ بتائیے۔

ب۔ درج ذیل بیانات میں جو درست ہیں، ان کے سامنے درست کا نشان (✓) لکھیے اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے غلط کا (X)

(i) دنیا میں مسلمانوں کی آبادی 80 کروڑ سے زائد ہے۔

(ii) شمالی افریقہ کے ساحلی علاقے کم آباد ہیں۔

(iii) بنگلہ دیش مسلم ممالک میں سب سے زیادہ گنجان آباد ہے۔

(iv) پاکستان کی آبادی مسلم ممالک میں دوسرے نمبر پر ہے۔

(v) انڈونیشیا آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلم ملک ہے۔

(vi) ساری دنیا کے مسلمان کعبۃ اللہ کی طرف منہ کرکے نماز پڑھتے ہیں۔

عملی کام:

مسلم ممالک کے خاکے میں گنجان آباد علاقوں کو باریک لائنوں سے اور کم آباد علاقے نقطوں سے دکھائیے۔

باب 7

مُسلم ممالک کی تجارت

مسلم ممالک زمانہ قدیم سے تجارتی لین دین اور تجارتی راستوں کے لحاظ سے اہم رہے ہیں ان ممالک میں مختلف اجناس کی پیداوار اور معدنیات کے ذخیروں کے علاوہ عام ضرورت کی بہت سی چیزوں کا صدیوں سے لین دین ہو رہا ہے۔ ابتدا میں تجارت کی اہم اشیاء سوتی اور ریشمی کپڑا، اون، قالین، برتن، مصالحہ جات، عطر وزیورات وغیرہ تھے۔ ان اشیاء کی تجارت قافلوں اور بحری کشتیوں کے ذریعے ہوتی تھی۔ اس زمانے میں بحیرۂ روم سے لیکر بحیرۂ قلزم، بحیرۂ عرب، خلیج بنگال اور بحیرۂ جنوبی چین تک ہر طرف بڑے بحری راستوں سے مسلمان ملاحوں کی کشتیاں تجارتی سامان اور مسافرلے جاتی تھیں۔ جب یورپی قوموں نے بحری راستوں اور نئے علاقوں کی تلاش شروع کی تو واسکوڈے گاما کو مسلمان ملاحوں سے ہی ان مہموں میں راہنمائی حاصل ہوئی۔

موجودہ صدی میں مسلم ممالک کی برآمدی اشیاء میں زرعی اجناس کپاس، پٹ سن، چاول، ربڑ اور چائے اہم ہیں۔ ان کے علاوہ اس زمانے کی بہت بڑی ضروری معدنی دولت یعنی پٹرولیم کا ۶۰ فی صد حصہ مسلم ممالک سے برآمد ہوتا ہے۔ صنعتی اعتبار سے ترقی پذیر ہونے کی وجہ سے مسلم ممالک بیشتر مشینری اور دیگر مختلف قسم کے آلات درآمد کرتے ہیں۔

اہم برآمدات

کپاس : مسلم ممالک میں پاکستان اور مصر لمبے ریشے والی عمدہ کپاس پیدا کرتے ہیں ان کے علاوہ عراق، سوڈان اور یوگنڈا میں بھی زائد کپاس پیدا ہوتی ہے۔ کپاس کی فاضل پیداوار برطانیہ، جرمنی اور جاپان کو برآمد کردی جاتی ہے۔

پٹ سن : بنگلہ دیش میں پٹ سن بڑی مقدار میں پیدا ہوتی ہے۔ بنگلہ دیش دنیا میں پٹ سن برآمد کرنے والا سب سے بڑا ملک ہے۔ یہاں سے پٹ سن کی زیادہ مقدار برطانیہ

جرمنی، ہالینڈ، روس، جاپان اور بھارت کو برآمد کی جاتی ہے۔

چاول : پاکستان سے چاول کی فاضل پیداوار مشرق وسطیٰ اور یورپی ممالک کو برآمد کی جاتی ہے۔

چائے : چائے کی بڑی مقدار بنگلہ دیش سے برآمد ہوتی ہے۔ اس برآمد کا سب سے بڑا حصہ برطانیہ کو بھیجا جاتا ہے۔

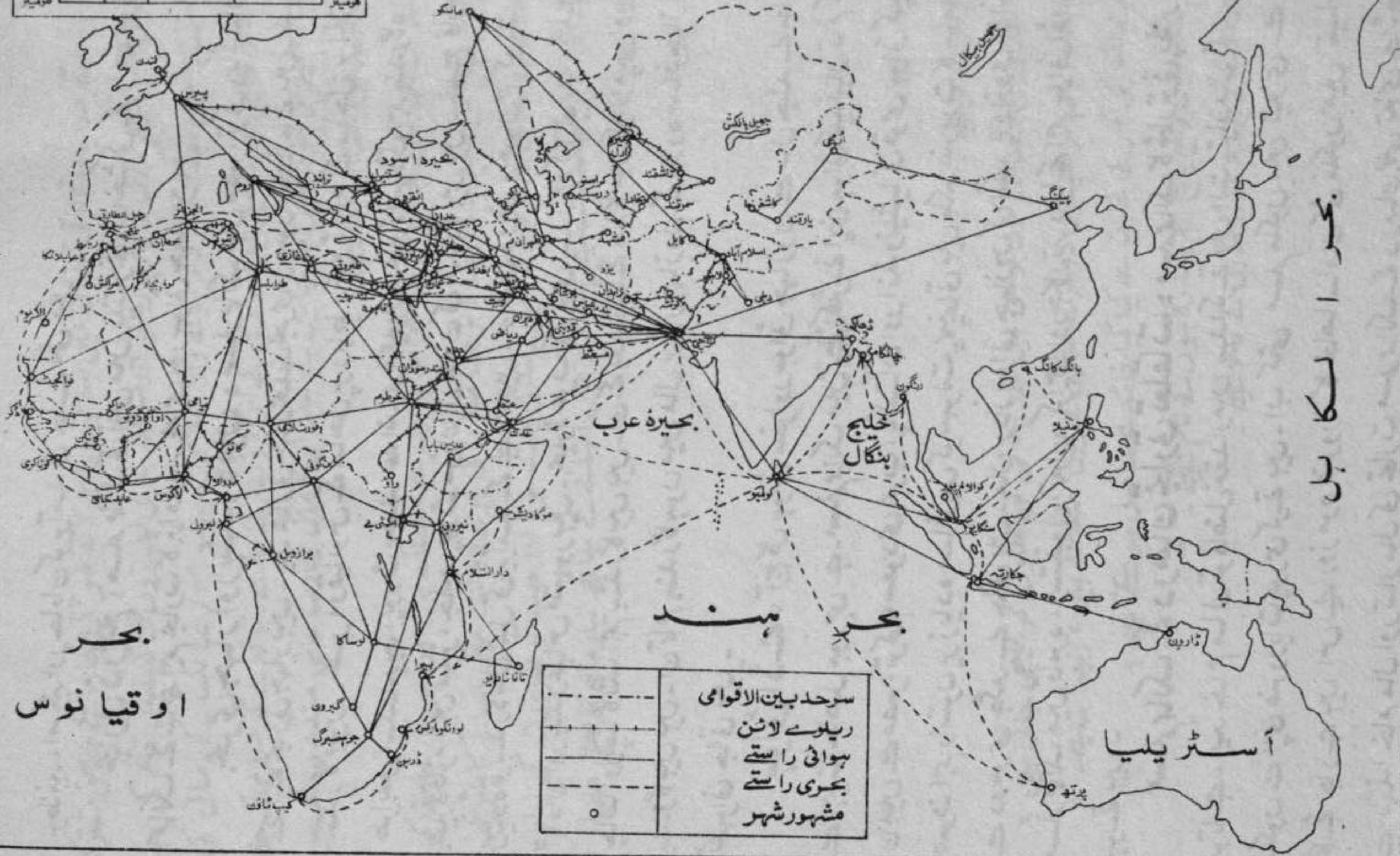
ربڑ : انڈونیشیا اور ملائیشیا میں ربڑ کے باغات لگائے گئے ہیں۔ ان دونوں ملکوں سے ربڑ کی بڑی مقدار جرمنی، فرانس، برطانیہ اور جاپان کو برآمد کی جاتی ہے۔

معدنی تیل : مشرق وسطیٰ کے اکثر ممالک میں معدنی تیل کے بڑے ذخائر موجود ہیں۔ ان میں سعودی عرب، عراق، ایران، کویت، بحرین اور عرب امارات سے ہر سال بڑی مقدار میں یورپی ممالک اور جاپان کو تیل برآمد ہوتا ہے۔

اہم درآمدات :

مسلم ممالک میں صنعتیں ابھی پوری طرح قائم نہیں ہوئی ہیں۔ خاص طور سے فولاد کی صنعت بہت کم ہے۔ لہٰذا یہ تمام ممالک مشینری، انجینئرنگ کا سامان، زرعی آلات اور متفرق اشیاء بڑی مقدار میں درآمد کرتے ہیں۔ ان درآمدی اشیاء میں بحری و ہوائی جہاز، ریلوے انجن، ٹریکٹر، کاریں، سکوٹر، ٹیلیویژن، ریڈیو اور مختلف قسم کا کپڑا اہم ہیں۔ یہ تمام اشیاء امریکہ، برطانیہ، جرمنی، روس، چین اور جاپان سے درآمد کی جاتی ہیں۔

جیساکہ ہم جانتے ہیں کہ خام اشیاء کی پیداوار میں لاگت کم آتی ہے۔ لہٰذا ان کی قیمت کم ہوتی ہے۔ اس کے مقابلے میں تیار مال میں مزدوروں کی اجرت بھی شامل ہو جاتی ہے۔ لہٰذا ان اشیاء کی قیمت زیادہ ہوتی ہے۔ مسلم ممالک سے جو مال برآمد ہوتا ہے، اس کا معاوضہ کم ملتا ہے۔ اب کوشش کی جارہی ہے کہ مسلم ممالک ضرورت کی اشیاء زیادہ سے زیادہ خود تیار کریں تاکہ خام مال کے بجائے تیار مال برآمد کیا جائے اور زیادہ سے زیادہ زرِمبادلہ کمایا جائے۔ اس مقصد کے لیے ترکی، مصر، ایران، پاکستان اور انڈونیشیا میں کپڑا، مشینری اور چھوٹی اشیاء بنانے کے کئی کارخانے لگائے گئے ہیں۔ ان کے علاوہ تیل صاف کرنے کے کارخانے بھی لگائے گئے ہیں۔ پاکستان سے کچھ سوت اور سوتی کپڑا اور ترکی سے چھوٹی مشینیں


مُسلم مُمالک
ریلیں، ہوائی راستے اور بحری راستے
1200 600 0 1200 2400
کلومیٹر
بحیرہ اسود
بحیرہ عرب
خلیج بنگال
بحر ہند
بحر اوقیانوس
آسٹریلیا
بحر الکاہل
سرحد بین الاقوامی
ریلوے لائن
ہوائی راستے
بحری راستے
مشہور شہر

برطانیہ، امریکہ اور جاپان کو برآمد کی جانے لگی ہیں۔

تجارتی ذرائع : مسلم ممالک کی آپس میں بیشتر تجارت خشکی کے راستے ہوتی ہے۔ غیر مسلم ممالک کے ساتھ اہم تجارت کا بڑا ذریعہ بحری اور ہوائی جہاز ہیں۔

بحری جہاز اور بندرگاہیں : مسلم ممالک میں مصر، ترکی، پاکستان اور انڈونیشیا کے اپنے تجارتی جہاز ہیں۔ یہ تجارتی جہاز مختلف بحری راستوں پر چلائے جاتے ہیں۔ مسلم ممالک کی اہم بندرگاہیں بحرِ اوقیانوس کے ساحل پر رباط، بحیرۂ روم کے ساحل پر الجزائر، تیونس، طرابلس، سکندریہ، پورٹ سعید، عدانہ اور ازمیر ہیں۔ بحیرۂ اسود کی اہم بندرگاہ استنبول ہے۔ بحیرۂ قلزم میں سویز، جدہ، پورٹ سوڈان اور عدن کی بندرگاہیں ہیں۔ خلیج فارس کے کنارے زیادہ تر بندرگاہیں تیل کی برآمد کے لیے اہم ہیں۔ ان میں دوبئی، بحرین، کویت، بصرہ، آبادان اور بندر عباس مشہور ہیں۔ بحیرۂ عرب کی بڑی بندرگاہ کراچی ہے۔ خلیج بنگال میں چالنا اور چٹاگانگ اہم بندرگاہیں ہیں۔ ان کے بعد آبنائے ملاکا میں کوالالمپور اور جکارتہ اہم بندرگاہیں ہیں۔ ان تمام بندرگاہوں میں مال بردار جہازوں کے علاوہ مسافر جہاز اور کشتیاں بھی ٹھہرائی جاتی ہیں۔

ہوائی اڈّے : آج کل ہوائی سفر اور ہوائی جہازوں سے مال جلد لے جانے کو تیزی سے اہمیت حاصل ہو رہی ہے۔ مسلم ممالک میں سے اکثر نے اپنی ہوائی کمپنیاں قائم کرلی ہیں۔ ان میں سے مصر، ترکی، سعودی عرب، پاکستان اور انڈونیشیا کی قومی ہوائی کمپنیاں نہ صرف اہم راستوں پر زیادہ مسافروں کو سہولت پہنچاتی ہیں بلکہ ضرورت کا سامان ایک جگہ سے دوسری جگہ لے جاتی ہیں۔ مال بردار ہوائی جہازوں کی الگ پروازوں کا انتظام ہے۔ مسلم ممالک میں قاہرہ، استنبول، تہران، کراچی اور جکارتہ دنیا کے اہم ہوائی اڈوں میں شمار ہوتے ہیں۔

مسلم ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات : مسلم ممالک کا شمار ترقی پذیر ملکوں میں ہوتا ہے۔ یہ خام مال تو فاضل مقدار میں پیدا کرتے ہیں البتہ تیار مال کے لیے ترقی یافتہ ملکوں سے اپنی ضروریات پوری کرتے ہیں۔ اب کئی مسلم ملکوں میں تیزی سے کارخانے لگائے جا رہے ہیں اس لیے روز مرہ ضرورت کا خاصا سامان کئی ملکوں میں تیار ہونے لگا ہے لہذا خام مال اور تیار مال کی تجارت مسلم ممالک کے درمیان بھی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔

مسلم ممالک کے درمیان تجارتی تعلقات میں اسلامی سربراہی کانفرنس کی تجاویز کے مطابق مشترکہ تجارتی کمپنیاں، سرمایہ کاری کی کارپوریشن اور مشترکہ بحری جہازوں کی کمپنیاں قائم کی جا رہی ہیں۔ 1975ء میں جدّہ میں قائم ہونے والا اسلامی بینک مسلم ممالک کے مال کی پیداوار بڑھانے اور انھیں تجارت میں امداد دینے کے کئی پروگرام بنا رہا ہے۔ توقع ہے کہ مسلم ممالک جلد نہ صرف اپنے طور پر خود کفیل ہو جائیں گے بلکہ ان کا مالِ تجارت عالمی منڈیوں میں مناسب داموں فروخت کیا جا سکے گا۔

مسلم ممالک کئی تجارتی اور ثقافتی معاہدوں سے منسلک ہیں اور آپس کی تجارت کو باقی ملکوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ تجارت کا بڑھنا ملکوں کی قومی دولت میں اضافے کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔ زیادہ قومی آمدنی سے لوگوں کا معیارِ زندگی بلند ہوگا اور سب کو ضرورت کی زیادہ اشیا ملنے لگیں گی۔ اس مقصد کے لیے پیداوار میں اضافے کے ساتھ تیار مال کا اعلیٰ معیار ہونا ضروری ہے۔

مشق

ا- مختصر جواب دیجیے:

1- مسلم ممالک کی اہم برآمدات کون کونسی ہیں اور یہ کن کن ملکوں کو بھیجی جاتی ہیں؟

2- مسلم ممالک زیادہ تر مشینری دوسرے ملکوں سے کیوں منگواتے ہیں؟ وجہ بتائیے۔

3- مسلم ممالک کو آپس کی تجارت سے کیا کیا فائدے حاصل ہو سکتے ہیں؟

4- مسلم ممالک میں واقع پانچ اہم بندرگاہوں کے نام لکھیے۔

5- مسلم ممالک کے پانچ اہم ہوائی اڈوں کے نام لکھیے۔

ب ۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے ۔

1۔ مسلم ممالک میں پیدا ہونے والی کپاس کی فاضل پیداوار ــــــ ، ــــــ اور ــــــ کو برآمد کی جاتی ہیں ۔

2۔ ــــــ اور ــــــ میں ربڑ کے باغات لگائے گئے ہیں ۔

3۔ ــــــ مشرق وسطیٰ کے مسلم ممالک کی سب سے اہم برآمد کی جانے والی چیز ہے ۔

4۔ مسلم ممالک میں آپس کی بیشتر تجارت ــــــ کے راستے ہوتی ہے ۔

5۔ خام مال کی برآمد سے آمدنی ــــــ ہوتی ہے ۔

عملی کام :

مسلم ممالک کے خاکے میں بحری راستے اور بندرگاہیں دکھائیے ۔

باب 8

اسلامی معاشرہ

اسلام سے پہلے معاشرے کی حالت : اسلام سے پہلے دنیا کے اکثر ملکوں میں عوام کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ حکمران عوام کی دیکھ بھال کے بجائے عیش وعشرت میں غرق تھے اور توہم پرستی کے چکر میں پھنسے ہوئے تھے۔ دیوی دیوتاؤں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ایران وعراق میں آتش پرستی کا رواج تھا، برِصغیر پاک وہند کے ہندو معاشرے پر برہمن چھائے ہوئے تھے۔ چھوت چھات عام تھی اور لاکھوں شودر حیوانوں سے بدتر زندگی گزارنے پر مجبور تھے۔ انسانوں کو دیوی دیوتاؤں کے قدموں پر بھینٹ چڑھا دیا جاتا تھا۔ ملک عرب کی حالت تو اور بھی زیادہ خراب تھی۔ لوگ بری بری رسوم میں مبتلا تھے۔ کعبہ جو کبھی واحد و یگانہ خدا کی عبادت کے لیے بنایا گیا تھا، بتوں سے اٹا پڑا تھا اور بتوں کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ اہل عرب کے پیشِ نظر زندگی کا کوئی اعلیٰ مقصد نہ تھا، جس کے سبب یہ لوگ فضول رسموں میں مبتلا ہو چکے تھے۔ چھوٹی چھوٹی باتوں پر دنگا فساد کرتے اور مختلف قبیلوں میں لڑائی کے سلسلے سالوں جاری رہتے۔ رنگ ونسل پر فخر کیا جاتا۔ کعبہ کے گرد ناچنا، گانا، شراب پینا ان لوگوں کی مذہبی رسوم میں شامل تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں کا رواج عام تھا۔ غلاموں اور لونڈیوں سے اچھا سلوک بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ لوگ جوئے کے عادی تھے۔ عورتوں کو عزت کا مقام حاصل نہیں تھا۔ کسی کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی تو بعض اوقات اسے زندہ گاڑ دیا جاتا تھا۔

عرب کے لوگ خانہ بدوش تھے۔ خانہ بدوش عربوں کے رسم و رواج کسی حد تک قانون کا درجہ رکھتے تھے۔ معاشرے میں قریش کے قبیلے کو ایک خاص مقام حاصل تھا۔ قریش تجارت پیشہ تھے۔ ملک میں ایسے افراد بھی تھے، جنھوں نے لوٹ مار کو بطور پیشہ اپنایا ہوا تھا۔ بہت سے لوگ بھیڑ بکریوں کو ایک چراگاہ سے دوسرے چراگاہ میں لیے لیے پھرتے اور اس طرح بسر اوقات کرتے۔ یہودیوں کے چند بڑے قبیلے بھی تھے جو مزدوروں کو اور کاشتکاروں کو کڑی شرطوں پر قرضے دیتے اور سود میں ان کی محنت کی ساری کمائی چھین

لیتے۔ یہودیوں کے سُود خور قبائل نے معاشرے میں سُود در سُود کا جال بچھا رکھا تھا۔ سُود کی رقم سختی سے وصول کرتے اور وصولی میں اس قدر سختی برتی جاتی کہ لوگوں کے بچوں اور عورتوں تک کو رہن رکھ لیا جاتا۔ اوس اور خزرج دو قبیلے مدینہ طیبہ میں آباد تھے۔ ان قبیلوں کے محنت کش کسان اور کاشت کار افراد یہودی سود خوروں کے مقروض تھے۔ یہودی ان قبیلوں کی آپس کی لڑائیوں سے فائدہ اٹھاتے تھے۔ ان لڑائیوں میں کئی لوگ مارے جاتے۔ مارے جانے والوں کے خاندان میں یتیم بچوں کی بھاری تعداد تھی۔ معاشرے کے ظالم لوگ ان بے سہارا یتیم بچوں پر طرح طرح کے ظلم کرتے۔ جائدادوں پر قبضہ کر لیا جاتا۔ بچوں اور بیواؤں پر سختیاں کی جاتی تھیں۔ رواداری، حسنِ سلوک اور ایک دوسرے کی ضرورت کا احساس نہیں کیا جاتا تھا۔ امیر لوگ دولت میں مست تھے - غریبوں کو پوچھنے والا کوئی بھی نہیں تھا۔

ظہورِ اسلام

اسلام کے ظہور سے پہلے عربوں پر بُت پرستی کی لعنت بُری طرح مُسلّط تھی۔ لوگ طرح طرح کے توہّمات میں مبتلا تھے۔ رسولِ کریمؐ نے ان کی حالت کو درست کرنے کے لیے سب سے پہلے توحید کا پیغام دیا اور اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھی۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد توحید کے عقیدے پر قائم ہے۔ رسولِ کریمؐ نے زندگی کے اسلامی تصوّر کو لوگوں کے سامنے پیش کیا۔ پہلے پہل اہلِ مکہّ نے اِس پیغام کو قبول نہیں کیا بلکہ نبیؐ کی تعلیم کو اپنے طورِ طریقوں کے خلاف جان کر آپؐ کے دشمن بن گئے۔ کفار نے پہلے آپؐ کو مال و دولت کا لالچ دیا۔ یہ بات نہ بنی تو دھونس اور دھمکیاں دیں اور آخر تشدّد پر اُتر آئے، لیکن آپؐ نے ان تمام باتوں کی پروا کیے بغیر اصلاح کا کام جاری رکھا۔

مکہّ کے بڑے بڑے سرداروں کو اسلام کی مقبولیت سے تشویش تھی۔ یہ قوت روز بروز بڑھ رہی تھی۔ ہر روز کوئی نہ کوئی ایمان لاتا۔ ان میں غلاموں اور بے سہارا لوگوں کی تعداد زیادہ تھی مکہّ کے کافروں نے رسُول کریمؐ کے پیغام کو بے اثر بنانے کے لیے پہلے ان غلاموں اور بے سہارا لوگوں پر بہت ظلم ڈھائے اور پھر یہ طریقہ اختیار کیا کہ وہ قرآن کی آیات سنتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے۔ جب اس طرح بھی اسلام کو بڑھنے سے نہ روکا جا سکا، تو انھوں نے رسولِ کریمؐ کو تشدّد کا نشانہ بنانا شروع کیا۔ آپؐ کے راستے میں کانٹے بچھا دیتے۔ آپؐ کعبہ کے اندر عبادت میں مصروف ہوتے تو اُونٹ کی اوجھر آپؐ کی گردن پر ڈال دیتے، گالیاں دیتے، جھڑکیاں اور طعنے دیتے۔ آپؐ کی شخصیت کو بے اثر بنانے کے لیے آپؐ کو جادوگر کہا گیا، پاگل مشہور کر دیا گیا۔ اور شاعر کہہ کر آپؐ

کے پیغام کو محض شاعری قرار دیا گیا اوراس کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش کی گئی۔ مکّہ کے لوگوں نے آپؐ کے پیغام پر کان نہ دھرے تو حضورؐ طائف تشریف لے گئے کہ شائد وہ اس پیغام کو سُن لیں۔ وہاں کے اوباش رئیس زادوں نے آپؐ پرپتھر برسائے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی پنڈلیاں لہولہان ہوگئیں۔ اور جوتے خون سے بھر گئے لیکن آپؐ نے ان کے لیے دعائے خیر ہی کی، کوئی سخت لفظ تک زبان پر نہ لائے۔

اسلامی معاشرے کا آغاز

اسلامی معاشرے کا صحیح معنوں میں عملی آغاز مدینے میں ہوا۔ مکّہ میں قیام کے دوران رسولِ پاکؐ بہت کٹھن حالات میں لوگوں کو توحید کا پیغام دیتے رہے۔ اس اثنا میں مدینے کے گلی کوچوں سے لے کر گردونواح کے قبیلوں تک اسلام کی شہرت پھیل چکی تھی۔ مدینے کے کچھ لوگ جو حج کے موقع پر آئے، وہ اسلام کا پیغام سن کر مسلمان ہوگئے تھے۔ انہوں نے واپس جاکر مدینے میں گھر گھر اسلام کا پیغام پہنچایا۔ ادھر مکّے میں کافروں کے تشدد کا سلسلہ تیز سے تیز تر ہوتا گیا۔ حالات انتہائی خراب ہوچکے تھے۔ آخر کافروں نے رسولِ کریمؐ کو جان سے مار ڈالنے کا منصوبہ بنایا۔ حضورؐ کو بھی اس بات کا علم ہوگیا۔ آپؐ نے مکّہ سے مدینہ کی طرف جو ان دنوں یثرب کے نام سے مشہور تھا، اللہ تعالیٰ کی منشا کے مطابق ہجرت کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ آپؐ کافروں سے چھپتے چھپاتے ایک روز مدینہ پہنچ گئے۔ مدینے کے عوام نے آپؐ کا زبردست خیر مقدم کیا۔

مدینہ میں آنے کے بعد آپؐ نے اسلامی معاشرے کی بنیاد رکھنے کے لیے سب سے پہلے جگہ خرید کر مسجد کی تعمیر کا کام شروع کیا۔ رسولِ پاکؐ نے مسجد کی تعمیر کا محض حکم نہیں دے دیا۔ یہ نہیں کیا کہ دوسرے لوگوں سے کہہ دیں کہ چلو مسجد تعمیر کرو اور خود آرام سے بیٹھے رہیں۔ اسلامی معاشرے کے اس سب سے پہلے مرکز کی تعمیر کے لیے آپؐ نے دوسرے لوگوں کے ساتھ مِل کر کام کیا۔

ہمارا دین معاشرے میں رہنے والوں کو بھائی چارے، اخوّت، رواداری اور ایک دوسرے کے ساتھ نیک برتاؤ کرنے کی تاکید کرتا ہے۔ اسلامی تعلیم نے اسلامی معاشرے کے افراد میں بھائی چارے کا بے پناہ جذبہ پیدا کیا۔ مکّہ سے ہجرت کرکے جو لوگ مدینے میں آئے تھے، ان میں اکثر کے پاس کچھ بھی نہ تھا۔ مدینے کے انصار نے ان کی مدد کی۔ انصار مدینے کے مقامی لوگ تھے۔ اسلام کی تعلیم نے ان کے دلوں میں ہمدردی اور بھائی چارے کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا تھا۔ رسولِ

کریمؐ نے ایک ایک مہاجر اور ایک ایک انصار کو اپنے پاس بُلا کر فرمایا، آج سے تم بھائی بھائی ہو۔ اخوت اور بھائی چارے کے جذبے کے تحت ہر انصاری نے اپنی آدھی جائداد اپنے مہاجر بھائی کے حوالے کر دی۔ مدینہ میں اسلامی معاشرے کا آغاز ایسے پاکیزہ بھائی چارے، اخوت اور حسنِ سلوک کے مظاہرے سے ہوا، جس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی۔

اسلامی معاشرے میں مجلسی آداب کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ یہ سارے آداب وہ ہیں جو خود رسول کریمؐ نے اپنی روزمرّہ زندگی میں اختیار کیے۔ آپؐ کسی محفل میں جاتے تو جہاں کہیں بھی جگہ ملتی، بیٹھ جاتے۔ آپؐ کا یہی مبارک طریقہ ایک شرعی طریقے کی صورت اختیار کر گیا۔ حکم ہے کہ جمعہ کی نماز پڑھنے کے لیے مسجد میں جاؤ تو لوگوں کے کندھوں پر سے پھلانگتے نہ پھرو، جہاں جگہ مل جائے، وہیں خاموشی سے بیٹھ جاؤ۔ آپؐ راستے میں چلتے تو دوسروں کے برابر ہو کر چلتے، آگے نکل کر چلنے کی کوشش نہ کرتے۔ راستے میں بچے ملتے تو آپؐ خود ان کو سلام کرتے۔ مجلسی آداب میں یہ بات بھی شامل ہے کہ انسان بے ضرورت گفتگو نہ کرے۔

اسلام سے پہلے لوگ فضول قسم کی رسموں کے باعث جسم اور لباس کی صفائی کا خیال نہیں کرتے تھے۔ رسُول کریمؐ کو معاشرے کی اصلاح کا جو حکم اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا گیا تھا، ان لفظوں میں تھا "اپنے کپڑے پاک صاف رکھو اور گندگی سے بچو" حضورؐ کو جسم اور لباس کی صفائی بہت عزیز تھی۔ اسلام نے دنیا کو صفائی اور پاکیزگی کا سبق دیا ہے۔

عورت ماں، بیٹی اور بہن کا درجہ رکھتی ہے۔ عورت سے معاشرے کی ساری عمارت قائم ہے۔ اسلامی معاشرے میں عورت کو بہت اونچا مقام حاصل ہے۔ اسلام سے پہلے دنیا میں عورتوں کو کوئی حقوق حاصل نہیں تھے۔ اسلام نے عورتوں کو حقوق بھی دیے اور ان کی حفاظت کا بھی انتظام کیا۔ رسول کریمؐ عورتوں کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر آپؐ نے اعلان فرمایا کہ عورتوں کے معاملے میں خدا سے ڈرو۔ تمھارا حق عورتوں پر ہے اور عورتوں کا تم پر۔

جاہلیت کے زمانے میں عرب نسل اور خاندان پر بڑا فخر کرتے تھے۔ رسول کریمؐ نے نسل و خاندان کے بے جا امتیاز کو ختم کرنے کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا "کسی عرب کو کسی عجمی پر اور کسی عجمی کو کسی عرب پر کوئی بڑائی نہیں۔ تم سب ایک آدم کے بیٹے ہو اور آدم مٹی سے بنا تھا۔" آپؐ نے مزید فرمایا "تمھارے تمام نسلی گھمنڈ آج میرے پاؤں کے نیچے ہیں"۔

حیوانات سے ہمدردی

اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ضروریات پوری کرنے کے لیے حیوانات بھی پیدا کیے ہیں۔ اسلام جانوروں کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے۔

اسلام سے پہلے لوگ جانوروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے عادی نہیں تھے۔ ان سے عموماً لاپروائی برتی جاتی تھی، اِن بے زبانوں پر طرح طرح کا ظلم کیا جاتا تھا۔ رسول پاکؐ نے لوگوں کو اس سے منع فرمایا۔ ایک دفعہ حضرت عائشہؓ ایک سست رفتار اونٹ پر سوار تھیں۔ آپؓ نے اس اونٹ پر سختی کرتے ہوئے اسے زور سے ہانکا۔ حضورؐ نے دیکھا تو فرمایا، عائشہؓ نرمی سے ہانکو، اونٹ پر سختی نہ کرو۔ بلّی پناہ کے لیے آتی تو خود دروازہ کھول دیا کرتے تھے۔ اپنی قمیص کی آستین سے گھوڑے کی مالش کیا کرتے تھے۔ ایک بار پرندے کو اِدھر اُدھر پریشانی میں اُڑتے دیکھا تو فرمایا۔ اس کے انڈے کس نے اٹھائے ہیں۔ کسی نے ایک انڈہ اٹھایا تھا۔ آپؐ نے اس سے فرمایا، فوراً انڈے کو اس پرندے کے گھونسلے میں رکھ دو۔

اسلام امن اور صلح جوئی کی دعوت دیتا ہے۔ رسولِ پاکؐ نے نوع انسان کو صلح اور امن کا پیغام دیا۔ رسول کریمؐ مدینہ کی پُرامن فضا میں اسلامی معاشرے کو پروان چڑھانا چاہتے تھے۔ مدینے میں یہودیوں، منافقوں اور مدینے سے باہر کفارِ مکہ کی سازشوں اور شرارتوں کے جال پھیلے ہوئے تھے۔ آپؐ نے ان کی سازشوں اور شرارتوں کا مقابلہ کرنے کے لیے امن اور صلح جوئی کا راستہ اختیار کیا۔ مدینے میں سیاسی طور پر پُرامن ماحول پیدا کیا۔ آپؐ نے قبائل کے درمیان امن و دوستی کے رشتوں کو مضبوط کرنے کے لیے اپنے آدمیوں کو بھیجا۔ مختلف حکمرانوں کو خطوط لکھے۔ مدینہ کے قبائل کو متحد رکھنے کے لیے ان میں دوستی اور اتّحاد کا جذبہ پیدا کیا۔ اوس اور خزرج دونوں قبیلے آپس میں سخت دشمن تھے۔ رسول کریمؐ کی تعلیمات نے ان کو ایک دوسرے کا بھائی بنا دیا۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد عدل و انصاف، باہمی رواداری، حسنِ سلوک، محبت، شفقت اور دوسروں کے احترام پر رکھی گئی ہے۔

اسلامی معاشرے میں قانون کی رو سے سب لوگ برابر ہیں۔ رسول کریمؐ فیصلہ کرتے وقت ہمیشہ قانون کو اہمیت دیتے۔ ایک بار ایک بااثر قبیلے کی ایک عورت چوری کے جرم میں گرفتار ہوکر آئی۔ لوگوں نے حضرت اسامہؓ سے اس کی رہائی کی سفارش کرانی چاہی۔ رسول کریمؐ نے ان سے فرمایا کہ "تم سے پہلے دوسری قومیں اس لیے برباد ہوگئیں کہ ان میں جب کوئی بڑا آدمی جرم کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیا جاتا مگر معمولی آدمی جرم کرتا تو سزا پاتا" آپؐ نے فرمایا۔ "خدا

کی قسم اگر محمدؐ کی بیٹی فاطمہؓ بھی چوری کرتی تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جاتا۔ عدل وانصاف اسلامی معاشرے کا سب سے نمایاں اصول ہے۔

رسولِ کریمؐ کی تعلیمات نے ایمان لانے والوں میں مقصد کے لیے جان دینے کا بے پناہ جذبہ پیدا کر دیا تھا۔ اللہ کے راستے میں لڑنے کا یہ جذبہ جہاد کہلاتا ہے جس کی وجہ سے انھوں نے دشمنوں کی بڑی تعداد کی پروا نہ کی اور سازوسامان کی قلت کے باوجود کافروں سے ٹکرا گئے اور ایسا جم کر لڑے کہ کافروں کو شکست دے دی۔

اسلام سے پہلے عام دستور یہ تھا کہ فتح پانے والا اپنے دشمن پر قابو پا لینے کے بعد اسے پوری طرح کچل دیتا۔ رسولِ کریمؐ کی تعلیمات نے مسلمانوں کو رحم دل بنا دیا۔ مسلمانوں نے قیدیوں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ انھیں پکا ہوا کھانا کھلایا اور خود محض کھجوریں کھائیں۔ جن قیدیوں کے پاس کپڑے نہیں تھے انھیں کپڑے دیے۔

اسلام میں نظامِ حکومت

اسلامی معاشرے میں تمام مسئلے باہمی مشورے سے طے کیے جاتے ہیں۔ رسول کریمؐ نے اسلامی معاشرے کی بنیاد جمہوریت پر رکھی، ہر فرد کو اپنی رائے دینے کا حق دیا۔ عام معاملات میں آپؐ اکثر صحابہؓ سے مشورہ کیا کرتے تھے۔ جنگ بدر کے قیدیوں کے بارے میں بھی آپؐ نے حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ دونوں حضرات کی رائے سنی اور حضرت ابوبکرؓ کے مشورے کو قبول فرمایا۔ اس واقعہ سے صاف ظاہر ہے کہ رسولِ کریمؐ باہمی مشورے سے فیصلے کرنے کے قائل تھے۔ نبی پاکؐ کی ذاتی مثال نے اہل عرب کو جمہوریت کی راہ پر ڈالا۔

اسلام قومی دولت کو پورے حق وانصاف کے ساتھ تقسیم کرنے کا قائل ہے۔ رسول کریمؐ نے لوگوں کی معاشی بدحالی دور کرنے کے لیے زکوٰۃ کا نظام جاری کیا تاکہ غریب اور نادار لوگ قومی دولت میں حصہ دار بنیں۔ اس میں سے کچھ اسلام کی تبلیغ اور اشاعت پر صرف ہوتا اور کچھ محتاجوں اور غریبوں میں تقسیم کر دیا جاتا۔ کوئی چیز باہر سے تحفے کے طور پر آتی تو آپؐ اسے بھی فوراً تقسیم کر دیا کرتے۔ اسلام نے سود کی لعنت کو ختم کر دیا۔

آپؐ کے مبارک عمل نے گئی گزری عرب قوم کو حد درجہ پاکیزہ معاشرے میں بدل دیا۔ دیکھتے ہی دیکھتے اس قوم نے اخوت، خیال اور عمل کی آزادی، عدل وانصاف، نظم وضبط، رواداری، قانون کے احترام اور عفو و درگزر جیسی خوبیاں پیدا کرلیں۔ قرآن حکیم اور نبیؐ

پاکؐ کی سیرت اسلامی قانون کے ابدی سرچشمے ہیں ۔ رسولِ اکرمؐ کے وصال کے بعد صحابہ کرامؓ اسلامی معاشرے کی بلند روایات کو قائم رکھنے کا ذریعہ بنے۔ ان کی کوششوں سے اسلامی جمہوریت کے اصولوں پر حکومتیں بنائی گئیں اور اسلامی معاشرے کو عالمی غلبہ حاصل کرنے کا موقع ملا۔

رسولِ کریمؐ کے بعد حضرت صدیق اکبرؓ نے اسلامی معاشرے کی ذمہ داری سنبھالی۔ آپؓ نے اسلام کے بنیادی اصولوں کی پابندی کی۔ استقلال اور ہمت کی بڑی بلند مثال قائم کی۔ آپؓ کی خلافت کے ابتدائی دنوں میں مدینہ کے چاروں طرف بدامنی تھی۔ کچھ قبائل مُرتد ہو چکے تھے۔ چند ایک قبیلوں نے زکوٰۃ دینے سے اِنکار کر دیا تھا۔ کچھ لوگوں نے حضورؐ کے بعد نبوت کے جھوٹے دعوے کر دیے تھے۔ آپؓ ان حالات سے ذرا نہ گھبرائے بلکہ ایک ایک کر کے ان سب پر بطریقِ احسن قابو پا لیا۔

حضرت صدیقِ اکبرؓ نے بیت المال قائم کیا۔ بیت المال سے حکومت کے تمام اخراجات نکال کر باقی مال لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا تھا۔ حضرت عمرؓ کا دور آیا تو آپؓ نے بیت المال کے نظام کو مزید بہتر بنایا۔ آپؓ نے بیت المال کے حساب کے لیے عمّال مقرر کیے۔ دارالخلافہ کے علاوہ تمام صوبوں اور مرکزی جگہوں پر بھی بیت المال قائم کیے گئے۔ آپؓ بیت المال کو قوم کی امانت سمجھتے تھے۔ ایک بار آپؓ بیمار پڑ گئے، حکیم نے شہد تجویز کیا جس کی مقدار بہت تھوڑی تھی۔ شہد بیت المال میں موجود تھا۔ خلیفہ نے جب تک اس کی منظوری نہیں لے لی، بیت المال سے شہد نہیں لیا۔

حضرت عمرؓ نے اپنی خلافت کی بنیاد جمہوریت اور اظہار رائے کی آزادی پر رکھی۔ آپؓ کے دور میں لوگ برملا اپنے حقوق کا مطالبہ کرتے تھے اور برسرِعام آپؓ پر تنقید بھی کر لیتے تھے، تنقید کرنے والوں سے کوئی باز پُرس نہیں کی جاتی تھی۔ ایک موقع پر ایک شخص نے حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ "عمرؓ خدا سے ڈرو"۔ حاضرین میں سے ایک شخص نے کہنے والے کو روکتے ہوئے کہا۔ بس جانے دو بہت ہو چکا۔ حضرت عمرؓ نے سنا تو فرمایا، کہنے دو۔ اگر یہ لوگ نہ کہیں گے تو یہ بے مصرف ہیں اور اگر ہم لوگ نہ سنیں گے تو ہم بے مصرف ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ایک بار حاضرین سے خطاب کرتے ہوئے کہا اگر میں تمہیں خلافِ شرع کوئی کام کرنے کا حکم دوں تو تمہارا میرے حق میں کیا فیصلہ ہوگا۔ ایک بوڑھا عرب قریب کھڑا تھا اس نے اپنی تلوار کے دستے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا، عمرؓ اس تلوار سے تیری گردن اڑا دیں گے۔ آپؓ نے اللہ کا شکر ادا کیا کہ اس قوم میں ایسے جوانمرد موجود ہیں۔ حضرت عمرؓ بڑی سادہ زندگی گزارتے تھے۔ وہی چیز کھاتے اور استعمال کرتے

جوایک عام مسلمان کو میسر ہوتی ۔ آپؓ اپنے حکام کو بھی ایسی زندگی گزارنے پر زور دیتے ۔

آپ کے دور میں جو عامل (گورنر) مقرر کیا جاتا، اس سے عہد لیا جاتا کہ ترکی گھوڑے پر نہیں بیٹھے گا، باریک کپڑا نہیں پہنے گا، چھنا ہوا آٹا نہیں کھائے گا، دروازے پر دربان نہیں بٹھائے گا۔ ضرورت مند لوگوں کے لیے اپنے دروازے بند نہیں کرے گا۔ تقرری کے کاغذات پر یہ تمام باتیں درج ہوتی تھیں۔ تقرری کے اس پروانے کو عوام میں پڑھ کر سنایا جاتا تھا۔

حضرت عمرؓ خود بھی سادہ لباس پہنتے تھے۔ آپؓ کے لباس پر بارہ بارہ پیوند لگے ہوتے۔ پیوند لگے لباس کے ساتھ وہ دوسرے ملکوں سے آئے ہوئے سفیروں سے ملاقات کیا کرتے تھے۔

حضرت عمرؓ نے ایک غیر مسلم بوڑھے کو دیکھا کہ بھیک مانگ رہا ہے۔ آپؓ کے دریافت کرنے پر بوڑھے نے کہا، مجھ پر جزیہ لگایا گیا ہے حالانکہ میں مفلس ہوں۔ آپؓ نے بیت المال کے انتظام کرنے والے کو لکھا کہ اس قسم کے مساکین کے لیے بھی وظیفہ مقرر کر دیا جائے، واللہ یہ انصاف نہیں کہ ان کی جوانی سے فائدہ اٹھائیں اور بڑھاپے میں ان کی خبر گیری نہ کریں۔

حضرت عثمانؓ بھی خدمت خلق کا بہت خیال رکھتے تھے۔ رسول اکرمؐ نے خدمت خلق کی جو بلند مثالیں قائم کیں، خلفائے راشدین نے انہیں زندہ رکھنے کی کوشش کی۔ حضرت عثمانؓ بڑے امیر تھے مگر امارت نے کبھی آپؓ میں غرور یا کسی قسم کی خود غرضی پیدا نہیں ہونے دی۔ ایک دفعہ آپؓ کے ایک ہزار اونٹ غلہ سے لد کر آئے۔ مدینے کے بیوپاری آپؓ کے پاس جمع ہوگئے۔ ہر بیوپاری اس غلہ کی بڑھ چڑھ کر قیمت لگانے لگا۔ آپؓ نے فرمایا کہ ایک اور خریدار ہے، وہ اس سے بھی بڑھ کر نفع دے رہا ہے۔ اے تاجرو! گواہ رہنا کہ میں یہ سارا غلہ خدا کی راہ میں دیتا ہوں۔

حضرت عثمانؓ کے بعد حضرت علیؓ کا دور آیا۔ آپؓ نے بھی خلافت راشدہ کی روایات کو زندہ رکھا۔ حضرت علیؓ مزدوری کر کے اپنی روزی کماتے تھے، اپنا کام آپؓ خود کرتے تھے۔ ایک بار کسی نے آپؓ کی دعوت کی، دعوت دینے کے لیے وہ شخص آپؓ کے مکان پر پہنچا تو دیکھا کہ آپؓ اونٹ کے واسطے پتے خود جھاڑ رہے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہ بیت المال کو قوم کی امانت سمجھتے تھے۔ حضرت عمرؓ کے دور میں آپؓ نے بیت المال سے اپنے حق کی اشیاء بھی لینے سے انکار کر دیا تھا اور کہا تھا کہ یہ محتاجوں، غریبوں اور

نادار لوگوں کا حق ہے۔

دیانت داری، رواداری، عدل وانصاف، اقلیتوں کے ساتھ نیک سلوک، سادگی، قانون کے سامنے برابری، صلہ رحمی، متانت اور سادگی نے اسلام کو ایک زبردست تحریک بنا دیا۔ اسلامی معاشرے میں تیس برس تک ان خوبیوں کا دور دورہ رہا۔ خلافت راشدہ کے بعد بھی حکمرانوں میں ان خوبیوں کی کافی جھلک باقی رہی۔ ان خوبیوں کی وجہ سے اسلام دوسرے ملکوں میں پھیلا۔ حکمرانوں کے ظلم وستم اور ناانصافیوں کی وجہ سے پریشان حال عوام جوق درجوق اسلام قبول کرتے رہے۔

مشق

1- ظہورِ اسلام سے پہلے معاشرے کی جو حالت تھی، اس پر ایک جامع نوٹ لکھیے۔

2- اسلام نے قیامِ امن کے لیے جن بنیادی اصولوں کی تعلیم دی ہے، ان میں سے تین پر مختصر نوٹ لکھیے۔

3- رسول کریمؐ کے زمانے کی کوئی ایسی مثال دیجیے، جس سے ثابت ہو کہ آپؐ قانونی مساوات کے راستے میں کوئی رکاوٹ نہ پڑنے دیتے تھے۔

4- خلافت راشدہ میں رواداری، عدل وانصاف اور قانونی برابری کی مثالیں دیجیے۔

5- بیت المال پر نوٹ لکھیے۔

ب- مندرجہ ذیل بیانات میں سے جو درست ہیں، ان کے سامنے 'درست' اور جو غلط ہیں، ان کے سامنے 'غلط' لکھیے۔

1- مسجد نبوی کی تعمیر میں آپؐ نے خود حصہ لیا۔

2- انصار نے مہاجر بھائیوں کو اپنے کاروبار میں شریک بنا لیا۔

3- اسلامی معاشرے میں عورتوں کو جائداد کا وارث سمجھا جاتا ہے۔

4- اسلام نے سُود کی لعنت کو ختم کر دیا۔

5- رسول کریمؐ نے معاشی بدحالی کو دور کرنے کے لیے زکوٰۃ کا نظام جاری کیا۔

باب 9

اشاعتِ اسلام

رسول اکرمؐ نے اسلام کے قیام کے لیے تئیس برس تک جِد وجُہد کی۔ایک دفعہ آپؐ نے مسلمانوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا :

"لوگو ــــــ خدا نے مجھے ساری دنیا کے لیے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ اب وقت آگیا ہے کہ تم اس رحمت کو دنیا والوں میں عام کرو۔ اٹھو اور حق کا پیغام ساری دنیا کو سناؤ۔" رسول کریمؐ نے مختلف قبائل کے سرداروں اور رئیسوں کے نام خط لکھے۔ بعض علاقوں میں مبلّغوں کی جماعتیں روانہ کی گئیں۔ اکثر قبیلوں کے سردار خود حضورؐ سے ملاقات کرنے آتے اور ایمان کی دولت سے مالا مال ہو کر لوٹتے۔ آپؐ نے حبشہ، روم، ایران اور مصر کے حکمرانوں کو خطوط لکھے اور انھیں اسلام کی دعوت دی۔ اسلام کے پھیلنے میں اسلامی فتوحات، مبلّغین، تاجر اور عرب آبادکار بہت مددگار ثابت ہوئے۔

اسلامی فتوحات

خلفائے راشدین کے عہد میں سلطنت روم اپنے تمام مشرقی علاقے کھو چکی تھی۔ اس علاقے میں شام، لبنان، فلسطین، مصر، طرابلس وغیرہ شامل تھے۔ ان علاقوں کی فتح کے بعد حضرت عثمانؓ کے دور میں عرب کے بے شمار قبائل وہاں جاکر آباد ہوگئے۔ کچھ لوگوں نے شام میں جاکر رہائش اختیار کرلی۔ کچھ لوگ مصر میں جاکر آباد ہوئے۔ لوگوں کی کچھ تعداد شمالی افریقہ میں جاکر رہنے لگی۔ یہاں کے رہنے والوں سے میل ملاپ بڑھا۔ ان جگہوں کے مقامی لوگوں سے شادی بیاہ کے علاوہ کاروبار میں بھی شریک ہوئے، عربی زبان رائج ہوگئی، اس سے عربی تہذیب و تمدن کو ترقی ملی۔

اسلامی فتوحات میں محض ملک کو فتح کرنے کا جذبہ کام نہیں کر رہا تھا۔ اکثر علاقوں کے ظالم حکمران اپنے اپنے عوام پر ظلم کرتے تھے۔ ان علاقوں کے عوام خود مسلمانوں کو حملے کی دعوت دیتے تھے۔ جن علاقوں کو فتح کرلیا جاتا، وہاں کے عوام کو مسلمانوں کے طور طریقوں اور اسلامی تعلیمات کے سننے اور سمجھنے کا موقع ملتا تھا۔

حضرت امیر معاویہؓ کی سلطنت بہت وسیع تھی۔ آپ کی حکومت کابل تک پھیلی ہوئی تھی سارا شمالی افریقہ آپ کی سلطنت میں شامل تھا۔ آپ کا بحری بیڑہ بہت مضبوط تھا۔ بحیرۂ روم میں آپ کے بحری بیڑے نے رومیوں کو شکست دے کر قبرص کے جزیرے پر قبضہ کر لیا۔ مسلم فوج مصر کو فتح کر کے شمالی افریقہ کے مغرب تک پہنچ گئی۔ افریقہ کے لوگوں نے خود حضرت امیر معاویہ کو مداخلت کی دعوت دی۔ یہاں کے عیسائی حکمران عوام سے بہت سختی کے ساتھ ناجائز ٹیکس وصول کرتے تھے۔ عوام کو ان حکمرانوں کے تشدد سے نجات دلانے کے لیے حملہ کیا گیا۔ عقبہ بن عامر شمالی افریقہ کے دشوار گزار علاقوں کو فتح کرتا ہوا افریقہ کے وسطی حصوں تک پہنچ گیا۔

بربر اور یورپ میں اسلام

بربر کی فتح کے بعد ایک عظیم الشان شہر تعمیر کیا گیا، اس کا نام قیروان رکھا گیا۔ پانچ برس کے عرصے میں ایک مسجد بھی تعمیر کی گئی۔ آہستہ آہستہ بربر میں امن و امان قائم ہو گیا اور بربر پورے جوش و خروش سے اسلام کی تبلیغ میں مصروف ہو گئے۔ اسلامی فوجوں کا ایک حصہ طارق بن زیاد اور موسیٰ بن نُصَیر کی سرکردگی میں سپین فتح کرتا ہوا فرانس کے جنوبی حصے تک نکل گیا۔ طارق بن زیاد کے جہازوں نے جس جگہ لنگر ڈالا تھا، اس جگہ کا نام جبل الطارق پڑا۔ مسلمانوں نے ان یورپی علاقوں پر تقریباً سات سو سال حکومت کی۔

سوڈان اور مغربی افریقہ میں اشاعتِ اسلام

بربر قوم میں بہت سے واعظ پیدا ہوئے۔ ان واعظین اور عرب تاجروں نے مل کر سوڈان میں اسلام پھیلایا اور یہاں کی سیاہ فام قوم میں اثر و رسوخ پیدا کر لیا۔ سب سے پہلے ان قبیلوں میں جو مغربی کناروں پر آباد تھے، اسلام کی تبلیغ کی گئی اور اس طرح مغربی افریقہ میں اسلام پھیلتا گیا۔

اشاعتِ اسلام برِصغیر میں

سندھ میں مسلمانوں کی آمد بنواُمیّہ کے دور میں ہوئی۔ محمد بن قاسم کی آمد سے پہلے یہاں عرب تاجر آتے رہے۔ تجارتی جہاز برصغیر کے مغربی ساحل سے گزرا کرتے تھے۔ دیول، سومنات، کھمبایت، بھڑوچ اور تھانہ کے علاقوں میں عرب تاجروں کے تجارتی مرکز تھے۔ محمد بن قاسم نے راجہ داہر کو شکست دے کر ملتان تک کے سارے علاقے کو فتح کیا اور اسلامی سلطنت کی بنیاد رکھی۔ اس کے حسن سلوک اور مسلمانوں کی طرز زندگی دیکھ کر اکثر لوگ مسلمان ہو گئے اور اس طرح برِصغیر میں اسلام کی اشاعت شروع ہو گئی۔

محمد بن قاسم جس علاقے کو فتح کرتا، اس علاقے میں جہاں کہیں کچھ لوگ مسلمان ہوتے ان کے لیے ایک مسجد تعمیر کر دیتا۔ اس نے سندھ کے ٹھاکروں، تعلقداروں اور بڑے بڑے زمینداروں کو خط لکھے، جن میں انھیں اسلام کی دعوت دی گئی اور بت پرستی کی برائیوں کو بیان کیا۔ ان خطوط کا نتیجہ یہ ہوا کہ بہت سے لوگ مسلمان ہو گئے۔ راجہ داہر کے وزیر سی ساگر نے محمد بن قاسم کے اس سلوک سے بہت اثر قبول کیا۔ وہ محمد بن قاسم کی ملاقات کے لیے آیا تو محمد بن قاسم نے اس کا بڑی گرمجوشی سے استقبال کیا۔ وہ اس سلوک سے اس قدر متاثر ہوا کہ اسلامی حکومت اور اسلامی سپہ سالاروں کا مددگار بن گیا۔ اس حسنِ سلوک کا نتیجہ یہ ہوا کہ بعد میں ان میں سے اکثر لوگ عمر بن عبدالعزیزؒ کے زمانے میں آ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی شہر پر حملہ کرنے سے پہلے محمد بن قاسم شہر کے باشندوں اور اس کے فوجی افسروں کو اسلام کی دعوت دیتا۔ اس کے بعد جنگ کی ابتدا کی جاتی تھی۔ جب اس نے سندھ کا شہر برہمن آباد فتح کیا تو یہاں کے رئیسوں اور امیروں کو بڑے زور شور سے اسلام کی دعوت دی۔ حجاج بن یوسف نے ایک بار محمد بن قاسم کو خط میں تاکید کی تھی کہ "اپنی فتوحات کا دائرہ وسیع کرتے ہوئے اشاعتِ اسلام کا خاص خیال رکھو۔ جو بڑا شہر فتح کرو، وہاں مسلمانوں کے لیے ایک مسجد تعمیر کرو"۔

محمد بن قاسم کے بعد برِّصغیر کے شمالی حصوں میں محمود غزنوی کے دَور سے اسلام کی اشاعت کا آغاز ہوا۔ شہاب الدین غوری کے حملوں نے اسلامی سلطنت کو وسعت دی۔ قطب الدین ایبک نے برصغیر میں ایک مسلم حکومت کی بنیاد ڈالی۔ حضرت معین الدین چشتیؒ کی کوششوں سے اسلام کو فروغ ملا۔ ۱۰۰۵ء میں شیخ اسماعیل بخاری لاہور تشریف لائے اور آپ کے بعد حضرت داتا گنج بخشؒ نے اسلام کو پھیلانے میں بہت اہم کردار ادا کیا، آپ کے معتقدین کی تعداد لاکھوں تک پہنچتی ہے۔ بے شمار لوگوں نے آپ کی کوششوں کے نتیجے میں اسلام قبول کیا۔ آپ کے علاوہ بعض دوسرے بزرگانِ دین کی کوششوں سے اسلام پورے برصغیر میں پھیل گیا۔

مشرقِ بعید میں تبلیغِ اسلام

عرب تاجروں کے تجارتی مراکز سراندیپ یعنی سری لنکا تک پھیل چکے تھے۔ گجرات، کورومنڈل، مالابار اور کھمبایت جیسے بڑے شہروں سے عرب تاجر مشرقِ بعید کے جزیروں تک جا پہنچے۔

انڈونیشیا میں اشاعتِ اسلام

انڈونیشیا میں مسلمان بھاری اکثریت میں ہیں۔ ایک ہزار سال پہلے اس ملک کے باشندے بدھ مذہب اور ہندومت

کے پیرو تھے۔ رفتہ رفتہ یہاں اسلام پھیل گیا۔ اب صرف جزیرہ بالی میں غیر مسلم زیادہ تعداد میں آباد ہیں، باقی حصوں میں مسلمانوں کی اکثریت بستی ہے۔ انڈونیشیا کے جزیروں میں سب سے پہلے اسلام سماٹرا میں پھیلا۔ اس کے بعد جاوا میں بھی پھیلنا شروع ہوا۔ اس طرح اسلام نے ایک تحریک کی صورت اختیار کر لی۔ اس تحریک کے بانی ملک ابراہیم تھے ملک ابراہیم گوبیسک کے مقام پر آباد ہو گئے۔ اس جگہ انھوں نے اسلام کی اشاعت کا مرکز بنایا اور بہت جلد نومسلموں کی ایک جماعت تیار کر لی۔ آپ نے اپنے شاگردوں میں اسلام کی اشاعت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھر دیا۔

ملک ابراہیم کے بعد ان کے مریدوں اور ان کے لڑکے نے اپنی زندگیاں تبلیغ کے لیے وقف کر دیں ان کی کوششوں سے شمالی جاوا میں بے شمار لوگ مسلمان ہوئے۔

ملایا میں اسلام کی اشاعت

ملایا میں اسلام کی تبلیغ ریاست ملاکا سے شروع ہوئی۔ ملایا کا حکمران ہندو تھا۔ کہتے ہیں کہ ایک بزرگ کی تبلیغ پر وہ مسلمان ہو گیا اور اس نے اسلام کی اشاعت اور تبلیغ کا سلسلہ شروع کیا۔ ملایا میں مالابار اور کورومنڈل کے تاجروں نے بھی اسلام کی ترقی کے لیے بہت کام کیا۔

فلپائن میں اسلام کی اشاعت

فلپائن دنیا میں جزیروں کا بہت بڑا مجموعہ ہے اور بحرالکاہل میں واقع ہے۔

جزائر فلپائن میں ملایا اور بورنیو کے مسلمانوں کی آمد سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔ یہ لوگ سمندری جزیروں کی طرف گئے، یہاں تک کہ جزائر فلپائن میں پہنچ گئے۔ یہ وہ لوگ تھے جو عرب تاجروں اور دیگر بزرگانِ دین کی کوششوں سے مسلمان ہوئے تھے۔

ملائی مسلمان جزائر فلپائن سے چین کے ساحلوں تک پہنچ گئے۔ جہاں کوئی مناسب جگہ ملتی اور حالات ساز گار ہوتے، وہاں آباد ہو کر ایک قلعہ بند شہر تعمیر کر لیتے۔ اس قسم کا ایک مضبوط قلعہ شہر منیلا کے قریب واقع ہے۔ مسلمانوں کے ایک رئیس راجہ سلیمان کا یہ مضبوط حصار بن گیا۔ جزیروں کے بڑے حصوں پر مسلمان قابض ہو گئے۔

عرب اور برصغیر کے مسلمان تاجروں اور مبلّغین کی خدمتِ اسلام

مسلمانوں نے سمندری تجارت کو بڑی ترقی دی تھی۔ وہ اپنے دَور میں تقریباً ساری دنیا میں تجارت کرتے تھے۔ ان کے تجارتی جہازوں کی آمد و رفت بحیرۂ روم اور بحرِ ہند کے تمام جزیروں میں تھی۔ مصر اور شمالی افریقہ کی فتح کے بعد اسکندریہ سے لے کر

چین اور افریقہ کے آخری کنارے طنجہ تک مسلمان تاجروں کا آنا جانا تھا۔ وہ اپنے لین دین میں کھرے اور کاروباری معاملے میں سچائی اور ایمانداری کو شعار بناتے تھے۔ وہ جن جگہوں پر جا کر بستے، وہاں کے رہنے والوں کے ساتھ اس طرح گھل مل جاتے کہ ان جگہوں کے باشندے انھیں اپنے میں سے خیال کرنے لگتے۔ ایسا بھی ہوتا کہ میل ملاپ بڑھ جانے سے آپس میں شادیاں ہو جاتیں۔

مسلمان تاجروں کا طریقہ یہ بھی تھا کہ اپنے ملنے جلنے والوں سے اسلام کی خوبیاں بیان کرتے۔ ان کے بود و باش میں کسی قسم کی چھوت چھات، اونچ نیچ اور توہم پرستی نہیں تھی۔ عوام ان کی خوبیوں سے متاثر ہوتے۔ خاص طور پر وہ طبقے جن کو اس وقت کے معاشرے میں غربت، افلاس یا مذہبی امتیاز کی وجہ سے نفرت سے دیکھا جاتا تھا۔ مسلمانوں کے اخلاق، خلوص، انسانی ہمدردی اور مساوات کو دیکھ کر وہ لوگ مسلمان ہو جاتے تھے۔ بعض لوگ اسلامی فتوحات کو دیکھ کر مسلمان ہو جاتے تھے۔ ان فتوحات کی وجہ سے مفتوحہ علاقوں کے عوام کو مسلمانوں کے اخلاق کو قریب سے دیکھنے کا موقع ملتا۔ اور اس طرح فاتحین کے بلند کردار سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جاتے تھے۔

دنیا کے اور بہت سے علاقوں کی طرح مشرق بعید ایسے علاقوں میں سے ایک ہے، جہاں مسلمانوں نے کوئی فوج کشی نہیں کی۔ یہاں برِ صغیر کے تاجر اور بزرگانِ دین کی کوششوں سے اسلام پھیلا۔

اسلام کی تعلیم سادہ تھی۔ ہر قسم کے توہمات سے پاک تھی۔ اس میں ہر فرد کے لیے برابری باہمی محبت اور خلوص کا درس موجود تھا۔ صدیوں سے پاؤں تلے کچلے جانے والوں کے لیے اسلام کی سادہ اور پاکیزہ تعلیمات میں بے پناہ کشش تھی۔ وہ دین حق کی طرف لپکے اور بھاری تعداد میں مسلمان ہونے لگے۔

صلیبی جنگیں

حضرت عمرؓ کے زمانے سے شام اور اردن اسلامی سلطنت کا حصہ تھے۔ ان علاقوں کے عیسائی باشندوں کو مذہبی آزادی حاصل تھی۔ وہ اعلیٰ عہدوں پر بھی فائز تھے۔ یروشلم کا شہر مسلمانوں کے لیے بھی اسی طرح مقدس تھا جس طرح عیسائیوں کے لیے۔ دورِ عباسی کے بعد شام اور فلسطین پر فاطمی حکمرانوں کا قبضہ ہوا۔ فاطمیوں کے دور میں عیسائیوں کو اور رعایتیں دی گئیں۔ اس طرح مسلمان حکمرانوں نے اپنی عیسائی رعایا کے ساتھ جو نیک سلوک روا رکھا، اس کی مثال دنیا کی تاریخ میں نہیں ملتی مگر یورپ کی عیسائی حکومتیں ہمیشہ اس کوشش میں رہتیں کہ بیت المقدس (یروشلم) پر عیسائی قابض ہو جائیں

ان کی کوششوں کے نتیجے میں صلیبی جنگیں ہوئیں۔ صلیبی جنگیں عیسائیوں کے باہمی اختلافات اور مختلف فرقوں کے آپس میں جھگڑوں کو مٹانے اور پاپائے روم کی اپنے ذاتی اقتدار کی خواہش کے باعث لڑی گئیں۔ یورپ کے حکمران زیادہ سے زیادہ فتوحات کرنے کے لیے موقع تلاش کر رہے تھے۔ صلیبی جنگوں نے ان حکمرانوں کو یہ موقع دے دیا۔ یورپ کے حکمران، مسلمانوں سے اپنی شکست کا بدلہ بھی لینا چاہتے تھے۔ سب سے بڑھ کر ان جنگوں کی وجہ یہ بھی تھی کہ یورپ کے عیسائی حکمران اسلامی فتوحات سے گھبرائے ہوئے تھے۔ بحیرۂ روم پر مسلمانوں کا مکمل قبضہ تھا۔ وینس اور جنیوا کی طرف منڈیاں بند ہو گئی تھیں۔ صلیبی جنگوں کی فوری وجہ عیسائی زائرین کی من گھڑت کہانیاں تھیں۔ جو عیسائی زائرین راستے میں ڈاکوؤں کے ہاتھوں لٹ جاتے، وہ یورپ جا کر ان واقعات کو مذہبی رنگ دے کر بیان کرتے تھے۔ یورپ میں یہ سمجھا جانے لگا کہ مسلمان حکمران عیسائی زائرین پر ظلم کرتے ہیں۔ پاپائے روم اور یورپ کے عیسائی حکمرانوں نے لوگوں کو مسلمان حکمرانوں کے خلاف خوب بھڑکایا۔ آخر یورپ کے تمام عیسائی ملک مسلمانوں کے خلاف متحد ہو گئے اور عیسائی فوجوں کے ریلے بیت المقدس کی طرف بڑھنے لگے۔

ان جنگوں کو صلیبی جنگوں کا نام دینے کی وجہ یہ ہے کہ مسلمانوں کے خلاف جنگی تیاریوں کے لیے عیسائیوں کے مذہبی رہنما پوپ نے جو کونسل بلائی تھی، اس میں مسلمانوں کے خلاف جنگ کو خداوند یسوعؑ کی مرضی قرار دیا گیا اور عیسائیوں نے مذہبی جوش میں صلیب کی حفاظت کی قسم کھائی۔ صلیبی جنگوں کی ابتدا پاپائے روم کے اعلانِ جنگ سے ہوئی اور عیسائی سپاہیوں کے گروہ بیت المقدس کو فتح کرنے کے ارادے سے روانہ ہوئے۔ ایشیائے کوچک میں اس وقت سلجوقی ترکوں کی حکومت تھی۔ انھوں نے عیسائی سپاہیوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انھیں مار بھگایا۔

اس شکست کے بعد فرانس، جرمنی اور اٹلی کے حکمرانوں نے سات لاکھ فوج کا زبردست لشکر بھیجا۔ اس وقت سلجوقی ترکوں کو زوال آچکا تھا۔ وہ آپس میں نااتفاقی اور ناچاقی کے شکار تھے۔ اس صلیبی جنگ میں مسلمانوں کو شکست ہوئی اور بیت المقدس پر عیسائیوں کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں کو بے دریغ شہید کیا گیا، مساجد کو مسمار کر دیا گیا اور مسلمانوں کے بیشتر مکانوں کو آگ لگا دی گئی۔ جب مسلمانوں کی تباہی کی خبر عراق اور غزنی میں پہنچی تو انھیں بہت دکھ ہوا۔ انھوں نے اپنے اختلافات مٹا دیے اور متحد ہو کر بیت المقدس کو آزاد کرانے اور عیسائیوں کو شکست

دینے کے لیے تیار ہو گئے۔ ادھر یورپی ملکوں نے بھی مزید فوج بھیج دی۔

اس وقت محمود غزنوی کا انتقال ہو چکا تھا لیکن اس کی جگہ ایک اور مجاہد عماد الدین زنگی نے پُر کر دی۔ اس نے لشکر تیار کیا اور عیسائیوں کے مقابلے کے لیے چل پڑا۔ اس نے کئی جگہوں پر عیسائی فوج کو شکست دی اور کئی علاقے آزاد کرائے۔ عیسائیوں نے سازش کے جال بچھا دیے اور عماد الدین زنگی کو ایک مسلمان سپاہی کے ہاتھوں شہید کروا دیا۔ عماد الدین زنگی کی جگہ اس کا بیٹا نور الدین محمود زنگی تخت نشین ہوا۔ اس نے انطاکیہ کے مقام پر عیسائیوں کو شکست دی جن کی فوج کا بڑا حصہ یورپ واپس چلا گیا۔ نور الدین زنگی نے فتوحات کا سلسلہ جاری رکھا۔ اس نے اپنے آپ کو مضبوط کرنے کے لیے دمشق کو فتح کر لیا اور ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ اس ساری کارروائی میں مصر کے وزیر اعلیٰ شیرکوہ نے نمایاں کارنامے سرانجام دیے۔ نور الدین کی وفات کے بعد اس کا بھتیجا صلاح الدین جانشین ہوا اور وزارت عظمیٰ کا عہدہ سنبھالا۔ صلاح الدین نے مصر کے علاوہ شام اور حجاز کو بھی اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

صلاح الدین جو بعد میں سلطان صلاح الدین کے نام سے مشہور ہوا، بہادر اور رحمدل بادشاہ تھا۔ کردار کی بلندی کی وجہ سے اس نے خاص نام پیدا کیا۔ دینی علوم میں بھی اسے کمال حاصل تھا۔ سلطان صلاح الدین ایوبی کا شمار دنیا کے عظیم مجاہدوں میں ہوتا ہے۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے مسلمانوں کی طاقت کو متحد کیا اور عیسائیوں کے مقابلے میں نکل کھڑا ہوا اور بیت المقدس کو فتح کر لیا۔ اس نے عیسائیوں سے بہت اچھا سلوک کیا۔ اِس کے باوجود بیت المقدس کے حصول کے لیے یورپ کے حکمران سلطان کے خلاف یکجا ہوئے اور انھوں نے ایک بہت بڑی فوج تیار کی۔ اس فوج کی کمان انگلستان کے بادشاہ رچرڈ 'شیر دل' کو دی گئی۔ دونوں کے درمیان ایک بہت بڑا معرکہ ہوا۔ رچرڈ کو شکست ہوئی اور ایک صلح نامے کی رُو سے بیت المقدس پر مسلمانوں کا قبضہ تسلیم کر لیا گیا۔ رچرڈ سلطان صلاح الدین ایوبی کی اجازت سے بیت المقدس کی زیارت کے بعد واپس چلا گیا۔ یہ جنگیں عیسائیوں کے لیے نعمت ثابت ہوئیں۔ انھیں مسلمانوں کے قریب آنے کا موقع ملا اور بعد میں جب مسلمان یورپ میں گئے تو یورپ والوں نے ان سے کئی علوم سیکھے جن کی بنیاد پر انھوں نے مختلف میدانوں میں ترقی کی۔

مشق

ا۔ مختصر جوابات دیجیے :

1۔ خلفائے راشدین کے عہد میں ہونے والی فتوحات کا جائزہ لیجیے۔

2۔ بربر قوم میں اسلام کیسے پھیلا، نوٹ لکھیے۔

3۔ انڈونیشیا میں اسلام کی اشاعت سے متعلق نوٹ لکھیے۔

4۔ صلیبی جنگوں کے اسباب بیان کیجیے۔

5۔ عمادالدین زنگی نے اسلام کا وقار بحال کرنے میں کیا خدمات سرانجام دیں ؛

ب ۔ خالی جگہوں کو مناسب الفاظ سے پُر کیجیے۔

1۔ جزائر فلپائن میں ______ سے آنے والے مسلمانوں کی وجہ سے اسلام کی اشاعت ہوئی۔

2۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے بیت المقدس کی فتح کے بعد عیسائی باشندوں سے ______

______

3۔ صلیبی جنگیں اہلِ یورپ کی ______ کا پیش خیمہ بنیں۔

4۔ رچرڈ ______ کا بادشاہ تھا۔

5۔ سلطان صلاح الدین ایوبی نے عیسائیوں سے کبھی ______ نہیں کی۔

باب 10

مسلم ممالک میں استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیاں

اسلام کی سیدھی سادی تعلیمات نے عربوں میں نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا۔ آنحضرتؐ کی رحلت کے بعد اسلامی حکومت بڑی تیزی کے ساتھ پھیلنے لگی۔ جلد ہی شمالی افریقہ، مشرق وسطیٰ، وسطی اور جنوبی ایشیا کے ممالک میں مسلمانوں کی حکومتیں قائم ہوگئیں۔ شمالی افریقہ کے مسلمانوں نے اندلس فتح کرکے یورپ کی سرزمین میں اسلام کے جھنڈے گاڑ دیے۔ مسلمانوں کی ہمت اور کوشش سے اندلس میں تعلیم عام ہوگئی۔ اس ملک میں بہت سے مدرسے اور یونیورسٹیاں قائم ہوگئیں، جہاں یورپ کے ممالک سے بھی طلبہ تعلیم حاصل کرنے آتے تھے۔ اندلس نے یورپ کی ترقی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

پندرھویں صدی کے وسط تک افریقہ میں مسلمان بڑے آرام اور اطمینان کی زندگی بسر کرتے رہے۔ افریقہ اور ایشیا اور اسی طرح افریقہ اور یورپ کے درمیان جتنی تجارت ہوتی تھی وہ مسلمان تاجروں کے ہاتھوں میں تھی۔ یورپ کی متعصب عیسائی قومیں مسلمانوں کو خوشحال دیکھنا پسند نہیں کرتی تھیں۔ ان کی بڑی خواہش یہ تھی کہ جیسے بھی ہوسکے، مسلمانوں کے ملکوں پر قبضہ کرلیا جائے۔ یورپ کے ملکوں نے بارھویں صدی میں مسلمانوں کے خلاف اتحاد قائم کرلیا۔ لیکن صلیبی جنگوں میں مسلمان مجاہدین سے شکست کھائی۔

اس واقعہ کے تقریباً سو سال بعد تاتاری ایشیا کے کئی مسلمان ملکوں کو تباہ و برباد کرتے ہوئے بغداد تک پہنچ گئے۔ ان حالات میں یورپی ملکوں کو مسلمانوں کے علاقوں پر قبضہ کرنے میں آسانی ہوگئی۔

پندرھویں صدی کے آغاز میں پرتگیز جہازران مغربی افریقہ کے ساحل پر پہنچے، جہاں انھوں نے اپنی نوآبادیاں قائم کرلیں۔ انھوں نے جابجا قلعے تعمیر کرلیے جہاں سے افریقی باشندوں کو غلام بنا کر انھیں بیچنے کی اجارہ داری قائم کرلی۔

یورپ میں غلاموں کی بڑھتی ہوئی مانگ پوری کرنے کے لیے پرتگیزوں نے مغربی

ساحلی افریقہ پر قبضہ کرنے کے بعد 1481 میں دریائے کانگو کے دہانے تک پہنچ گئے۔ اس کے پانچ سال بعد وہ راس اُمید تک پہنچنے میں کامیاب ہوگئے۔

1492ء میں کولمبس نے امریکہ دریافت کیا تو یورپی اقوام نے وہاں اپنی نوآبادیاں قائم کرلیں۔ امریکہ میں تمباکو اور ویسٹ انڈیز میں گنے کی کاشت کے لیے مزدوروں کی ضرورت پڑی تو پرتگیزوں نے افریقہ میں اپنے مذموم کاروبار کو مزید وسعت دی۔ انھوں نے ہزاروں کی تعداد میں افریقی باشندوں کو غلام بنا کر امریکی کاشتکاروں کے ہاتھ فروخت کرنا شروع کردیا۔

1498ء میں مشہور پرتگیزی جہازران واسکوڈے گاما راس اُمید کے گرد چکر لگا کر مشرقی افریقہ پہنچ گیا۔ کینیا کی بندرگاہ مالندی سے اسے ایک عرب جہازران احمد بن ماجد کی خدمات حاصل ہوگئیں۔ احمد کی مدد سے واسکوڈے گاما جنوبی ہند کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچ گیا۔ کالی کٹ میں ان دنوں ایک ہندو راجہ کی حکومت تھی۔ اس نے ان اجنبیوں کی بڑی آؤ بھگت کی اور انھیں تجارت کے لیے بہت سی مراعات دیں۔ پرتگیزوں کے سر میں تو دنیا بھر میں اپنی نوآبادیاں قائم کرنے کا سودا سمایا ہوا تھا۔ انھوں نے بڑے مکر و فریب سے کالی کٹ کے راجہ کو قتل کردیا اور شہر میں لوٹ مار شروع کردی۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے سلطان بیجاپور سے گوا چھین لیا۔ پرتگیزوں نے گوا کو اپنا مرکز بنا کر ارد گرد کے علاقوں میں لوٹ مار کا بازار گرم کردیا۔ انھوں نے دمن اور دیو میں بھی قلعے تعمیر کرلیے۔ پرتگیزوں کی دیکھا دیکھی یورپ کی دوسری قومیں بھی نوآبادیات قائم کرنے کے لیے میدان میں نکل آئیں۔ یہیں سے افریقی اور ایشیائی قوموں کی غلامی کا دور شروع ہوتا ہے۔

جمہوریہ اسلامیہ موریطانیہ شمال مغربی افریقہ میں واقع ہے۔ اس ملک میں عرب اور بربر نسل کے لوگ آباد ہیں جو سب کے سب مسلمان ہیں۔ موریطانیہ وہ سب سے پہلا ملک ہے، جہاں کے باشندے پرتگیزی مظالم کا شکار ہوئے۔ پرتگیزوں نے جب غلاموں کی تجارت شروع کی تو ان کی للچائی ہوئی نظریں سب سے پہلے موریطانیہ پر پڑیں اور انھوں نے غلاموں کا کاروبار شروع کیا۔ جب برطانوی اور فرانسیسی تاجروں نے دیکھا کہ پرتگیز اس طرح ہاتھ رنگ رہے ہیں تو وہ بھی اس قبیح کاروبار میں شریک ہوگئے اور پرتگیزوں کو افریقی ممالک سے بے دخل کردیا۔ فرانس نے سارے موریطانیہ پر قبضہ کرلیا۔ وہاں کے باشندوں نے

فرانسیسیوں کا مقابلہ کیا لیکن ان کی کوئی پیش نہ چلی۔ فرانس نے اپنے دورِ حکومت میں موریطانیہ کی ساری دولت اپنے لیے اکٹھی کرلی۔ دوسری عالمی جنگ کے خاتمے پر افریقی اور ایشیائی ممالک بیدار ہوگئے۔ موریطانیہ کے باشندوں نے بھی فرانس کی غلامی سے آزاد ہونے کے لیے تگ و دَو شروع کردی۔ کافی قربانیاں دینے کے بعد موریطانیہ کے بہادر عوام 28 نومبر 1960ء کو اپنا ملک فرانس کے تسلّط سے آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے۔ موریطانیہ پاکستان کا دوست ملک ہے۔ وہاں کے صدر، پاکستان کا سرکاری دورہ کرچکے ہیں۔ پاکستان اور موریطانیہ نے بہت سے شعبوں میں باہمی تعاون کا معاہدہ بھی کیا ہے۔

شمال مغربی اور وسطی افریقہ میں واقع کئی ملکوں میں مسلمانوں کی واضح اکثریت ہے۔ ان ملکوں میں سے مالی، سینیگال، نائیجر، گنی، چاڈ اور نائجیریا خاص طور پر مشہور ہیں۔ ان ملکوں پر فرانس اور برطانیہ کا قبضہ رہ چکا ہے۔ آزادی کے بعد یہ ملک ترقی کی راہ پر گامزن ہیں۔ نائجیریا آبادی کے لحاظ سے ان ملکوں میں سب سے بڑا ہے۔ نائجیریا میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔

مراکش شمالی افریقہ کا ملک ہے، جو ہمیشہ سے اسلامی علوم اور تہذیب کا گہوارہ رہا ہے۔ یہاں کے عالموں نے اسلام کی تبلیغ اور اسلامی علوم کی نشرواشاعت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ شمالی اور مغربی افریقہ کے دوسرے ممالک کے ساتھ مراکش بھی غلامی کا شکار ہو گیا۔ فرانس نے اس ملک پر قبضہ کرلیا۔ فرانسیسی اقتدار سے یہاں اسلامی تہذیب اور تمدّن کو بے حد نقصان پہنچا۔ دوسری عالمی جنگ کے بعد جب افریقی اور ایشیائی ممالک میں آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا تو مراکش کے جیالے عوام بھی فرانس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے۔ فرانس نے شروع شروع میں مراکشی عوام پر بڑی سختیاں کیں، لیکن عوام کا جذبۂ آزادی سرد نہ پڑا۔ مراکش نے 1956ء میں فرانسیسی تسلّط سے آزادی حاصل کی۔ مراکش اتحادِ اسلامی کا علمبردار ہے اور عرب ملکوں میں باہمی تعاون کا بڑا حامی ہے۔ پاکستان اور مراکش کے آپس میں گہرے روابط ہیں۔

الجزائر شمالی افریقہ کا ایک بڑا اور اہم ملک ہے۔ اس ملک میں مسلمانوں کی بھاری اکثریت آباد ہے۔ اس ملک میں مسلمانوں نے مدتوں تک بڑی شان و شوکت کے ساتھ حکومت کی۔ الجزائر کے علاقے سے کئی اصلاحی اور دینی تحریکیں اٹھیں۔ ان تحریکوں نے شمالی افریقہ میں

بڑا کام کیا۔ سترھویں صدی کے خاتمے تک الجزائر ترکوں کی عظیم سلطنت کا ایک صوبہ تھا۔ 1695ء میں یہ صوبہ ترکوں کے قبضے سے آزاد ہوگیا۔ آزادی کے بعد الجزائر نے بڑی ترقی کی۔ پرتگیزوں نے الجزائر پر قبضہ کرنے کی کئی بار کوشش کی لیکن وہ اپنے اس ارادے میں ناکام رہے۔ پرتگیزوں کی ناکامی کے بعد برطانیہ اور فرانس نے الجزائر میں دلچسپی لینا شروع کی۔ الجزائر پر قبضہ کرنے میں فرانس اپنے حریف برطانیہ پر بازی لے گیا اور 1830ء میں الجزائر پر قبضہ کر لیا۔ الجزائر پر فرانس کے قبضے کے ساتھ ہی الجزائری مسلمانوں کی خوشحالی کا دور ختم ہوگیا۔ فرانس سے بڑی تعداد میں فرانسیسی، الجزائر چلے آئے۔ انھوں نے الجزائر کے نخلستانوں اور تجارت پر قبضہ کرلیا۔ ان حالات میں الجزائری مسلمانوں کی حالت بڑی پتلی ہوگئی۔

دوسری عالمی جنگ میں فرانس کی شکست کے بعد الجزائری مسلمانوں نے فرانس کے تسلط سے آزاد ہونے کے لیے جد وجہد شروع کردی۔ 1954ء میں ہزاروں کی تعداد میں مجاہدین ہتھیار سنبھال کر فرانس کے مقابلے کے لیے میدان میں نکل آئے۔ فرانس نے اس تحریک کو دبانے کے لیے ہرحربہ استعمال کیا۔ ادھر الجزائری مجاہدین کی تعداد روز بروز بڑھتی جا رہی تھی بالآخر لاکھوں مجاہدین کی قربانیوں کے بعد الجزائری عوام نے فرانس کو گھٹنے ٹیکنے پر مجبور کر دیا۔ الجزائر کی آزادی کے بعد وہاں جمہوری حکومت قائم ہوئی۔ الجزائر پاکستان کا مخلص دوست ہے۔

تیونس شمالی افریقہ کا ایک چھوٹا سا ملک ہے جہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ گزشتہ صدی میں فرانس نے وہاں اپنا اثر بڑھانا شروع کیا اور 1881ء میں تیونس پر قابض ہو گیا۔ تیونس کی تجارت اور وسائلِ آمدنی فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں چلے گئے۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا کہ تیونس کے عوام کس مپرسی کی زندگی گزارنے لگے۔ دوسری عالمی جنگ میں جرمنی کے ہاتھوں فرانس کی شکست کے بعد فرانس کے ماتحت ملکوں کے باشندوں کو آزادی کی منزل قریب دکھائی دینے لگی۔ تیونس کے عوام نے اپنی کوششوں کو تیز تر کردیا اور بالآخر فرانس تیونس کو آزاد کرنے پر رضامند ہوگیا۔ آزادی کے بعد تیونس ایک جمہوری ملک بن گیا۔

لیبیا شمالی افریقہ کا ایک اور اہم ملک ہے۔ اس ملک میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ لیبیا کی تاریخ کا نیا باب سید محمد سنوسی کی تحریک سے ہوتا ہے۔ یہ بزرگ 1787ء میں پیدا ہوئے، انھوں نے الجزائر اور مراکش میں تعلیم پائی۔ حصولِ تعلیم کے بعد انھوں نے لیبیا میں اپنی تحریک

کا آغاز کیا۔ انھوں نے عوام کو شریعت پر عمل کرنے کی تلقین کی۔ سید محمد سنوسی نے لیبیا کے طول و عرض میں کئی تربیتی ادارے قائم کیے۔ یہ تربیتی ادارے 'زاویے' کہلاتے ہیں۔ ان زاویوں میں مبلغوں کو تربیت دے کر لیبیا کے علاوہ ہمسایہ ملکوں میں بھی بھیجا جاتا تھا۔ ان کی کوششوں سے لیبیا کے عوام کی اخلاقی حالت سدھر گئی۔ سیّد محمدؒ سنوسی کے بعد ان کے جانشینوں نے تبلیغ کا یہ سلسلہ جاری رکھا۔

۱۹۱۱ء میں اٹلی نے لیبیا پر حملہ کیا۔ لیبیا پر اٹلی کے حملے کی مذمت دنیا بھر کے مسلمانوں نے کی۔ اس موقع پر برصغیر کے مسلمانوں نے بھی کافی غم و غصے کا اظہار کیا۔ اٹلی نے 1931ء میں پورے لیبیا پر قبضہ کر لیا۔ 1951ء میں اقوام متحدہ نے لیبیا کو آزاد کر دیا۔ 1969ء میں لیبیا کو جمہوریہ قرار دے دیا گیا۔ پاکستان اور لیبیا کے آپس میں گہرے دوستانہ روابط ہیں۔

مصر شمالی افریقہ کا سب سے اہم ملک ہے۔ اسے عرب دنیا میں ایک خاص مقام حاصل ہے۔ مصر کی تہذیب دنیا کی قدیم تہذیبوں میں سے ایک ہے۔ دنیائے اسلام کی سب سے بڑی اور دینی درسگاہ جامع الازہر مصر ہی میں واقع ہے۔ مصر پر سولھویں صدی کے آغاز میں ترکی کے سلطان نے قبضہ کر لیا۔ خلیفہ کی طرف سے ترک غلام جو تاریخ میں ممالیک کے نام سے مشہور ہیں، مصر پر حکومت کرتے رہے۔ 1798ء میں فرانس کے مشہور جرنیل نپولین نے مصر کو فتح کر لیا۔ لیکن نپولین کے بعد محمد علی نے فرانسیسیوں کو مصر سے نکال دیا اور حکومت خود سنبھال لی۔ 1869ء میں نہر سویز تعمیر ہوئی۔ مصر کے عاقبت نا اندیش حکمران اسماعیل نے نہر کی لاگت کے حصے بیچنے شروع کر دیے اور اس طرح انگریزوں کا رسُوخ بڑھنے لگا۔

مصر 1883ء سے 1922ء تک برطانیہ کے ماتحت رہا۔ اس عرصے میں برطانیہ نے مصری عوام کو خوب لوٹا۔ نہر سویز پر قابض ہونے کے بعد برطانیہ نے ایشیا کے ملکوں پر اپنی گرفت مضبوط کر لی۔

موجودہ صدی کے آغاز میں مصر میں قومی بیداری کی لہر پیدا ہوئی۔ مصری عوام نے برطانیہ کے پنجے سے رہائی پانے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے شروع کیے۔ مصری عوام کی قربانیاں رائیگاں نہیں گئیں اور وہ 1922ء میں مصر کو برطانیہ کے قبضے سے آزاد کرانے میں کامیاب ہو گئے۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران میں برطانیہ نے 1936ء کے معاہدے کی آڑ میں مصر پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ جنگ کے خاتمے پر مصری عوام برطانوی تسلط ختم کرنے کے لیے اپنی حکومت پر دباؤ ڈالنے لگے اور اس میں وہ کامیاب ہو گئے۔ پاکستان اور مصر کے آپس میں دوستانہ تعلقات ہیں۔

سوڈان شمال مشرقی افریقہ کا ایک بڑا ملک ہے۔ افریقہ کا مشہور دریائے نیل سوڈان میں سے گزرتا ہے۔ سوڈان میں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ 1820ء میں مصر کے حکمران محمد علی نے بڑی دانشمندی کے ساتھ ملک کا نظم و نسق چلایا، محمد علی کے نااہل جانشینوں کے عہد میں مصر کے ساتھ سوڈان کا نظم و نسق بھی تباہ ہو گیا۔ مصری افسروں نے سوڈان میں رشوت کو فروغ دیا اور سوڈان کے عوام کسی ایسے راہنما کے منتظر تھے، جو اُن کو مصریوں سے آزادی دلاتا۔

سید محمد احمد پر جو تاریخ میں مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہے، سید جمال الدین افغانی کی تعلیمات کا بڑا اثر تھا۔ سید صاحب کی تعلیمات سے متاثر ہو کر سید محمد احمد نے سوڈان میں احیائے دین کی تحریک شروع کی۔ سید محمد احمد نے غیر ملکی اقتدار کے خلاف جہاد شروع کر دیا۔ جنوبی سوڈان کے قبائل نے اس کی مدد کی اور ان کی مدد سے سید محمد احمد نے سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کی طرف پیش قدمی کی۔ سوڈان کے انگریز جنرل نے مہدی کا مقابلہ کیا، لیکن شکست کھائی۔ مہدی کے ایک ساتھی نے جنرل کو قتل کر دیا۔ مہدی کے ساتھیوں نے تھوڑے ہی عرصے میں سوڈان کو غیر ملکیوں سے پاک کر دیا۔ مہدی نے 1885ء میں وفات پائی۔ اسی دوران میں برطانیہ نے مصر پر قبضہ کر لیا۔ مصر پر قبضے کے بعد برطانیہ کی نظریں سوڈان کی طرف اٹھیں اور اس نے 1898ء میں سوڈان پر قبضہ کر لیا۔

انتظامی اعتبار سے سوڈان مصر کا ایک صوبہ بنا رہا۔ جب انگریزوں نے 1922ء میں مصر کو آزادی دی تو مصر کے مطالبے کے باوجود سوڈان اپنے قبضے میں رکھا۔ مصر نے کئی بار سوڈان پر اپنا دعوےٰ کیا، لیکن انگریزوں نے اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ مصر کی آزادی کے بعد سوڈان میں بھی آزادی کی تحریک اٹھی اور بالآخر برطانیہ 1956ء میں سوڈان کو آزاد کرنے پر مجبور ہو گیا۔

صومالیہ بھی شمال مشرقی افریقہ میں واقع ہے۔ صومالیہ ایک آزاد اور جمہوری ملک ہے۔ یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہے۔ یہ لوگ مدتوں آزاد رہے۔ جب یورپی اقوام نوآبادیوں کی تلاش میں نکلیں تو انگریز اور اطالوی یہاں آدھمکے۔ ان دونوں قوموں نے صومالیہ پر قبضہ کر کے اسے دو حصوں میں تقسیم کر لیا۔ جب افریقہ میں تحریک آزادی شروع ہوئی تو صومالیہ کے باشندوں نے برطانوی اور اطالوی علاقے اپنی نگرانی میں لے لیے۔ بعد ازاں یکم جولائی ۱۹۶۰ء کو صومالیہ کو آزاد کر دیا۔

ترکی مغربی ایشیا میں واقع ہے۔ 1299ء میں عثمان خاں نے ترکی میں عثمانی خاندان کی بنیاد رکھی۔ عثمانی سلاطین نے یورپ کے وسط تک اپنی بہادری کے جھنڈے گاڑ کر یورپی ملکوں سے اپنی بہادری کا سکّہ منوایا۔ عثمانی سلاطین کے دورِ عروج میں اُن کی سلطنت افریقہ، ایشیا اور یورپ کے براعظموں تک پھیلی ہوئی تھی۔

ترکی کا محل وقوع ایسا ہے کہ یورپ کی بڑی بڑی طاقتیں اس پر قبضہ جمانے کے لیے صدیوں تک اس کے ساتھ لڑتی رہیں۔ ترکوں نے بڑی قربانیاں دے کر اپنی آزادی کی حفاظت کی۔ پہلی عالمی جنگ میں ترکی کو شکست ہوئی تو اتحادیوں نے اس کے ماتحت ملکوں پر قبضہ کر لیا۔ اس نازک مرحلے پر ترکی کی آزادی بھی خطرے میں پڑ گئی۔ اس موقع پر مصطفٰے کمال اتاترک نے بڑی بہادری کا مظاہرہ کیا اور ترکی کی سرزمین کو غیر ملکیوں کے تسلط سے آزاد رکھا۔

ترکی اور پاکستان کے مابین گہرے مراسم ہیں۔ پاکستان ترکی اور ایران کے درمیان ایک خصوصی معاہدہ موجود ہے جو آر۔سی۔ڈی کہلاتا ہے۔ اس معاہدے کے تحت یہ تینوں ملک ترقی کے منصوبوں میں ایک دوسرے سے تعاون کر رہے ہیں۔

شام سرزمینِ عرب کا زرخیز ترین علاقہ ہے۔ یہ ملک زمانہ قدیم سے تہذیب و تمدن کا گہوارہ چلا آرہا ہے۔ گیارھویں صدی کے اختتام پر صلیبی سپاہیوں نے شام کے بعض علاقے فتح کر کے عیسائی حکومت کی بنیاد رکھی۔ لیکن بارھویں صدی کے اختتام پر صلاح الدین ایوبی نے صلیبیوں کو شام کی سرزمین سے نکال دیا۔ 1517 میں شام کو ترکی میں شامل کر لیا گیا اور 1916ء تک شام ترکوں کے قبضے میں رہا۔

ستمبر 1916ء میں انگریزوں نے دمشق فتح کر لیا اور 1926ء میں جمعیت اقوام نے شام پر فرانس کی بالا دستی تسلیم کر لی۔ فرانس 1946ء تک شام پر قابض رہا۔ شام یکم جنوری 1947ء کو

فرانس کے تسلط سے آزاد ہو گیا۔

عراق کا شمار دنیا کے قدیم ترین ملکوں میں ہوتا ہے۔ 1517ء میں سلطان ترکی نے عراق فتح کرکے اسے ترکی میں شامل کر لیا اور پہلی عالمی جنگ کے آغاز تک عراق ترکوں کے ماتحت رہا۔ پہلی عالمی جنگ کے خاتمے پر برطانیہ نے عراق پر اپنا تسلط جما لیا۔ اس تمام عرصے میں عراق کی خارجہ پالیسی اور دوسرے اہم امور برطانیہ کے ہاتھوں میں رہے۔ 1958ء میں عراقی فوج نے انقلاب برپا کرکے بادشاہت کا خاتمہ کر دیا۔ اسی وقت سے عراق کی قیادت فوج کے ہاتھوں میں چلی آرہی ہے۔

پہلی عالمی جنگ سے قبل اردن کا کوئی وجود نہ تھا۔ جنگ کے خاتمے پر برطانیہ نے شام اور فلسطین کے کچھ علاقوں کو ملا کر اردن کی بنیاد رکھی۔ حسین، شریفِ مکّہ کے بیٹے عبداللہ نے جنگ کے دوران میں انگریزوں کی بڑی مدد کی تھی۔ اس کے باوجود اردن کے خارجی معاملات اور اہم داخلی امور انگریزوں کے مشورے سے طے پاتے رہے۔ 1939ء میں انگریزوں نے داخلی معاملات میں اردن کو کافی آزادی دے دی۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران میں برطانیہ نے شاہ عبداللہ کے ساتھ ایک معاہدہ طے کیا جس کی رُو سے برطانیہ کو اردن میں اپنی فوج رکھنے کی اجازت مل گئی۔ 1946ء میں برطانیہ نے اردن کو آزاد اور خود مختار ملک تسلیم کر لیا۔

مسئلہ فلسطین: پہلی جنگِ عظیم کے زمانے میں اردن کے مغرب میں واقع فلسطین کا علاقہ انگریزوں کے تسلّط میں تھا۔ اُنھوں نے یہاں یہودیوں کی آبادکاری کی حوصلہ افزائی کی جنھوں نے انگریزوں کی مدد سے یہودی ریاست اسرائیل قائم کر لی، اس پر عرب یہودیوں کے خلاف اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر امریکہ، برطانیہ اور دوسری مغربی قوموں نے ہمیشہ یہودیوں کی بھرپور مدد کی عربوں اور یہودیوں کے درمیان کئی جنگیں ہو چکی ہیں مگر ابھی تک یہودی عربوں کے [illegible] پر قابض ہیں۔

فلسطینی اس بے انصافی کے خلاف اور اپنی آزادی کے لیے مسلسل تگ و دو کر رہے ہیں۔

متحدہ عرب امارات: خلیج فارس کے ساحل پر ابوظہبی، دوبئی، عجمان، شارجہ، ام القوین، راس الخیمہ اور فجیرہ نام کی سات ریاستیں ہیں۔ ان میں ابوظہبی سب سے بڑی ریاست ہے ان ریاستوں میں عربوں کی اکثریت ہے۔ عربوں کے علاوہ ایرانی، پاکستانی اور ہندوستانی باشندے بھی کافی تعداد میں آباد ہیں۔ غیر ملکیوں نے ان ریاستوں کی ترقی میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

ایران، پاکستان کا ہمسایہ اور دوست ملک ہے۔ موجودہ صدی کے آغاز میں یہاں

قاچاری خاندان کی حکومت تھی۔ قاچاری بادشاہوں نے عوام کے مطالبے کے باوجود ملک میں اصلاحات نافذ کرنے سے انکار کیا جس پر عوام ان کے مخالف ہو گئے۔ 1925ء میں ایران کی قومی اسمبلی نے آخری قاچاری بادشاہ احمد شاہ کو معزول کر کے رضا شاہ کو بادشاہ بنا دیا۔ رضا شاہ کے عہد میں ایران میں اصلاحات نافذ ہوئیں۔ اس نے ایران کو زندہ قوموں کی صف میں جگہ دلانے کے لیے بڑا کام کیا۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران رضا شاہ کو معزول کر کے شاہ محمد رضا کو تخت پر بٹھا دیا۔ محمد رضا نے بڑی حکمت عملی سے کام لیکر ملک کو بڑی طاقتوں کے اثر سے آزاد کرایا۔

ایران پاکستان کا دوست ملک ہے اور اس نے ہر آڑے وقت میں پاکستان کی مدد کی ہے۔ دونوں ملک آر۔ سی۔ ڈی کے تحت ایک دوسرے سے فنی اور صنعتی شعبوں میں تعاون کر رہے ہیں۔

افغانستان، پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے۔ یہ ملک حضرت عثمانؓ کے عہدِ خلافت میں فتح ہوا۔ یہاں مسلمانوں کی غالب اکثریت ہے۔ موجودہ افغانستان کی بنیاد احمد شاہ ابدالی نے 1747ء میں رکھی۔

گذشتہ صدی میں برطانیہ اور روس افغانستان میں اپنا اثر بڑھانے کی کوشش کرتے رہے۔ انگریزوں نے افغانستان پر اپنا تسلّط قائم کرنے کے لیے تین بار افغانستان سے جنگ لڑی۔ افغانستان کے بہادر اور غیور عوام نے بڑی قربانیاں دے کر اپنے ملک کو انگریزوں کے تسلّط سے آزاد کرایا۔ انگریزوں نے 1921ء میں افغانستان کو آزاد اور خود مختار ملک تسلیم کر لیا۔

پاکستان اور افغانستان کے درمیان صدیوں پرانے تہذیبی، ثقافتی اور مذہبی تعلقات ہیں۔ ان تعلقات میں مزید اضافہ ہو رہا ہے۔

اسلام دشمن طاقتوں کی ریشہ دوانیوں کے سبب پاکستان کے لیے مسئلہ کشمیر ایک ناسور بن چکا ہے۔ اقوام متحدہ کی قراردادوں کے مطابق بھارت نے وعدہ کیا تھا کہ کشمیریوں سے پوچھا جائے گا کہ وہ پاکستان میں شامل ہونا چاہتے ہیں یا بھارت میں؟ مگر یہ وعدہ تا حال پورا نہیں ہوا اور لاکھوں مظلوم کشمیری بدستور غلامی کی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ پاکستان نے اس مسئلہ کو کئی بار اقوام متحدہ میں اٹھایا مگر بڑی طاقتوں کے رویہ کے سبب یہ مسئلہ ابھی تک حل نہیں ہو سکا۔

پاک و ہند : پرتگیزی جہازران واسکوڈے گاما راس اُمید کے گرد چکر لگا کر 1498ء میں جنوبی ہند کی بندرگاہ کالی کٹ پہنچنے میں کامیاب ہوگیا۔ اس واقعہ کے بعد پرتگیزوں کے جہاز تجارت کی غرض سے برِصغیر میں آنے لگے۔ دکن کی ریاستوں کے سلاطین اور مغلوں کے پاس بحری قوت نہیں تھی، اس لیے پرتگیزوں نے گوا، دمن اور دیو جیسے ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا۔ بنگال میں ہگلی کے مقام پر انھوں نے ایک تجارتی کوٹھی قائم کی، جسے انھوں نے رفتہ رفتہ قلعے میں بدل دیا۔

پرتگیز اپنے ماتحت علاقوں میں مقامی لوگوں پر بڑا ظلم کرتے تھے، انھیں اپنی عبادت گاہیں تعمیر کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ اسی طرح پرتگیز مقامی باشندوں کو زبردستی عیسائی بنانے لگے، وہ مقامی باشندوں سے جبراً بیگار لیتے۔ پرتگیز مقامی باشندوں کو پکڑ لے جاتے اور انھیں دوسرے ملکوں میں غلام بنا کر بیچ ڈالتے۔ شاہ جہان کے عہد میں جب پرتگیزوں کے مظالم بڑھ گئے تو شاہجہان نے بنگال کے گورنر کو ہگلی پر فوج کشی کا حکم دیا، شاہ جہان کی اس کارروائی سے دس ہزار کے قریب مقامی باشندوں کو پرتگیزوں کے پنجے سے رہائی ملی۔

پرتگیزوں کی دیکھا دیکھی یورپ کی دوسری قوموں کو بھی برصغیر کے ساتھ تجارت کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ برطانیہ کے تاجروں نے 1600ء میں ایسٹ انڈیا کمپنی کی بنیاد رکھی۔ ایسٹ انڈیا کمپنی نے جہانگیر اور شاہ جہان سے برِصغیر میں تجارت کرنے کی اجازت حاصل کر لی۔ انگریزوں نے سورت میں ایک تجارتی کوٹھی قائم کی۔ اسی طرح انھوں نے مدراس کے ساحل پر کئی تجارتی کوٹھیاں قائم کیں۔ انگریزوں کی دیکھا دیکھی فرانس کے تاجروں نے بھی برصغیر کے ساتھ تجارت کی غرض سے ایک کمپنی بنالی۔ یہ کمپنی براہِ راست فرانیسی حکومت کے ماتحت تھی۔ فرانیسیوں نے ماہی اور پانڈی چری جیسے ساحلی مقامات پر قبضہ کر لیا اور بنگال میں دریائے ہگلی کے کنارے چندر نگر میں اپنی تجارتی کوٹھی قائم کر لی۔ فرانیسی بھی انگریزوں کی طرح برصغیر پر قبضہ جمانے کی کوشش میں تھے لیکن انگریزوں نے ان کی پیش نہ چلنے دی۔ فرانیسی فوج کو انگریزی فوج نے دکن اور ارکاٹ میں کئی جگہوں پر شکست دی اور فرانس کے برِصغیر پر قبضہ کرنے کے منصوبے کو خاک میں ملا دیا۔

انگریز اپنے حریف فرانیسیوں کی ناکامی کے بعد برصغیر پر قبضہ کرنے کے لیے سازشوں کے جال بچھانے لگے۔ انھوں نے میر جعفر کو ساتھ ملا کر 1757ء میں پلاسی کی جنگ میں بنگال کے گورنر نواب سراج الدولہ کو شکست دی اور بنگال پر اپنا تسلط قائم کر لیا۔ انگریزوں نے 1764ء میں بکسر کی جنگ میں شاہ عالم ثانی، نواب شجاع الدولہ اور میر قاسم کو شکست دے کر شاہ عالم سے بنگال،

بہار اور اڑیسہ کی دیوانی حاصل کرلی - اس طرح انگریز برصغیر کے تین مشرقی صوبوں پر قابض ہو گئے -

دکن میں میسور ایک طاقتور مسلم ریاست تھی - وہاں کے حکمران حیدرعلی نے انگریزوں کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور انہیں شکست دی - انگریزوں نے حیدرعلی سے صلح کرلی لیکن درپردہ وہ اس کے خلاف تیاری میں لگے رہے - میسور کی دوسری جنگ میں بھی حیدرعلی نے انگریزوں کو کئی معرکوں میں شکست دی - ابھی یہ جنگ جاری تھی کہ حیدرعلی کا انتقال ہو گیا اور اس کی جگہ اس کا بیٹا سلطان فتح علی خاں ٹیپو تخت نشین ہوا - ٹیپو نے انگریزوں کے ساتھ دو خونریز جنگیں لڑیں ، وہ انگریزوں کو برِصغیر سے نکالنا چاہتا تھا لیکن اس کے ہمسایہ حکمرانوں نے اس کی کوئی مدد نہ کی - انگریزوں نے نظام اور مرہٹوں کی مدد سے ٹیپو سلطان کو میسور کی چوتھی لڑائی میں شکست دی - سلطان ٹیپو بہادری کے ساتھ لڑتا ہوا شہید ہوا - ٹیپو اس کی شہادت کے بعد دکن کی تسخیر کا راستہ کھل گیا - انگریزوں نے نظام اور مرہٹوں کو اطاعت پر مجبور کر کے دکن پر قبضہ کر لیا -

بنگلہ دیش دسمبر ۱۹۷۱ء سے قبل پاکستان کا ایک حصہ تھا اور یہ مشرقی پاکستان کہلاتا تھا - ۱۹۴۷ء میں برصغیر کی برطانیہ کے قبضے سے آزادی کے وقت مشرقی پاکستان کے مسلمانوں نے حصولِ آزادی کے لیے بڑی قربانیاں دیں - بنگالی رہنماؤں نے تحریکِ پاکستان میں اپنے دوسرے مسلمان بھائیوں کی طرح بڑھ چڑھ کر حصہ لیا - قیامِ پاکستان کے بعد بھی بنگالیوں نے پاکستان کی سیاست میں بڑا نمایاں کردار ادا کیا -

پاکستان کے بعض دشمن ممالک قیامِ پاکستان کے وقت ہی سے مشرقی پاکستان کو مغربی پاکستان سے الگ کرنے پر تُل گئے - ایسے ممالک کی ریشہ دوانیاں ۱۹۷۱ء میں رنگ لائیں اور مشرقی پاکستان ، ملک کے دوسرے حصے سے علیحدہ کر دیا گیا جسے بنگلہ دیش کا نام دیا گیا -

بنگلہ دیش میں مسلمانوں کی آبادی اسّی فیصد کے لگ بھگ ہے اور وہاں کے عوام کو اسلام کے ساتھ بڑا لگاؤ ہے - اسلامی رشتے کی بنا پر بنگلہ دیش کے پاکستان کے ساتھ قریبی تعلقات قائم ہو چکے ہیں اور دونوں ایک دوسرے کے ساتھ کئی شعبوں میں تعاون کر رہے ہیں -

ملائیشیا جنوب مشرقی ایشیا کا ایک اہم اسلامی ملک ہے - اس ملک میں اسلام

عرب تاجروں کی تبلیغی کوششوں سے پھیلا۔ ان مبلغوں کی وجہ سے یہاں مسلمانوں کی اکثریت ہوگئی۔

سولھویں صدی کے آغاز میں پرتگیزوں نے ملایا کے ساحلی علاقے پر قبضہ کرلیا اور ۱۶۴۱ء میں ولندیزیوں نے پرتگیزوں کو ملایا سے نکال دیا اور خود اس ملک پر قابض ہوگئے۔ ان کے دورِ حکومت کے ظلم وتشدد کے واقعات آج تک لوگوں کو یاد ہیں۔ اٹھارھویں صدی کے اختتام پر انگریزوں کا اثرورسوخ ملایا میں بڑھنے لگا اور وہ 1795ء میں ملایا پر قبضہ کرنے میں کامیاب ہوگئے۔ انگریز قریبًا 150 سال تک اس ملک پر قابض رہے۔ دوسری عالمی جنگ کے دوران میں جاپانیوں نے انگریزوں کو وہاں سے مار بھگایا۔ جاپانیوں کا ملایا پر قبضہ اگرچہ چار سال سے زیادہ نہیں رہا لیکن ان کے دورِ حکومت میں وہاں کے باشندوں پر بڑے شدید مظالم ہوئے۔ جاپان کی شکست کے بعد انگریز دوبارہ ملایا پر قابض ہوگئے۔

دوسری عالمی جنگ کے خاتمہ پر جہاں دوسرے ممالک میں آزادی کی تحریکوں نے جنم لیا وہاں ملایا میں بھی آزادی کی تحریک نے زور پکڑا۔ ملایا کے عوام نے حصولِ آزادی کے لیے بڑی جدوجہد کی اور بالآخر برطانیہ نے ان کا مطالبہ منظور کرلیا۔

31 اگست 1957ء کو ملایا آزاد ہوگیا۔ ملایا کی آزادی کے بعد برطانیہ نے جزیرہ بورنیو میں واقع اپنی بعض نوآبادیات کو بھی آزاد کرنے کا فیصلہ کرلیا۔ ان ملکوں کی ملایا میں شمولیت کے بعد 1962ء میں اس ملک کا نام ملائیشیا رکھا گیا۔

انڈونیشیا جنوب مشرقی ایشیا میں واقع ہے۔ یہ ملک بہت سے جزیروں پر مشتمل ہے۔ ان جزیروں میں اسلام عرب تاجروں اور جنوبی ہند کے مہاجروں کے ذریعے پھیلا۔ ان مبلغوں کی کوششوں سے یہاں کے باشندوں کی اکثریت نے اسلام قبول کرلیا۔ آج یہ دنیا میں سب سے بڑا اسلامی ملک ہے۔

مسلمان ان جزیروں میں بڑے آرام اور سکون کی زندگی بسر کر رہے تھے کہ اچانک سولھویں صدی کے آغاز میں پرتگیز وہاں آدھمکے۔ پرتگیزوں نے ایک ایک کرکے تمام جزیروں پر قبضہ کرلیا اور مسلمانوں کی تجارت اور زراعت تباہ کردی۔ کچھ عرصہ بعد ولندیزی اس طرف آنکلے اور انھوں نے پرتگیزوں کو ان جزیروں سے بھگا کر خود ان پر قبضہ کرلیا۔

مقامی باشندوں نے پرتگیزوں اور ولندیزیوں کا بڑی بہادری کے ساتھ مقابلہ کیا۔ مجاہدین نے میدانِ جہاد میں بہادری کے ایسے جوہر دکھائے کہ ان کی تاریخ میں مثال نہیں ملتی۔ ان مجاہدوں کی شہادت کے بعد دینی مدارس سے آزادی کی نئی تحریک اٹھی۔ اس تحریک

میں سید جمال الدین افغانی کے شاگردوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بالآخر دسمبر ۱۹۴۹ء میں انڈونیشیا کے بہادر عوام اپنے ملک کو احمد سوئیکارنو کی قیادت میں آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے۔

انڈونیشیا کے قریب ہی **فلپائن** کے جزیرے واقع ہیں۔ فلپائن پر متعصب عیسائیوں کی حکومت ہے۔ فلپائن کے جو جزیرے انڈونیشیا کے قریب ہیں، ان میں مسلمانوں کی آبادی زیادہ ہے۔ یہ مسلمان کافی عرصے سے آزادی کے لیے ہاتھ پاؤں مار رہے ہیں۔ فلپائن کی عیسائی حکومت آزادی کے ان پروانوں پر طرح طرح کے مظالم ڈھا رہی ہے۔ دنیا کے انصاف پسند ملک ان مظالم کے خلاف کئی بار صدائے احتجاج بلند کر چکے ہیں۔ اب توقع ہو چلی ہے کہ مسلمانوں کے اکثریتی صوبوں میں اُنھیں داخلی آزادی حاصل ہو جائے گی۔

مشق

ا۔ مختصر جوابات دیجیے:

1- موریطانیہ میں استعماری طاقتوں کی ریشہ دوانیوں پر نوٹ لکھیے۔

2- مراکش نے استعماری طاقتوں سے کس طرح نجات پائی۔ ان کی داستانِ حریت کا حال بتائیے۔

3- مصری عوام نے انگریزوں کی غلامی کا جوا کس طرح اتار پھینکا۔ مختصر طور پر بتائیے:

4- سوڈان میں سید محمد احمد کے کارناموں پر روشنی ڈالیے۔

ب۔ لکیر کے دونوں جانب بیانات دیے گئے ہیں۔ ان کو آپس میں اس طرح ملائیے کہ صحیح مفہوم سمجھ میں آجائے:

1- 1957ء میں	1- انڈونیشیا آزاد ہوا۔
2- 1956ء میں برطانیہ کے چنگل سے	2- اردن آزاد ہوا۔
3- 1946ء میں برطانیہ کے چنگل سے	3- سوڈان آزاد ہوا۔
4- دسمبر ۱۹۴۹ء میں	4- ملایا آزاد ہوا۔
5- 1951ء میں اقوام متحدہ نے	5- لیبیا کو آزاد کر دیا۔

عملی کام:

ج۔ براعظم ایشیا اور براعظم افریقہ کے نقشے میں مسلم ممالک دکھائیے۔

باب ۱۱

مسلمانوں میں بیداری

پچھلی دو تین صدیوں میں مغربی اقوام نے مسلمانوں کو مغلوب کرنے کے لیے طرح طرح کی سکیمیں بنائیں۔ کبھی تو انھوں نے سازشوں کے جال بچھائے اور کبھی کھلم کھلا جارحیت کی۔ انفرادی طور پر تو ہر ملک و قوم میں اپنے اپنے لیڈر تھے جنھوں نے ان حملہ آوروں کے خلاف علمِ بغاوت بلند کیا مگر کچھ ایسی شخصیتیں بھی تھیں جنھوں نے چند تحریکیں چلائیں، جن کا مقصد تھا کہ پورے عالمِ اسلام کو اس قسم کے طوفانوں سے بچانے کا انتظام کیا جائے اور یہ اسی صورت ممکن تھا کہ وہ کوئی منظم تحریک چلاتے۔ چنانچہ ہم اس باب میں چند ایسی ہی شخصیتوں کی ذات اور ان کے کام کے بارے میں پڑھیں گے، جن کی تحریکوں اور تعلیمات سے پوری مسلم دنیا نے فائدہ اٹھایا۔

سید جمال الدّین افغانی

سید جمال الدین افغانی گزشتہ صدی میں بڑے نامور عالم ہو گزرے ہیں۔ انھوں نے اپنی زندگی مسلم ممالک کے اتحاد کے لیے وقف کر دی تھی۔ ان کا دل مسلمانوں کی حالت پر کُڑھتا تھا، وہ ہر وقت اسی فکر میں لگے رہتے تھے کہ مسلمانوں میں آزادی کی تڑپ پیدا کر دی جائے تاکہ وہ غیروں کی غلامی سے نجات حاصل کر سکیں۔

سید صاحب نے ایران میں عوام کی زبوں حالی کا مطالعہ کیا۔ وہاں ناصرالدین شاہ کا دورِ حکومت تھا۔ سید صاحب چاہتے تھے کہ ایران میں اصلاحات نافذ کی جائیں تاکہ زندگی کی اقدار کا معیار اونچا ہو۔ شاہ اور اس کے حواری اِن اصلاحات کے خلاف تھے۔ سید صاحب نے شاہ اور اس کے ساتھیوں پر زور دیا کہ وہ ملک کو غیر ملکیوں کی لوٹ کھسوٹ سے نجات دلائیں اور اصلاحات نافذ کریں۔ شاہ اور اس کے حواریوں نے سید صاحب کی مخالفت شروع کر دی۔ سید صاحب ان حالات میں حضرت عبدالعظیم کی خانقاہ میں مقیم ہو گئے۔ وہاں انھوں نے حکومت پر کڑی تنقید شروع کر دی۔

حکومتِ ایران سید صاحب کے خلاف تو تھی ہی، جب انھوں نے شاہ عبدالعظیم

کی خانقاہ میں وعظ شروع کیا تو انھیں گرفتار کرکے ایران سے باہر نکال دیا۔ ان کے ایران سے جانے کے بعد ایک شخص رضا کرمانی نے شاہ ناصرالدین کو گولی مار دی۔ کہا جاتا ہے کہ رضا کرمانی سید صاحب کا شاگرد تھا۔ بہرحال ایران کے عوام کو ایک ظالم بادشاہ کے ظلم وستم سے نجات ملی۔

سید جمال الدین افغانی نے مصر میں بھی کافی عرصہ گزارا۔ مصر میں قیام کے دوران میں موصوف جامعۃ الازہر میں باقاعدہ درس دیا کرتے تھے۔ سید صاحب نے اپنے شاگردوں میں آزادی کے لیے صحیح تڑپ پیدا کردی۔ ان کے شاگردوں نے مسلم ممالک کو فرانس اور برطانیہ کے پنجے سے آزاد کرانے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ ان کے ایک شاگرد سید محمد احمد نے جو مہدی سوڈانی کے نام سے مشہور ہے، سوڈان میں انگریزوں کے خلاف جہاد شروع کردیا۔ سید محمد احمد تھوڑے ہی عرصے میں سوڈان کی سرزمین سے انگریزوں کو نکالنے میں کامیاب ہوگیا۔ ان کے ایک شاگرد اعرابی پاشا نے مصر میں انگریزوں کے خلاف ہتھیار سنبھال لیے۔ اس نے انگریزوں کے ساتھ لڑائیاں کیں لیکن انگریز اپنی فوجی برتری کی وجہ سے غالب رہے۔ سید صاحب کے ایک شاگرد سعد زاغلول پاشا نے مصر میں وفد پارٹی کے نام سے ایک سیاسی جماعت تیار کی۔ اس جماعت نے برطانوی استعمار پر بڑی کاری ضرب لگائی۔

سید صاحب نے مفتی محمد عبدہٗ کے ساتھ مل کر پیرس سے ایک عربی رسالہ جاری کیا۔ سید صاحب نے اس رسالے میں پُرزور مضامین لکھے۔ انھوں نے مسلم ممالک کو اپنے اختلافات ختم کرنے اور دشمنوں کا مقابلہ کرنے کے لیے متحد ہونے کا مشورہ دیا۔ سید صاحب نہیں چاہتے تھے کہ کوئی مسلم ملک کسی یورپی طاقت کا محکوم ہو۔

سید صاحب نے ترکی میں بھی کافی وقت گزارا۔ ترکی میں قیام کے دوران میں انھوں نے ترکی حکومت پر زور دیا کہ وہ ملک میں اصلاحات نافذ کرے۔ ترکی اس زمانے میں "مردِ بیمار" کے نام سے یورپ میں مشہور تھا۔ سید صاحب کی یہ بڑی خواہش تھی کہ ترکی ایک بار پھر اتنا طاقتور ہو جائے کہ وہ اسلامی ملکوں کی قیادت کرنے لگے۔

سید صاحب یہ جانتے تھے کہ جب تک مسلم ممالک میں مسلمانوں کا ایک مرکز نہیں ہوگا، اس وقت تک مسلم ممالک میں اتحاد ناممکن ہے۔ انھوں نے ترکی میں قیام کے دوران میں اتحاد عالم اسلام پر بڑا زور دیا۔ ترکی کا خلیفہ عبدالحمید جو بظاہر سید صاحب کا حامی تھا، سید

صاحب کا مخالف ہو گیا۔ اس کے بارے میں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس نے انہیں زہر دلوا دیا جس کے اثر سے وہ فوت ہو گئے۔

سید جمال الدین افغانی گزشتہ صدی میں اتحاد عالم اسلام کے سب سے بڑے حامی سمجھے جاتے تھے۔ ان کی وفات کے بعد ان کا مشن ان کے نامور شاگردوں نے جاری رکھا۔ کسی نے کیا خوب کہا ہے کہ جب بھی دنیائے اسلام میں 'اتحاد عالم اسلامی' کے لیے آواز اٹھے گی، اس میں سید جمال الدین افغانی کی روح کارفرما ہوگی۔

مفتی محمدؐ عبدہٗ

مفتی محمد عبدہٗ کا شمار جدید مصر کے معماروں میں ہوتا ہے۔ آپ سید جمال الدین افغانی کے شاگرد تھے۔ انھوں نے اپنے استاد کے ساتھ مل کر پیرس سے 'عروۃ الوثقیٰ' نام کا ایک رسالہ جاری کیا۔ اس رسالے نے عرب ملکوں کی بیداری میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مفتی صاحب نے اپنی تحریروں میں مسلم ممالک کے اتحاد پر زور دیا۔ انھوں نے مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ باہمی اختلافات مٹا کر مخالفوں کے مقابلے میں متحد ہو جائیں۔ مفتی صاحب نے مسلم ممالک سے درخواست کی کہ وہ ایک مضبوط فوج تیار کریں۔ صرف اسی طرح وہ اپنا دفاع کر سکتے ہیں۔

مفتی صاحب کو اس بات کا پوری طرح احساس تھا کہ مسلمان تعلیم میں یورپی اقوام سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔ انھوں نے مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ جدید علوم حاصل کریں۔ مفتی محمد عبدہٗ مصر کی مشہور دینی درسگاہ جامعۃ الازہر کے سربراہ تھے۔ انھوں نے اس درسگاہ کے نصاب کا جائزہ لیا اور اس میں مفید اصلاحات کیں۔ وہ علماء کو جدید علوم سے متعارف کرانا چاہتے تھے اور اس کام کا آغاز انھوں نے جامعۃ الازہر سے کیا۔

مفتی صاحب عالمِ دین ہونے کے ساتھ بہت بڑے ادیب تھے۔ ان کی تحریریں لوگوں کے دلوں میں اتر جاتی تھیں۔ انھوں نے اپنے چند شاگردوں کو لکھنے کی مشق کرائی۔ ان کی ہمت اور کوشش سے مصر میں نوجوان ادیبوں کی ایک جماعت تیار ہو گئی۔ ان ادیبوں نے مصری قوم کو بیدار کرنے میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔

مفتی صاحب کے کئی شاگرد لبنان، عراق، شام اور دوسرے ہمسایہ عرب ملکوں میں جا بسے۔ انھوں نے کئی اخبار اور رسالے جاری کیے۔ ان کی کوشش اور ہمت سے عرب ملکوں میں

اخبار پڑھنے کا شوق پیدا ہوا۔ مفتی صاحب اور ان کے شاگردوں نے عرب عوام کو فرانس اور برطانیہ سے ٹکر لینے کے لیے تیار کیا۔ مفتی صاحب نے جو تحریک شروع کی تھی، وہ کامیاب رہی۔ فرانس اور برطانیہ کو بالآخر عرب ملکوں سے نکلنا پڑا۔

مفتی صاحب کے شاگردوں میں شیخ محمد مصطفیٰ مراغی بہت نامور ہوئے ہیں۔ ان کا شمار مصر کے چوٹی کے عالموں میں ہوتا تھا۔ انھوں نے اپنے استاد مفتی محمد عبدہٗ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے جامعۃ الازہر میں بہت سی اصلاحات کیں۔ موصوف ملکی سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے۔ انھوں نے وفد پارٹی کو قومیت کے زہر سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی۔

شیخ محمد مصطفیٰ مراغی نے جامعۃ الازہر کے طالب علموں کو خصوصی تربیت دے کر افریقہ اور عرب ممالک میں بھیجا۔ ان لوگوں نے مختلف ممالک میں تبلیغ اسلام کا فریضہ انجام دیا۔ انھوں نے محکوم قوموں کو یورپی طاقتوں کا مقابلہ کرنے اور آزادی حاصل کرنے کی ترغیب دی۔

مفتی محمد عبدہٗ کے ایک شاگرد علامہ رشید رضا تھے۔ وہ بہت بڑے عالم اور صحافی تھے۔ انھوں نے مصر سے 'المنار' کے نام سے ایک اخبار جاری کیا۔ اس اخبار نے مصری قوم میں بیداری پیدا کی اور وہ انگریزوں کو مصر سے نکالنے پر تل گئی۔ علامہ رشید رضا کے شاگردوں نے دوسرے عرب ملکوں سے اخبار اور رسالے نکالے۔ ان اخباروں اور رسالوں نے رائے عامہ کو انگریزوں اور فرانسیسیوں کے خلاف بیدار کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ الغرض مفتی محمد عبدہٗ کی وفات کے بعد بھی اُن کے شاگردوں اور ان کی تحریروں کی بدولت وہ پیغام جاری و ساری رہا جو آپ نے شروع کیا تھا۔

سنوسی تحریک گزشتہ صدی میں مسلمانوں کو پستی سے نکالنے اور اقوام یورپ کی غلامی سے بچانے کے لیے جن تحریکوں نے جنم لیا، ان میں لیبیا کی سنوسی تحریک بھی ہے۔ اس تحریک کے بانی سید محمد سنوسی بہت بڑے عالم تھے۔ انھوں نے لیبیا کے عوام کو خوابِ غفلت سے بیدار کرنے کے سلسلے میں بڑا کام کیا۔ انھوں نے لیبیا کے طول و عرض میں خانقاہیں قائم کیں، جہاں لوگوں کا اخلاق سدھارنے کے ساتھ انھیں دستکاریوں کی بھی تعلیم دی جاتی تھی۔ سید محمد سنوسی نے لیبیا کے عوام کو قانون کا ادب کرنا سکھایا۔ ان کی وفات کے بعد ان کے فرزند نے ان کے کام کو آگے بڑھایا۔ اس نے لیبیا کے ہمسایہ ملکوں چاڈ اور نائیجر میں بھی خانقاہیں قائم کیں۔ ان کی تبلیغ سے افریقی عوام بکثرت مشرف باسلام ہوئے۔

فرانس اس زمانے میں چاڈ اور نائیجر پر قبضہ جمانے کی فکر میں تھا ۔ اسے ان ممالک میں سنوسیوں کا بڑھتا ہوا اثر اپنے عزائم کی راہ میں رکاوٹ نظر آنے لگا، اس لیے فرانس بلا وجہ سنوسیوں سے الجھ پڑا ۔ فرانسیسیوں اور سنوسیوں کے درمیان کئی خونریز معرکے ہوئے ، بالآخر فرانس انھیں نائیجر اور چاڈ سے نکالنے میں کامیاب ہوگیا ۔

اسی اثنا میں اٹلی نے لیبیا پر حملہ کر دیا ۔ سنوسیوں نے ہر جگہ اطالوی فوج کی مزاحمت کی۔ سنوسیوں نے لیبیا کو اٹلی کے قبضے سے بچانے کے لیے بڑی قربانیاں دیں ۔ اٹلی نے وقتی طور پر لیبیا پر قبضہ کر لیا لیکن لیبیا کے عوام بالآخر لیبیا کو آزاد کرانے میں کامیاب ہوگئے ۔

امام بونجول اور ان کی تحریک : انڈونیشیا پر ہالینڈ کے قبضے کے بعد سب سے پہلے سماٹرا میں ان کے خلاف جد وجہد کا آغاز ہوا ۔ ڈچوں کے خلاف اس تحریک کے سربراہ امام بونجول تھے ۔ امام صاحب ایک جیّد عالم، نامور فقیہ ، متقی اور پرہیزگار شخص تھے ۔ وہ مسلمانوں کے دینی شعار کی حفاظت اور اسلام کے غلبہ کے لیے جہاد ضروری سمجھتے تھے ۔ انھوں نے اپنے معتقدین اور شاگردوں کی ایک جماعت تیار کی اور ڈچوں کے خلاف جہاد شروع کر دیا ۔ امام بونجول اور ان کے ساتھی چودہ سال تک ڈچوں کے خلاف لڑتے رہے ۔ انھوں نے سرفروشی اور بہادری کی ایسی مثالیں چھوڑی ہیں کہ انڈونیشیا کے عوام آج تک دل سے ان کا احترام کرتے ہیں ۔

ان مجاہدین کے کارناموں کی وجہ سے انڈونیشیا کے عوام میں قومی بیداری پیدا ہوئی ۔ ان مجاہدین نے آزادی کی جو شمع روشن کی تھی، ان کے جانشینوں نے خونِ جگر سے اسے روشن رکھا ۔ بالآخر ان کی قربانیاں رنگ لائیں اور ڈچ ، انڈونیشیا سے نکلنے پر مجبور ہوگئے ۔

تحریکِ مجاہدین

برصغیر میں انگریزوں کے تسلّط کے بعد حصولِ آزادی کے لیے کئی تحریکیں اٹھیں ۔ ان تحریکوں میں تحریکِ جہاد خاص طور پر مشہور ہے ۔ اس تحریک کے بانی سید احمد بریلوی اور شاہ اسمٰعیل تھے ۔ سید احمد بریلوی نے برصغیر کے مختلف علاقوں کا دورہ کیا اور مسلمانوں کو جہاد کی ترغیب دی ۔ ان کی دعوت پر بہت سے سرفروش اور دیندار مسلمانوں نے ان کا ساتھ دیا ۔

سید صاحب کا یہ ارادہ تھا کہ وہ جہاد کا آغاز شمال مغربی سرحدی صوبے سے کریں ۔ اس طرح وسط ایشیا ، افغانستان اور ایران ان کی پشت پر ہوں گے اور انھیں بوقت ضرورت فوجی اور مالی امداد مل جائے گی ۔ سید صاحب یہ چاہتے تھے کہ پہلے پنجاب کو سکھوں کے

قبضے سے آزاد کرائیں ۔ اس کے بعد انگریزوں کو برِصغیر سے نکالیں ۔

سید صاحب اپنے ساتھیوں کے ساتھ راجستھان اور سندھ سے ہوتے ہوئے افغانستان پہنچے ۔ افغانستان سے آپ پشاور آئے ۔ سرحد کے غیور اور دیندار مسلمانوں نے سید صاحب کا ساتھ دیا ۔ سید صاحب نے کئی معرکوں میں سکھوں کو شکست دی ۔ سکھوں کو اپنا اقتدار خطرے میں نظر آیا تو انھوں نے اپنے ایجنٹوں کے ذریعے سید صاحب کے ساتھیوں میں پھوٹ ڈلوائی ۔ کئی مقامات پر سید صاحب کے ساتھیوں کو بے دردی کے ساتھ قتل کر دیا گیا ۔

سید صاحب نے مسلمانوں کو غیروں کی غلامی سے نجات دلانے کے لیے کئی چھوٹے بڑے معرکے لڑے ۔ آخر سکھوں نے آپ کو بالا کوٹ کے مقام پر گھیر لیا ۔ سید صاحب اور ان کے ساتھی بڑی بہادری کے ساتھ لڑے ، لیکن سکھوں کے توپ خانے کے سامنے ان کی کوئی پیش نہ چل سکی ۔ سید صاحب اور شاہ اسمٰعیل نے جامِ شہادت نوش کیا ۔ ان کے بچے کھچے ساتھی پہاڑوں میں جا چھپے ، جہاں سے وہ سکھوں اور بعد ازاں انگریزوں کا مقابلہ کرتے رہے ۔

مولانا محمّد علی جوہر

مولانا محمد علی جوہر کا شمار تحریکِ آزادی کے صفِ اوّل کے رہنماؤں میں ہوتا ہے ۔ ان کی ساری زندگی برطانوی استعمار کے خلاف لڑتے ہوئے گزری ۔ انھوں نے آزادی کے حصول کے لیے بڑی تکالیف برداشت کی ہیں ۔

مولانا محمد علی جوہر کے دل میں اسلام اور مسلمانوں کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا ۔ جن دنوں اٹلی نے طرابلس پر حملہ کیا تو مولانا محمد علی کی بے قراری بہت بڑھ گئی ۔ انھوں نے خود کو مسلمانوں کی خدمت کے لیے وقف کر دیا ۔ جب بلقان کی ریاستوں نے ترکی پر حملہ کیا تو مولانا ترکی کی حمایت میں سینہ سپر ہو گئے ۔

پہلی عالمی جنگ میں ترکی نے انگریزوں کے خلاف جرمنی کا ساتھ دیا تو مولانا نے ترکی کی حمایت میں مضامین لکھے ۔ انھوں نے اس سلسلے میں قید و بند کی سختیاں بھی برداشت کیں ۔

ترکی کو اسلامی ممالک میں ایک مرکزی مقام حاصل تھا ۔ اس زمانے میں بیشتر عرب ممالک ترکی کے ماتحت تھے ۔ ترکی کا خلیفہ اسلامی ملکوں میں بڑی عزّت اور عقیدت کی نگاہوں سے دیکھا جاتا تھا ۔ مُسلمان اسے اپنا خلیفہ سمجھ کر اس کی دل وجان سے عزت کرتے تھے ۔ خلیفہ جو کچھ بھی تھا اور جیسا بھی تھا ، پھر بھی وہ مسلمانوں کے اتحاد کی علامت سمجھا جاتا تھا ۔

جن دنوں ترکی اور انگریزوں کے درمیان جنگ جاری تھی، مسلمانوں کو خطرہ پیدا ہوا اگر ترکوں کو شکست ہو گئی تو ترکی خلافت ختم ہو جائے گی۔ مسلمانوں کو خلافت سے ایک مذہبی اور جذباتی لگاؤ تھا۔ پھر مسلمانوں کے مقدس مقامات مکّہ مکرمہ اور مدینہ منوّرہ بھی ترکی سلطنت کی حدود میں واقع تھے۔ چنانچہ خلافت کے بقا کے لیے ہندوستان میں "تحریکِ خلافت" شروع ہوئی۔ مولانا محمد علی جوہر اور اُن کے بھائی مولانا شوکت علی تحریک میں پیش پیش تھے۔

انگریزوں نے مولانا محمد علی جوہر اور اُن کے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا۔ مظاہرین پر بڑی سختیاں کیں۔ اس کے باوجود ان کے عزم میں کوئی فرق نہ آیا اور تحریکِ خلافت روز بروز آگے بڑھنے لگی۔ اس تحریک میں مولانا محمد علی جوہر نے جو کردار ادا کیا وہ برصغیر کی آزادی کی تحریک میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

مولانا محمد علی جوہر عالم اسلام کے اتحاد کے زبردست حامی تھے۔ انھوں نے اس موضوع پر اپنے اخبارات "کامریڈ" اور "ہمدرد" میں بہت سے مضامین لکھے۔ وہ اس زمانے میں مسلمانوں کو درپیش مسائل کا حل صرف ان کے اتحاد میں سمجھتے تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ مسلمان متحد ہو کر یورپ کی استعماری قوتوں کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔

علّامہ محمّد اقبال

علّامہ محمد اقبال کا شمار موجودہ صدی کے عظیم مسلم دانشوروں میں ہوتا ہے۔ ان کے دل میں مسلمانوں کا درد کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ دنیا کے کسی حصے میں مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑتی تو علامہ صاحب بے قرار ہو جاتے۔ انھوں نے اپنی آنکھوں کے سامنے کئی آزاد ملکوں کو یورپی اقوام کا غلام بنتے دیکھا۔ ان کے سامنے اقوام یورپ نے اپنے ماتحت ممالک میں مسلمانوں پر بڑے بڑے مظالم توڑے۔ ان سب باتوں کا علامہ اقبال کے دل پر گہرا اثر ہوا۔ انھوں نے طرابلس اور ترکی کے مظلوم مسلمانوں کے بارے میں بڑی پُر درد نظمیں لکھی ہیں۔

علامہ اقبال اتحادِ عالمِ اسلامی کے بڑے حامی تھے۔ اُنھوں نے مسلمانوں کو باہمی اختلافات ختم کرنے اور مل جُل کر رہنے کا مشورہ دیا۔ وہ رنگ ونسل کی تمیز کے سخت مخالف تھے۔ اُنھوں نے غلام اقوام کو غیروں کے پنجے سے آزاد ہونے کی تلقین کی۔ علامہ اقبال ہندوستان کو بھی انگریزوں کی غلامی سے آزاد دیکھنا چاہتے تھے۔ چونکہ ہندو اور مسلمان دو الگ قومیں ہیں جو اپنی تاریخ، تہذیب، تمدن اور معاشرت غرض ہر لحاظ سے ایک دُوسرے سے مختلف ہیں۔ اِس لیے علامہ اقبال نے

۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے اجلاس الٰہ آباد میں مسلمانوں کے لیے ایک الگ وطن کا تصوّر پیش کیا۔ اسی کی بُنیاد پر آگے چل کر پاکستان قائم ہوا۔

قائدِ اعظم

قائد اعظم کا شمار اس صدی کے عظیم مسلم رہنماؤں میں ہوتا ہے۔ ان کی ولولہ انگیز قیادت میں برصغیر کے مسلمانوں نے جنگِ آزادی لڑی۔ انھوں نے اقبال کے تصور پاکستان کو حقیقت بنادیا۔ قائدِ اعظم کی اَن تھک محنت اور کوشش ہی سے ہمیں پاکستان ملا۔

قائد اعظم کے دل میں مسلمانوں کی خدمت کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا۔ برصغیر میں ہندوؤں کی آبادی زیادہ تھی، اس لیے ہرجگہ مسلمانوں کے حقوق پامال ہو رہے تھے۔ قائدِ اعظم مسلمانوں کے حقوق کی حفاظت اور اُن کے تشخص کو برقرار رکھنے کے لیے مسلسل جد وجہد کرتے رہے۔

قائد اعظم ابتدا میں کانگرس کے ممبر تھے۔ اس وقت ابھی مسلم لیگ قائم نہیں ہوئی تھی۔ ان دنوں وہ ہندو مسلم اتحاد کے بڑے حامی تھے۔ ہندوؤں کے ساتھ رہنے اور ان کے ساتھ مل کر کام کرنے کے بعد قائد اعظم کو اس بات کا احساس ہوا کہ ہندو، مسلمانوں کو کھاتے پیتے اور خوشحال زندگی بسر کرتے دیکھنا پسند نہیں کرتے۔

ہندُو اپنی آبادی کی اکثریت کی بنا پر مسلمانوں کو اقلیت سمجھتے تھے، وہ مسلمانوں کو ان کے جائز حقوق بھی دینے پر رضامند نہیں تھے۔ اگر برصغیر میں ہندُو کے منشا کی جمہوری طرزِ حکومت قائم ہو جاتی تو ہندُو ملک کے سیاہ و سفید کے مالک بن جاتے۔

ایک دفعہ ایک کانگرسی رہنما نے یہ دعوےٰ کیا کہ برصغیر میں انگریز اور کانگرس دو ہی طاقتیں ہیں تو اس پر قائد اعظم نے اعلان کیا کہ برصغیر میں ایک تیسری طاقت بھی ہے اور وہ ہیں مسلمان۔

قائد اعظم ہندوؤں کے ارادوں کو خوب سمجھتے تھے۔ دوسری عالمی جنگ کے آغاز میں انگریزوں کو کئی محاذوں پر شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ جاپانی فوجیں ملایا، انڈونیشیا اور برما پر قبضہ کرتی ہوئی آسام تک پہنچ گئیں۔ اس وقت انگریزوں کی حالت بڑی پتلی ہو رہی تھی۔ ہندوؤں نے سوچا کہ اگر اس وقت انگریزوں کو برصغیر سے نکالنے کے لیے کوئی تحریک شروع کی جائے تو کامیابی کے امکانات زیادہ واضح ہیں۔ گاندھی نے "ہندوستان چھوڑ دو" تحریک شروع کر دی۔

قائد اعظم گاندھی کے عزائم سے بخوبی واقف تھے، وہ یہ جانتے تھے کہ اگر انگریز ان حالات میں برصغیر کو کانگرس کے حوالے کر کے یہاں سے نکل گیا تو اقتدار ہندوؤں کے ہاتھ میں آ جائے

گا۔ ہندو اقتدار سنبھالنے کے بعد مسلمانوں کو پستی کے گڑھے میں دھکیل دیں گے، اس لیے قائد اعظم اس تحریک سے الگ رہے۔ انگریزوں نے تین ہفتوں کے اندر اندر اس تحریک کو دبا دیا۔ اس موقع پر ہندوؤں پر بھی یہ واضح ہوگیا کہ وہ مسلمانوں کے تعاون کے بغیر کوئی تحریک نہیں چلا سکتے۔

قائد اعظم اتحاد عالم اسلام کے زبردست حامی تھے۔ ان کا یہ خیال تھا کہ مسلم ممالک متحد ہوکر اپنے مسائل حل کرسکتے ہیں۔ ان کا یہ بھی خیال تھا، کہ برصغیر کی آزادی کے بعد پاکستان کے مسلمان، عالم اسلام کے اتحاد میں بڑا اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔

قائد اعظم بڑے اونچے کردار کے مالک تھے۔ وہ جس بات کو حق سمجھتے، اس پر ڈٹ جاتے اور پھر دنیا کی کوئی طاقت انہیں ان کے مؤقف سے ہٹا نہیں سکتی تھی۔ ان کے مخالفین بھی ان کی سیاسی بصیرت اور تدبّر کے قائل تھے۔

اگر تحریکِ آزادی میں مسلمانوں کو قائد اعظم جیسا مخلص رہنما نہ ملتا تو آزادی کا مطالبہ اتنی جلدی منظور نہ ہوتا۔ یہ قائد اعظم ہی تھے، جو ملت کا سفینہ انگریزوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے بچا کر نکال لائے۔

مسلم ممالک کے مابین اتحاد اور افہام و تفہیم:

مسلم ممالک کے رہنماؤں کی متفقہ رائے یہی ہے کہ مسلمانان عالم اس وقت تک نہ تو صحیح معنوں میں ترقی کرسکتے ہیں اور نہ ہی دوسری اقوام سے اپنا وجود تسلیم کرا سکتے ہیں جب تک ان میں آپس میں مکمل اتحاد نہ پایا جاتا ہو اور افہام و تفہیم کی مثبت فضا نہ پائی جاتی ہو۔

اگر یہ ممکن ہو تو مسلم مفکرین اور صاحب رائے لوگوں کے خیال میں مسلم بلاک دنیا میں سب سے موثر بلاک ثابت ہوسکتا ہے۔ کیونکہ ایک تو ان کی جغرافیائی پوزیشن ایسی ہے کہ دنیا کی کوئی بھی طاقت اس کو نظرانداز نہیں کرسکتی اور دوسرے ان کے ہاں معدنی دولت اتنی ہے کہ دنیا کے اقتصادی نظام کو تشکیل کرنے میں مسلم ممالک اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ اسی بات کے پیشِ نظر اس ضمن میں کچھ اقدام کیے گئے تھے، جن کا ذکر ذیل میں کیا جاتا ہے:

آر۔سی۔ڈی

پاکستان نے اوّل روز ہی سے اپنے ہمسایہ ملکوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے کی مخلصانہ کوشش کی ہے۔ برصغیر پاک و ہند کی تاریخ اس پر گواہ ہے کہ جب بھی کسی مسلم ملک میں مسلمانوں پر کوئی افتاد پڑی تو برصغیر کے مسلمان بے قرار ہوگئے۔

ایران اور ترکی کے ساتھ ہمارے تعلقات صدیوں پرانے ہیں۔ برصغیر میں اسلامی ملکوں کی بنیاد رکھنے والے حکمران نسلاً ترک تھے۔ 1964ء میں صدرِ پاکستان نے ترکی، ایران اور پاکستان کے درمیان میل جول بڑھانے اور ترقی کے منصوبوں میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کی تجویز پیش کی۔ شاہِ ایران اور ترکی کے صدر نے اس تجویز کا خیر مقدم کیا اور ترقی کے لیے علاقائی تعاون کا ادارہ قائم کیا۔ اس ادارے کو عرفِ عام میں آر۔سی۔ڈی کہتے ہیں۔

اس ادارے میں ایران، ترکی اور پاکستان شامل ہیں۔ اس ادارے کی ایک کونسل ہے اور تینوں ملکوں کے وزرائے خارجہ اس کے ممبر ہیں۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد باہمی تجارت کو فروغ دینا، مشترکہ سرمائے سے کارخانے قائم کرنا، اور ایک دوسرے کے قدرتی وسائل سے فائدہ اٹھانا ہے۔ تینوں ملکوں کو سڑک کے ذریعے ملا دیا گیا ہے اور مسافروں کو آمد و رفت کی سہولتیں دینے کے لیے پاسپورٹ اور ویزا کی پابندیاں نرم کر دی گئی ہیں۔ ان ملکوں کی مشترکہ فضائی اور جہازران کمپنی کے قیام کا منصوبہ بھی زیرِ غور ہے۔

عرب لیگ

عرب لیگ کا قیام دوسری عالمی جنگ کے دوران میں عمل میں آیا ہے۔ مشرقِ وسطیٰ اور شمالی افریقہ میں چھوٹے بڑے متعدد عرب ملک موجود ہیں۔ ان ملکوں کے باشندے ایک ہی نسل سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان کی زبان بھی ایک ہے اور تہذیب و تمدن بھی۔ ان کا مذہب بھی ایک ہے اور مفادات بھی یکساں ہیں۔ ان ملکوں کی آبادی بہت کم ہے۔ چھوٹے اور ترقی پزیر ممالک اس قابل نہیں ہوتے کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں، اس لیے ان ملکوں کے درمیان باہمی تعاون کی ضرورت شدت کے ساتھ محسوس کی گئی۔

دوسری عالمی جنگ کے دوران میں عرب ملکوں کے نمائندے قاہرہ میں اکٹھے ہوئے اور انھوں نے عرب ملکوں کے باہمی تنازعات ختم کرنے، مشترکہ دفاع کا منصوبہ تیار کرنے اور ایک دوسرے ملک سے زیادہ سے زیادہ تعاون کرنے کے لیے ایک ادارہ قائم کیا جو 'عرب لیگ' کے نام سے مشہور ہے۔ عرب لیگ کا دفتر قاہرہ میں ہے۔ اس ادارے نے عرب ممالک کے باہمی اختلافات دور کرنے اور متحد ہو کر اسرائیل کا مقابلہ کرنے کے سلسلے میں بڑا اہم کردار ادا کیا ہے۔

اسلامی کانفرنس:

قرآن پاک میں مسلمانوں کو متحد ہو کر رہنے کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "اللہ

کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور اگر تمہارا اتحاد ختم ہوگیا تو تمہاری ہوا اُکھڑ جائے گی"۔ تاریخ اس پر شاہد ہے کہ جب تک مسلمانوں میں اتحاد رہا، دنیا کی کوئی طاقت انہیں مغلوب نہ کرسکی۔ جب ان کا اتحاد پارہ پارہ ہوگیا، تو دشمنوں نے ایک ایک کرکے تمام مسلم ممالک پر قبضہ کرلیا۔

مسلم مدبّروں اور دانش وروں نے ہر دور میں اتحاد عالم اسلام پر زور دیا ہے۔ سیّد جمال الدین افغانی، مفتی محمّد عبدہ، سید احمد بریلوی، شاہ اسمٰعیل، مولانا محمد علی جوہر، علامہ اقبال، اور قائد اعظم محمد علی جناح نے اپنی زندگیاں ہی اتحاد عالم اسلام کے لیے وقف کردی تھیں۔ ان مفکرّوں کے کام کے پیشِ نظر تمام اسلامی ملکوں کے نمائندوں سے صلاح مشورہ کے بعد اسلامی کانفرنس کی بنیاد رکھی گئی۔ اس ادارے کا صدر دفتر جدّہ میں ہے۔ تمام اسلامی ممالک اس ادارے کے ممبر بن سکتے ہیں۔ اس ادارے کے قیام کا مقصد اسلامی ملکوں کے باہمی تنازعات ختم کرنا اور ترقی کے منصوبوں میں ان کی مدد کرنا ہے۔ دنیائے اسلام کے مشترکہ دفاع کا منصوبہ بھی زیرِ غور ہے۔ اس ادارے نے ایک اسلامی بینک بھی قائم کیا ہے جس کے لیے سرمایہ تیل پیدا کرنے والے مسلم ملکوں نے فراہم کیا ہے۔ اسلامی بینک ترقی پذیر مسلم ملکوں کو ترقی کے منصوبوں میں سرمایہ فراہم کرے گا۔ اسلامی کانفرنس نے جدّہ میں 'اسلامی خبر رساں ایجنسی' بھی قائم کی ہے۔ یہ ایجنسی مسلم ممالک کی خبریں اشاعت کے لیے اخبارات کو بھیجا کریگی۔ اسلامی کانفرنس کے زیرِ اہتمام اسلامی ملکوں کی سربراہی کانفرنسیں منعقد ہونا شروع ہوگئی ہیں۔ اس ضمن میں فروری ۱۹۷۴ء میں لاہور میں بھی اسلامی سربراہی کانفرنس منعقد ہوئی تھی جس میں مسلم ممالک کے تقریباً ۴۰ وفود نے شرکت کی۔ یہ اپنی قسم کا مسلم ممالک کا سب سے بڑا سرکاری اجتماع تھا۔ ان کانفرنسوں کا انعقاد اتحاد عالمِ اسلام کی طرف ایک بڑا اہم قدم ہے۔

مشق

الف ۱۔ سید جمال الدین افغانی کی مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں کی گئی خدمات پر نوٹ لکھیے۔

2۔ مفتی محمد عبدہٗ کی مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ سے متعلق کی گئی خدمات پر نوٹ لکھیے۔

3۔ قائد اعظم محمد علی جناح کی خدمات کا ذکر کیجیے، جو آپ نے مسلمانوں کے اندر بیداری پیدا کرنے کے سلسلے میں کی ہیں۔

4۔ آر سی ڈی سے متعلق آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ مندرجہ ذیل فقرات مکمل کیجیے۔

(i) آر سی ڈی میں پاکستان، ایران اور ________ شامل ہیں۔

(ii) عرب لیگ کا صدر دفتر ________ میں ہے۔

(iii) سب سے بڑی اسلامی سربراہی کانفرنس ________ میں ________ میں ہوئی۔

(iv) سید جمال الدین افغانی نے ________ اور ________ میں بھی کافی عرصہ گزارا۔

(v) علامہ اقبالؒ ________ کے بڑے حامی تھے۔

(vi) علاقائی تعاون برائے ترقی کے ادارے کو عرف عام میں ________ کہتے ہیں۔

(vii) قائدِ اعظمؒ نے اعلان کیا کہ برِصغیر میں ایک ________ طاقت بھی ہے اور وہ ہیں مسلمان۔

(viii) قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ 'اللہ کی رسّی کو ________
________'

(ix) ________ میں اسلامی خبر رساں ایجنسی ________ ہے۔

باب 12

پاکستان میں شہری زندگی

شہر ہو یا گاؤں جہاں بھی لوگ اکٹھے رہتے ہوں وہاں کئی ایک مسائل کا پیدا ہونا ناگزیر ہے۔ ان مسائل میں خوراک، رہائش، صحت وصفائی اور تعلیم وغیرہ کے مسائل شامل ہیں۔ ان مسائل کو اکیلا ایک فرد حل نہیں کر سکتا۔ انہیں آپس میں مل کر ہی حل کیا جا سکتا ہے۔ مل جُل کر کام کرنے کے لیے بہت سے لوگوں کو ایک ساتھ سوچ بچار کر کے ایک منصوبہ بنانا پڑتا ہے۔ دو ہمسائے ایک دوسرے سے تعاون کریں تو وہ صرف وہی مسائل حل کر سکیں گے جو ان دو گھروں کے ساتھ تعلق رکھتے ہوں۔ اگر وہ چاہیں کہ پورے شہر کی صحت وصفائی اور ایسے دوسرے مسائل حل کر لیں تو یہ بات ناممکن نظر آتی ہے۔ پورے شہر کے مسائل کو حل کرنے کے لیے تمام لوگوں کا تعاون حاصل کرنا پڑتا ہے۔ اسی طرح ضلع کا انتظام ہو یا صوبے کا یا پورے ملک کا ہو، لوگوں کا آپس میں صلاح مشورہ اور تعاون ضروری ہے۔

ہم دیہات میں رہتے ہوں یا شہر میں رہتے ہوں ہم پاکستان کے شہری ہیں۔ شہری وہ ہے جسے ملک کے سیاسی معاملات میں حصہ لینے کا حق حاصل ہو، وہ انتخاب لڑ سکے۔ انتخاب میں ووٹ ڈال سکے۔ ملک میں جائز کاروبار کے ذریعے روزی کما سکے اور اپنے ملک کی ہر قسم کی معاشرتی سرگرمیوں میں حصہ لے سکے۔ ان حقوق کے بدلے میں اس پر اپنے ملک اور قوم کی طرف سے کچھ فرائض اور ذمہ داریاں بھی عائد ہوتی ہیں۔ ان ذمہ داریوں میں سب سے بڑھ کر آپس میں تعاون اور ملکی قوانین کی پابندی ہے۔ جہاں قاعدے اور ضابطے نہ ہوں، وہاں انسانی زندگی میں کوئی نظم وضبط نہیں ہو سکتا۔ قاعدے اور ضابطے اس لیے بنائے جاتے ہیں کہ ملک کے شہری ان کی پابندی کریں۔ ان ضابطوں کی حدود کے اندر ملکی مسائل کو حل کرنے کے لیے مقامی ادارے قائم کیے جاتے ہیں۔ ان اداروں کو قانونی حدود کے اندر اختیارات بھی سونپے جاتے ہیں۔ یہ ادارے لوگوں کے تعاون سے ان کے مختلف مسائل حل کرتے ہیں۔ میونسپل کمیٹیاں اور ضلعی کونسلیں اسی قسم

کے مقامی ادارے ہیں۔ ان کو مقامی خود اختیاری کا نام دیا جاتا ہے۔

مقامی حکومت خود اختیاری حکومت کا وہ شعبہ ہے جو کسی شہر یا قصبے یا گاؤں کے مقامی مسائل کو حل کرنے کے لیے قائم کیا گیا ہو۔ حکومت نے اس ادارے کو کچھ اختیارات سونپ رکھے ہوتے ہیں۔ اختیارات کو مقررہ قاعدوں اور ضابطوں کے اندر ہی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ عوام کے تعاون کے بغیر کسی ادارے کا کام چل نہیں سکتا۔ لوگوں کا تعاون حاصل کرنے کے لیے یہ ادارے لوگوں کی خدمت کا راستہ اختیار کرتے ہیں۔ عوامی نمائندوں کے ذریعے وہ لوگوں کے ساتھ رابطہ قائم رکھتے ہیں۔ اس سے لوگوں کو مل جل کر کام کرنے کا تجربہ حاصل ہوتا ہے۔ انہیں اپنی ذمہ داریوں کو نبھانے کا سلیقہ آتا ہے۔

دیہات اور شہروں کے مسائل ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ حکومت خود اختیاری کے کام کو زیادہ سے زیادہ آسان بنانے کے لیے اور لوگوں کی مقامی ضرورتیں پوری کرنے کی غرض سے کچھ ادارے قائم کیے گئے ہیں۔ مثلاً میونسپل کمیٹی ضلعی کونسل اور کنٹونمنٹ بورڈ۔

میونسپل کمیٹی

شہری علاقوں کے مسائل بہت زیادہ رہے ہیں۔ شہروں میں رہنے والوں کی تعداد بڑھ جانے کی وجہ سے مسائل بھی بڑھ جاتے ہیں۔ مسائل کو مل جل کر حل کرنے کے لیے حکومت کی نگرانی میں ایک میونسپل کمیٹی بنائی جائے گی۔ میونسپل کمیٹی کے کام کو بہتر طور پر سرانجام دینے کے لیے نمائندے منتخب ہوں گے۔

شہری علاقوں کی میونسپل کمیٹیوں اور محلہ کمیٹیوں کو قائم کرتے وقت شہر یا محلے کی آبادی کا پورا لحاظ رکھا جائے گا۔ کوشش یہ کی جائے گی کہ لوگ جس شخص کو اپنا نمائندہ چنیں، وہ ان کے ساتھ ذاتی رابطہ قائم رکھ سکے۔ اس طرح انہیں شہری ذمہ داری سنبھالنے کی عملی تربیت ملے گی۔ ایک میونسپل کمیٹی میں جو علاقے شامل کیے جائیں گے، ان کی آبادی دس ہزار سے کم نہیں ہوگی۔

محلہ کمیٹی

میونسپل کمیٹیوں کو شہر کی محلہ کمیٹیوں میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ محلہ کمیٹیاں جن محلوں میں قائم کی جائیں گی، ان محلوں کی آبادی دو ہزار سے کم نہیں ہوگی۔ دو ہزار کی آبادی کے مسائل حل کرنے کے لیے کمیٹی کے ممبران کی تعداد سات ہوگی۔ محلہ کی آبادی دو ہزار سے بڑھ جانے لیکن تین ہزار سے کم ہو تو محلہ کمیٹی کے ممبران کی تعداد سات کی بجائے نو کر دی جائے گی۔ اگر محلے کی آبادی پانچ ہزار سے بھی بڑھ جائے گی تو کمیٹی کے ممبران کی تعداد گیارہ

کردی جائے گی ۔ محلّہ کمیٹی وہ تمام فرائض ادا کرے گی جو میونسپل کمیٹی کی طرف سے اس کے ذمے لگائے جائیں گے ۔ محلّہ کمیٹیوں میں کاریگروں اور مزدوروں کو عام نشستوں پر چنے گئے ممبران کے $\frac{1}{3}$ حصے کے برابر نمائندگی دی جائے گی ۔ محلّوں کے جھگڑوں اور فوجداری مقدموں کے فیصلوں کے لیے محلّہ کونسلوں کا قیام عمل میں لایا جائے گا ۔ محلّہ کے شہریوں کو انصاف حاصل کرنے کی سہولت دینے کے لیے محلہ کمیٹی کے ساتھ محلّہ کونسلیں بھی بنائی جائیں گی ۔ ان کونسلوں کے پاس دیوانی اور فوجداری مقدمات سننے کے اختیارات ہوں گے ۔

کسی میونسپل کمیٹی کے ممبران کی تعداد مقرر کرنے سے پہلے اس کی آبادی کو دیکھنا پڑتا ہے ۔ میونسپل کمیٹی اگر ایسے علاقوں پر مشتمل ہے جہاں آبادی ۲۰ ہزار سے زائد ہے تو اس صورت میں اِس کے ممبران کی تعداد پندرہ ہوگی ۔ آبادی اگر ۲۰ ہزار سے بڑھ جائے تو ممبران کی تعداد بیس کردی جائے گی ۔ شرط یہ ہے کہ آبادی ۲۰ ہزار سے بڑھ کر ایک لاکھ سے زیادہ نہ ہو جائے ۔ ایسی صورت میں ہر لاکھ آبادی کے لیے ممبران کی تعداد پندرہ تک بڑھادی جائے گی ۔ آبادی اگر آٹھ لاکھ سے بڑھ جائے تو زیادہ سے زیادہ اس کے ممبران کی تعداد ۶۰ ہوگی ۔ ایک میونسپل کمیٹی میں جتنے محلے ہونگے، میونسپل کونسل میں اتنی ہی ممبروں کی تعداد ہوگی ۔

میونسپل کمیٹی کے فرائض

میونسپل کمیٹی کا قیام شہر کے تمام مسائل کو حل کرنے کے لیے عمل میں لایا جائے گا ۔ میونسپل کمیٹی کے ذمے لازمی اور ثانوی دونوں قسم کے فرائض ہوں گے ، یہ فرائض درج ذیل ہیں :۔

پیدائش و اموات کا اندراج

میونسپل کمیٹی کے فرائض میں یہ بات شامل ہے ، کہ اپنی حدود کے اندر پیدائش اور اموات کا ریکارڈ تیار کرے ۔

شہریوں کی آبادی روزبروز بڑھ رہی ہے اور یوں بھی ہمارے ملک میں ناقص خوراک کی وجہ سے بیماریوں کے پھیلنے کا خطرہ موجود ہے ۔ ان بیماریوں کی روک تھام کرنا میونسپل کمیٹی کے فرائض میں شامل ہے ۔

میونسپل کمیٹی کے ذمہ شہری عمارتوں کی دیکھ بھال ہے ۔ کمیٹی کا فرض ہے کہ ایسی عمارتیں جو شہریوں کے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہوں ، گرانے کا انتظام کرے ۔ سرکاری عمارات کا تحفظ اور زمینوں کی حفاظت بھی اس کی ذمہ داری ہے ۔ زمینوں کے تحفظ کا مطلب یہ ہے کہ کوئی اپنی مرضی سے جہاں چاہے، عمارت نہ بنالے بلکہ عمارت بنانے سے پہلے کمیٹی سے منظوری لے ۔

میونسپل کمیٹی گھروں میں نجی استعمال کے لیے صاف ستھرا پانی فراہم کرنے کی ذمہ دار ہے۔ گلیوں اور بازاروں میں مناسب جگہوں پر پانی کے نل لگانا اس کی ذمہ داری ہے۔ تہواروں اور میلوں پر پینے کے پانی کی بڑے پیمانے پر ضرورت پڑتی ہے۔ ان موقعوں پر پینے کا صاف ستھرا پانی نہ ملے تو طرح طرح کی بیماریاں پھیلنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ بات میونسپل کمیٹی کے فرائض میں شامل ہے کہ ایسے موقعوں پر پینے کے پانی کا تسلی بخش انتظام کرے۔

پینے کا صاف ستھرا پانی انسانوں کے علاوہ حیوانوں کی بھی بنیادی ضرورت ہے۔ ان بے زبانوں کی بنیادی ضرورت پوری کرنا بھی میونسپل کمیٹی کا کام ہے۔ کمیٹی کی ذمہ داری ہے کہ شہر میں موزوں جگہوں پر پانی کے حوض بنوائے، جہاں سے مویشی پانی پی سکیں۔ شہریوں کو تندرست جانوروں کا گوشت مہیا کرنا بھی کمیٹی کی ذمہ داری ہے۔ اس کا فرض ہے کہ ذبح کیے جانے والے جانوروں کا اچھی طرح معائنہ کرائے تاکہ لوگوں کو بیمار جانوروں کا گوشت نہ ملے، ساتھ ہی یہ انتظام بھی کرے کہ گوشت صاف ستھری حالت میں لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچے۔

میونسپل کمیٹی کے فرائض میں تعلیمی اداروں کی حفاظت اور دیکھ بھال شامل ہے۔ سڑکوں کی تعمیر و ترقی کے منصوبے بنانا اور ان کو عملی جامہ پہنانا میونسپل کمیٹی کے فرائض میں شامل ہے۔

آمد و رفت کے بڑھ جانے سے سڑکوں کی تعمیر اور ترقی پر خاص طور پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ سڑکیں خستہ اور ناکارہ ہونے کی صورت میں طرح طرح کے حادثے ہوسکتے ہیں۔ آمد و رفت میں زبردست رکاوٹ پیدا ہوسکتی ہے۔ ان سڑکوں کی تعمیر و ترقی کے لیے منصوبہ بندی کرتے رہنا بہت ضروری ہے۔ میونسپل کمیٹی کا فرض ہے کہ سڑکیں بنوائے۔ ان کی مرمت کرائے۔ جن شاہراہوں پر آمد و رفت زیادہ ہے، وہاں ہر قسم کی خرابیوں کو فوراً درست کرائے۔ ثانوی فرائض میں سماجی ترقی اور صحت عامہ شامل ہیں۔ ان میدانوں میں کمیٹی کو اختیار ہے کہ اپنی مرضی سے کام لے یا حکومت کی ہدایات کے مطابق عمل کرے۔

صحت عامہ وبائی امراض یا موسمی اور متعدی بیماریوں کے پھیلنے کی صورت میں میونسپل کمیٹی شہریوں کی حفاظت کے لیے حکومت کی ہدایات کے مطابق عمل کر سکتی ہے۔ بیماریوں کے اچانک پیدا ہو جانے سے شہریوں کی صحت کے لیے جو خطرہ پیدا ہو جاتا ہے۔ اس کو مؤثر طور پر روکنا میونسپل کمیٹی کا فرض ہے۔ اس مقصد کے لیے ٹیکے لگائے جا سکتے ہیں اور لوگوں کو مفت

دوائیں دی جا سکتی ہیں۔

ضلع کونسل

دیہات کے مسائل کو حل کرنے کے لیے دیہاتی علاقے کو تین درجوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ یہ درجے دیہات، حلقہ اور ضلع ہوں گے۔ کئی دیہات کو ملا کر ایک حلقہ بنا لیا جائے گا۔ ضلع بھر میں سے شہری علاقے نکال کر سارا علاقہ بلدیاتی حکومت کے لیے ایک ضلع خیال کیا جائے گا۔

کئی گاؤں کو ملا کر ایک حلقہ بنایا جائے گا۔ اس حلقہ کی آبادی پچیس ہزار نفوس سے لے کر تیس ہزار تک ہوگی۔ کوئی حلقہ کسی صورت میں تحصیل سے بڑا نہیں ہوگا۔ دیہات کے مسائل حل کرنے کے لیے قائم ہونے والی کونسلوں کو تین درجوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ دیہاتی علاقوں میں دیہات کے لیے دیہی کونسل یعنی گاؤں کی کونسل قائم کی جائے گی۔ کئی گاؤں کو ملا کر حلقہ بنایا جائے گا اس کے لیے حلقہ کونسل کا قیام عمل میں لایا جائے گا۔ پورے ضلع کے لیے ایک ضلع کونسل قائم کی جائے گی۔

دیہی کونسل

دیہی کونسل کے ممبران کی تعداد بھی دیہات کی آبادی کے مطابق ہوگی۔ دیہات میں دو ہزار سے زیادہ آبادی نہ ہونے کی صورت میں دیہی کونسل کے ممبران کی تعداد سات سے زیادہ نہیں ہوگی۔ آبادی اگر دو ہزار سے بڑھ جائے، لیکن تین ہزار سے کم رہے تو دیہی کونسل کے ممبران کی تعداد نو ہوگی۔ اگر آبادی پانچ ہزار سے بھی زیادہ ہو جائے تو دیہی کونسل کے ممبروں کی تعداد گیارہ ہوگی۔ دیہی کونسل اپنے ارکان میں سے ایک کو چیئرمین چنے گی، جو عہدے کے لحاظ سے حلقہ کونسل کا ممبر بھی ہوگا۔ دیہی کونسل میں چنے گئے ممبران کی ایک تہائی کے برابر کسانوں کو اضافی نمائندگی دی جائے گی۔ یہ تعداد عام نشستوں کے علاوہ ہوگی۔

دیہی کونسل کے فرائض

دیہی کونسل وہ تمام فرائض سرانجام دے گی، جو حلقہ کونسل کی جانب سے اس کو سونپے جائیں گے۔ دیہی کونسل دیہاتی علاقوں میں پنچائت کے فرائض بھی انجام دے گی۔ دیہی کونسل کا جو ممبر کسی جھگڑے میں ملوث ہوگا، اس کو پنچایت کی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی اجازت نہیں ہوگی۔ دیہی کونسل کا چیئرمین اگر کسی وجہ سے کام کرنے سے قاصر ہو تو وہ اپنی جگہ کسی اور کو نامزد کر دے گا۔ بنیادی جمہوریتوں کے پرانے نظام میں دیہی کونسل صرف فریقین میں ثالثی کے فرائض انجام دے سکتی تھی۔ موجودہ نظام کے تحت کونسلوں کو پنچایت کے فرائض کے علاوہ خاص قسم کے عدالتی اختیار بھی حاصل ہیں۔ وہ ایسے مقدمے سن

سکتی ہے ، جن کا تعلق لوگوں کی ملکیت اور جائیداد یا اس کے دوسرے حقوق سے ہو یا مارپیٹ کے واقعات سے ہو۔

حلقہ کونسل کے فرائض

حلقہ کونسل، ضلع کونسل کی ہدایات کے مطابق عمل کرے گی۔ ان ہدایات کے تحت حلقہ کونسل پرائمری سکولوں کی دیکھ بھال کرے گی۔ سیرگاہوں، کنوؤں اور تالابوں کی حفاظت حلقہ کونسل کی ذمہ داری ہوگی۔ لوگوں کے لیے فارغ اوقات گذارنے اور شہریوں میں علم کا شوق پیدا کرنے کے لیے لائبریریاں بھی قائم کرے گی۔ ان کی صحت کی حفاظت کے لیے شفاخانے بنوائے گی اور عوامی عمارتوں کا قیام عمل میں لائے گی۔ حلقہ کونسل کو اختیار ہوگا کہ دیہات کے تحفظ اور دشمن سے بچاؤ کے لیے دیہاتی فورس قائم کرے۔ لوگوں کو شہری دفاع اور رائفل کی تربیت دینے کی غرض سے تربیتی مرکز بھی حلقہ کونسل کھولے گی۔

ضلع کونسل کی تشکیل

1۔ ایک ضلع میں جتنے حلقے ہوں گے، ضلع کونسل کے ممبران کی تعداد بھی اتنی ہوگی۔

2۔ ضلع کونسل کا چیئرمین کل وقتی عہدے دار ہوگا۔ اس کو معاوضہ بھی دیا جائے گا۔ معاوضہ کونسل مقرر کرے گی۔

3۔ ضلع کونسل میں ہر طبقہ کے افراد کو نمائندگی دی جائے گی۔ مثلاً کسان، مزدور اور عورتیں

ضلع کونسل کے فرائض

ضلع کونسل کا فرض ہوگا کہ ضلع میں بسنے والے شہریوں کی صحت بحال رکھنے کے لیے بیماریوں اور وباؤں کی روک تھام کے لیے اقدامات کرے۔ اپنے ضلع کے شہریوں کو ناقص خوراک سے بچائے۔ شہریوں کے لیے جراثیم سے پاک پانی مہیا کرے۔ گندے پانی کے نکاس کے لیے انتظامات کرے۔ گندے پانی کا نکاس نہ ہونے کی صورت میں ملیریا، ٹائیفائیڈ اور دوسری بے شمار وبائی امراض پھیلنے کا خدشہ رہتا ہے۔

خالص صحت مند دودھ مہیا کرنے کے لیے ڈیری فارم قائم کرنا ضلع کونسل کے فرائض میں شامل ہے۔ اس کا فرض ہے کہ دیہی عوام کو خوشحال بنانے کے لیے زراعت کو ترقی دے۔ کاشت کے نئے نئے طریقوں سے دیہات کو آگاہ کرے، تاکہ غریب کاشتکار کھیتی باڑی کے سائینسی طریقے اختیار کرکے اپنی زرعی پیداوار بڑھا سکیں۔

اپنے ضلع میں ثقافت کی ترقی کے لیے میلوں اور معلوماتی فلموں وغیرہ کا انتظام کرنا کونسل کا کام ہے۔ ضلع کونسل کا فرض ہے کہ ضلع کے بچوں اور بالغوں کی تعلیم کے لیے سکول کھولے۔ پرائمری سکولوں

کو ترقی دینے کے لیے حلقہ کونسل کو ہدایات جاری کرے اور حلقہ کونسل کے کام کی نگرانی کرے۔

ضلع کی حلقہ کونسلوں نے شہریوں کی حفاظت اور ملکی دفاع کے لیے جو مرکز قائم کر رکھے ہیں، ان کی نگرانی ضلع کونسل کا فرض ہے۔ ضلع کے دیہی علاقوں میں عوام کو موثر دفاعی تربیت دینا اس کی ذمہ داری ہے۔

ضلع کونسل نہریں، پل، تالاب اور بند تعمیر کرنے کے لیے ذمہ دار ہے۔ دریاؤں کے قریب دیہات کو سیلابوں سے بچانے کے لیے بند تعمیر کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔ پانی کی فراہمی کے لیے نہریں بنانا بھی اسی کا فرض ہے۔ اس طرح پانی کے نکاس کی نالیاں تعمیر کرنا بھی اس کے فرائض میں شامل ہے۔

مویشیوں کی نسل کو بہتر بنانا ضلع کونسل کا کام ہے۔ اس کا فرض ہے کہ مویشیوں کو بیماریوں سے بچائے اور انھیں صحت مند رکھنے کے لیے اقدامات کرے۔ مویشیوں کی افزائش کے لیے لوگوں کو ترغیب دے، اس غرض سے مویشیوں کے میلوں کا انتظام کرے۔

کنٹونمنٹ بورڈ

کئی شہروں کے قریب چھاؤنیاں بنائی گئی ہیں۔ کئی چھاؤنیوں کے قریب ہی شہری آبادیاں قائم ہو گئی ہیں۔ سرحدوں کے قریب کی چھاؤنیوں کو ہمیشہ اہمیت رہی ہے۔ موجودہ زمانے میں میلوں کا فاصلہ منٹوں میں طے ہو جاتا ہے۔ اس لیے چھاؤنیوں کے قیام کی ضرورت اَور بڑھ گئی ہے۔

شہروں کے قریب چھاؤنی کے علاقے کو شہر سے الگ خیال کیا جاتا ہے۔ اس علاقے میں صحت وصفائی اور دیگر مسائل کو حل کرنے کے لیے ایک بورڈ بنایا جاتا ہے جس کو کنٹونمنٹ بورڈ کہا جاتا ہے۔ انگریزی زبان میں کینٹ چھاؤنی کو کہتے ہیں اور اس مناسبت سے اس بورڈ کا نام کنٹونمنٹ بورڈ رکھ دیا گیا ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈ چھاؤنی میں وہی فرائض سرانجام دیتا ہے، جو شہری علاقوں میں میونسپل کمیٹیاں سرانجام دیتی ہیں۔

کنٹونمنٹ بورڈ کی تشکیل

کنٹونمنٹ بورڈ کا چیئرمین چھاؤنی کا سٹیشن کمانڈر ہوتا ہے۔ اس کے ارکان بھی منتخب اراکین ہوتے ہیں، جن کی تعداد حکومت مقرر کرتی ہے۔

1۔ ایک مجسٹریٹ جس کو ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نامزد کرتا ہے۔

2۔ ایک ہیلتھ آفیسر۔

3- ایک ایگزیکٹو انجینئر اور چار سول یا فوجی افسران جن کو سٹیشن کمانڈر تحریری طور پر نامزد کرتا ہے۔

یہ آخری چار افسر اس وقت نامزد کیے جاتے ہیں جب منتخب اراکین کی تعداد سات ہو۔ منتخب اراکین کی تعداد کے تناسب سے نامزد افسران کی تعداد بھی کم کر دی جاتی ہے۔

کنٹونمنٹ بورڈ کے فرائض

روشنی کا انتظام: چھاؤنی کے علاقے میں فوجیوں کے علاوہ سول آبادی بھی رہتی ہے۔ چھاؤنی کے علاقے میں بازار اور گلیاں بھی ہوتی ہیں۔ ان گلیوں اور پبلک جگہوں پر صاف ستھرے پانی کا مناسب انتظام کرنا بورڈ کے فرائض میں شامل ہے۔ چھاؤنی کے ایسے علاقے جہاں نل کا پانی نہیں جاتا، وہاں پانی کو ہر قسم کی گندگی سے پاک صاف رکھنے کے بندوبست کرنا بھی بورڈ کے فرائض میں شامل ہے۔

گلیوں اور آمد و رفت کی جگہوں کی صفائی: گلیوں اور آمد و رفت کی دوسری جگہوں کو ہر قسم کی غلاظت اور گندگی سے پاک صاف رکھنا بورڈ کے فرائض میں شامل ہے۔

عوامی تحفظ کے لیے قابل نفریں کاروبار کی روک تھام: چھاؤنی میں ہمارے فوجی بھائی قیام رکھتے ہیں، وہ چھاؤنی کے قریب شہری علاقوں میں آتے جاتے رہتے ہیں۔ فوجی سپاہیوں کو بُری عادات و اخلاق سے بچانا اور چھاؤنی کے ملحقہ علاقے میں ہر قسم کے قابلِ نفرین کاروبار کو روکنا بورڈ کا فرض ہے۔

ناجائز تجاوزات کو ہٹانا: چھاؤنی کے علاقے میں راستہ کو ہر قسم کی رکاوٹوں سے صاف رکھا جاتا ہے۔ چھاؤنی کی سڑکوں اور راستوں میں جو چیز رکاوٹ پیدا کر رہی ہو، اسے دُور کرنا بورڈ کے فرائض میں شامل ہے۔

بوسیدہ عمارات گرانا: پرانی عمارتیں جو خطرناک حالت میں ہوں اور لوگوں کے لیے خطرے کا باعث بن سکتی ہوں، ان کو گرانا بھی بورڈ کی ذمہ داری ہے۔

قبرستان کا انتظام: بورڈ کا فرض ہے کہ قبرستان کے لیے جگہ حاصل کرے اور اس قبرستان کی دیکھ بھال کرے۔ قبرستان کی صفائی کا خیال رکھنا اس کے فرائض میں شامل ہے۔

مذبحوں اور پانی کے نکاس کا انتظام: بورڈ کے فرائض میں چھاؤنی کے علاقہ میں مذبحوں کی دیکھ بھال بھی شامل ہے۔ گندے پانی کے نکاس کے لیے نالیوں کا تعمیر کرنا اور بارش کے پانی کے نکاس کا خاطر خواہ انتظام کرنا بھی بورڈ کا کام ہے۔

درخت لگوانا اور درختوں کی نگہداشت کرنا : علاقہ کی ہوا کی صفائی کے لیے چھاؤنی کے علاقے میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں درختوں کا ہونا ضروری ہے۔ کنٹونمنٹ بورڈ کا فرض ہے کہ سڑکوں کے کنارے درخت لگوانے کے انتظامات کرے اور ان درختوں کی حفاظت کا خاطرخواہ انتظام کرے۔

اموات و پیدائش کا اندراج : اپنے علاقہ میں اموات و پیدائش کا ریکارڈ تیار کرنا بھی بورڈ کے فرائض میں شامل ہے۔

صحت و صفائی کا قیام : کنٹونمنٹ بورڈ کا فرض ہے کہ عوام کی صحت و صفائی کے لیے ہر طرح کے انتظامات کرے۔

شفاخانوں کا قیام : عوام کے لیے شفاخانے قائم کرنا۔ ان شفاخانوں کی نگہداشت کرنا۔ ان کو ترقی دے کر علاج معالجے کی زیادہ سے زیادہ سہولتیں مہیا کرنا بورڈ کی ذمہ داری ہے۔

سکولوں کا قیام : اپنے علاقے میں بچوں کی تعلیم کے لیے پرائمری سکولوں کا قیام۔ ان کی دیکھ بھال اور انہیں ترقی دینے کے لیے اقدامات کرنا بورڈ کے ضروری فرائض میں ہے۔

آگ بجھانے کے انتظامات : علاقہ میں کسی جگہ آگ لگنے کی صورت میں جلد از جلد آگ پر قابو پانے کے لیے امداد بہم پہنچانے کا انتظام کرنا بورڈ کی ایک اور ذمہ داری ہے۔

بورڈ کے فرائض میں ان عمارتوں کی حفاظت اور نگہداشت بھی شامل ہے جو قانون کی رُو سے اس کی سپردگی میں دی گئی ہوں۔ اس کے علاوہ کنٹونمنٹ بورڈ کو وہ ذمہ داریاں بھی پوری کرنی ہوتی ہیں جو قانون کی رُو سے اس پر عائد ہوتی ہوں۔

صحت وصفائی

ہماری آبادی تیزی سے بڑھ رہی ہے۔ شہروں اور دیہات کے فاصلے کم ہوگئے ہیں۔ اکثر شہر پھیل کر دیہات کے قریب پہنچ چکے ہیں۔ آبادی کے اس طرح بڑھنے سے صحت و صفائی کے مسئلہ نے بڑی اہمیت اختیار کرلی ہے۔ جن شہروں اور دیہات میں آبادی زیادہ ہے، وہاں حفظانِ صحت کے اصولوں پر عمل کرنا بے حد ضروری ہوچکا ہے۔

صحت اور صفائی کا آپس میں چولی دامن کا ساتھ ہے۔ گندگی صحت کو نقصان پہنچاتی ہے۔

گندگی اس وقت پھیلتی ہے، جب ہم اپنی ذمہ داری کا احساس نہیں کرتے۔ کوڑے کرکٹ کو ایک خاص جگہ رکھنے کی بجائے گلیوں اور بازاروں میں پھینک دیا جاتا ہے۔ ہر شہری پر دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔ ایک ذمہ داری کا تعلق ہماری ذاتی صحت وصفائی سے ہے۔ دوسری ذمہ داری ہم سے دوسروں کی صحت وصفائی کا خیال رکھنے کا مطالبہ کرتی ہے۔ اچھا شہری اس کا خیال رکھتا ہے۔ وہ جس ماحول میں رہتا ہے، اسے پاک صاف رکھنے کے لیے صفائی کے تمام اصولوں کی پابندی کرتا ہے۔

صفائی رکھنے کا مطلب یہ نہیں کہ انسان اپنے گھر کی صفائی کرے اور سارا کوڑا کرکٹ اٹھا کر گلی میں پھینک دے۔ صفائی کا اصول یہ ہے کہ ذاتی صفائی کی طرح اِرد گرد کی جگہ کی صفائی کو بھی ضروری سمجھا جائے۔ ہر جگہ نہ تھوکا جائے، کھانسی کے وقت منہ پر ہاتھ رکھ لے، تاکہ جراثیم نہ پھیلیں۔ پھلوں کے چھلکے کسی مناسب جگہ پر پھینکے۔ بیمار ہونے کی صورت میں دوسروں کو اپنی بیماری سے بچانے کی پوری کوشش کرے۔

جسم کی صفائی سے مراد جسم کے تمام اعضاء کی صفائی ہے۔ ہاتھ، منہ، دانت اور ناخنوں کی صفائی بہت ضروری ہے۔ ناخنوں کی صفائی اس لیے ضروری ہے کہ ناخنوں میں جراثیم پھنس جاتے ہیں کھانا کھاتے وقت یہی جراثیم ہماری خوراک کے ساتھ معدے میں داخل ہو کر بیماری کا باعث بن جاتے ہیں۔ دانتوں کی صفائی سے لاپرواہی برتنے سے ہم بیمار ہو سکتے ہیں۔ بیمار دانت انسان کو بیمار کر دیتے ہیں۔ دانتوں کو مسواک یا برش سے صاف کرنا چاہیے۔ دانتوں کی طرح آنکھوں کی حفاظت بھی ضروری ہے۔ طالب علموں کے لیے تو آنکھوں کی صحت بہت ہی ضروری ہے۔ روزانہ کسی سبزہ زار میں سیر کرنا، آنکھوں کی صحت کے لیے بہت مفید ہوتا ہے۔ ان اعضاء کے علاوہ پورے جسم کی صحت کو برقرار رکھنے کے لیے ورزش کرنا بہت ضروری ہے۔ شہروں میں زیادہ آبادی ہونے کی وجہ سے کھلی اور تازہ ہوا کا ملنا ذرا مشکل ہے۔ شہروں کے بیشتر لوگ تنگ وتاریک مکانوں اور گلیوں میں رہتے ہیں۔ میونسپلٹی کی طرف سے باغوں، پارکوں اور سیر گاہوں کا انتظام کیا جاتا ہے۔ باغوں اور پارکوں کا صحیح استعمال یہ ہے کہ صبح شام ان میں چہل قدمی کی جائے۔ صبح کے وقت ان جگہوں میں جا کر ہلکی ورزش بھی کی جائے۔ ان جگہوں پر درخت کثرت سے ہوتے ہیں۔ ہر طرف پودوں اور پھل دار درختوں کی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔ پھولوں کی کیاریاں نظر آتی ہیں۔ ان پھولوں پودوں اور درختوں کو خراب نہ کیجیے۔ درخت ہوا کو صاف رہنے میں مدد دیتے ہیں۔ پودے اور درخت ہمارے لیے آکسیجن مہیا کرتے ہیں۔ جو ہمارے پھیپھڑوں کی صحت کے لیے بڑی ضروری

ہے۔ پودوں کو برباد کرنا، درختوں کی ٹہنیاں اور شاخیں کاٹنا شہریت کے اصولوں کے خلاف ہے۔ اس طرح آپ اپنے آپ کو بھی آکسیجن سے محروم کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی۔

صحت مند رہنا ہر انسان کا اخلاقی فرض ہے۔ ہم صحت مند ہیں تو دوسرے لوگوں کے کام آسکیں گے۔ دوسروں کے لیے صحت مند ماحول پیدا کرنے میں مددگار ثابت ہوں گے۔ بیمار شخص نہ صرف خود بیمار ہوتا ہے بلکہ وہ دوسروں کے بیمار ہونے کا ذریعہ بھی بن سکتا ہے۔

اسلام جسم اور لباس کی صفائی پر بے حد زور دیتا ہے۔ صحت برقرار رکھنے کے لیے جسم کو ہر قسم کی بیماری سے بچانا ہمارا مذہبی فرض ہے۔ رسول کریمؐ پر معاشرے کی اصلاح کے لیے جو حکم نازل ہوا، اس میں صاف طور پر کہا گیا ہے "گندگی چھوڑ دے اور اپنے کپڑے پاک رکھ"۔ رسول کریمؐ نے صفائی کو ایمان کی صفات میں سے ایک صفت قرار دیا ہے۔ صحت مند جسم میں ہی صحت مند روح ہوسکتی ہے۔ نجاست سے پرہیز کرنے کی عادت بُرے افعال سے دور لے جاتی ہے۔ معاشرے میں صاف ستھرا ماحول معاشرے میں بسنے والوں کے خیالات کو پاکیزہ بنانے میں مدد دیتا ہے۔ صاف ستھرے ماحول سے طبیعت میں شگفتگی پیدا ہوتی ہے۔

صحت مند رہنے کے لیے بعض طلباء بہت زیادہ کھانے کے عادی بن جاتے ہیں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ صحت کو برقرار رکھنے کے لیے مناسب غذا مناسب وقت پر کھانی چاہیے۔ انسان کو چاہیے کہ بھوک رکھ کر کھائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بھوک لگے تو کھانا کھائیں۔ تھوڑی سی بھوک باقی ہو تو کھانے سے ہاتھ کھینچ لیں۔

مشق

1- حکومت خود اختیاری سے کیا مراد ہے ؟

2- حلقہ کونسل کے فرائض کیا ہیں ؟

3- میونسپل کمیٹی کے فرائض تفصیل سے بیان کیجیے۔

4- ضلع کونسل کے فرائض کیا ہیں؟

5- محلہ کمیٹی کی تشکیل اور اس کے فرائض بیان کیجیے۔

6- صحت اور صفائی پر ایک شہری کی حیثیت سے اپنے خیالات کا اظہار کریں۔

ب- درج ذیل بیانات میں سے جو صحیح ہیں ان کے آگے ✓ کا نشان لگائیں۔

1- ہم دیہات میں رہتے ہوں یا شہر میں۔ ہم پاکستان کے شہری کہلاتے ہیں۔

2- میونسپل کمیٹیاں اور ضلعی کونسلیں حکومت مقامی خود اختیاری کے ادارے ہیں۔

3- محلہ کمیٹیوں میں کاریگروں اور مزدوروں کو بھی نمائندگی دی جائے گی۔

4- ہمارے شہروں کی آبادی میں روز بروز کمی ہو رہی ہے۔

5- ہر جگہ تھوکنے سے بیماری پھیلتی ہے۔

عملی کام

حکومت خود اختیاری کا چارٹ بنائیے اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کیجیے۔

تیار کردہ : پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ، لاہور
منظور کردہ : حکومت پنجاب (محکمہ تعلیم) لاہور بمطابق مراسلہ نمبر
ایس - او - (سی) تعلیم 73 / 8 / 10 مورخہ 1974 /11/ 20 نظرثانی شدہ و منظور کردہ
قومی ریویو کمیٹی، وزارتِ تعلیم (شعبۂ نصاب) حکومتِ پاکستان، اسلام آباد۔
قومی کمیٹی برائے جائزۂ کتبِ نصاب کی تصحیح شدہ

قومی ترانہ

پاک سَرزمین شاد باد کِشورِ حَسین شاد باد
تُو نشانِ عَزمِ عالیشان ارضِ پاکِستان
مرکزِ یقین شاد باد
پاک سَرزمین کا نِظام قُوّتِ اُخُوّتِ عوام
قوم، مُلک، سَلطنت پائِندہ تابِندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد
پَرچمِ سِتارہ و ہلال رَہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی، شانِ حال جانِ اِستقبال،
سایۂ خُدائے ذُوالجلال

کوڈ نمبر 91-G
سیریل نمبر 32195

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	تعداد اشاعت	قیمت
مارچ 1979ء	اوّل	75,000	2.67